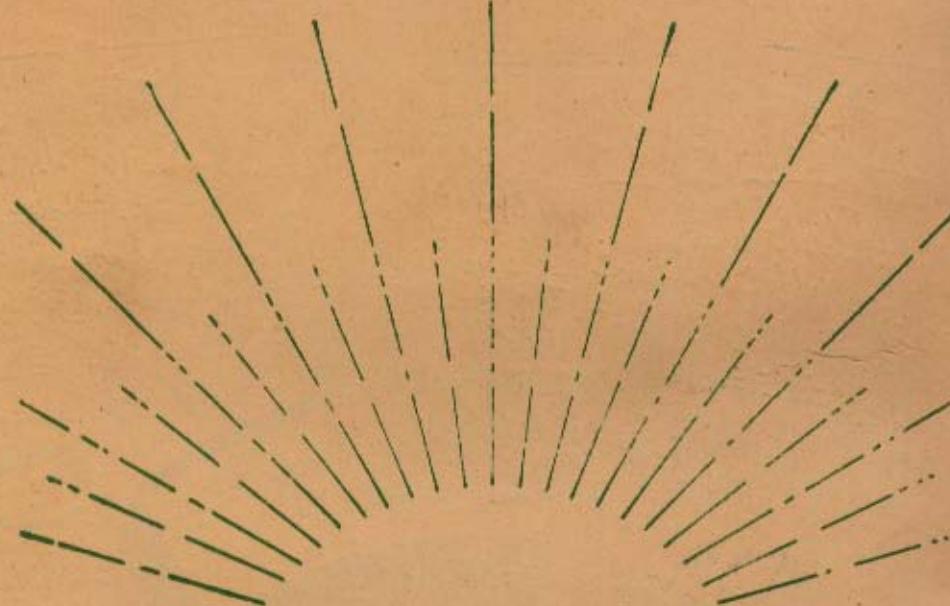


مـاـهـنـامـهـ جـلـیـ دـیـوبـندـ



مرتب: عـامـرـ عـمـانـيـ وزـیرـ فـضـلـ عـمـانـيـ (فـاسـيـنـ دـيـوبـندـ)

رُوغن کے اکسپریس دماغ

یہیں ایک مستند طبی نسخے کے ذریعے دو اسازی کے ترقی یافتہ اصولوں کے مطابق نہایت مفید اجزاء سے تیار کیا گیا ہے صحت بخش غذاؤں کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے جو دماغی امراض عام طور پر پائے جاتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ بالوں کو مضبوط کرتا اور سیاہی کو قائم رکھتا ہے نر لے اور بے خوابی کا دشمن، میٹھی نیند لاتا ہے۔ بالوں کا جمع عغفار وک کران کی پیداوار بڑھاتا ہے جو موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ دیر تک رکھنے سے خراب نہیں ہوتا۔ تجزیہ کرنے پر انشاء اللہ آپ ہماری صداقت کو سلیم کریں گے۔ مزید اطمینان کیلئے مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا قادری محمد طیب صاحب
شیخ الحدیث صفت مولانا سیدینا حمدناہ صاحب
متهم دار العلوم داون بد
تین کی باش سے چند صفات پہنچتے ہے کہ
یہ رنگاہ جانا و شوار بھا اور ماش کی چیز ماعت
بے عقصہ پرس نظر آرہی، دماغی کام کرنے والوں کے
لئے یہ عمل اکسپریس، مزید جو تقویٰ باغی تھوں سے
ہوتی زیادہ سرسر اور سود مند ہو گا۔

ارشا و گرامی
تم سے اس روغن کی بیداری کا استعمال کرو جو کوئی
کام ادا نہیں سکتا اور دماغی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور یہ
اتساہی ایسیں بلکہ اس سے جو موں کی الگبر و دلاغیں تزو
ڈالیں گے اسکا وقت طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

روغن کے علاوہ بھی اور یہ سی تحریری تحریری موجود ہیں۔
فتوک: یعنی ذلت خدا کتابت کے معاون طے کریں
طبع طلاق ذلت تفتر
محفوظ اعلیٰ حضرت
روغن اکسپریس دماغ
تیکی اسکے معاون
نکر بنا لیا گیا ہے اور اس کے
اجزیہت میغزیں۔

بلال فارسی

دلوں صلح سے لے لے

مجھا ہم ملت
حضرت مولانا الحاج
محمد حفظ الرحمن صاحب
ناظلہ العالی
رُوغن اکسپریس دماغ
دماغی قوت و فرحت کے
لئے اکسپریس ہے۔
کثر خوشیں

ناجِ کملنی لامہ کی حسین و حبیل مکتبہ مطبوعات

(جن ہیں نمبر دینے کے ہیں ان کے آڑو میں صرف نہر کا حوالہ کافی ہو گا)

حامل بلا ترجیب الله ایڈیشن
حامل پر فخر مصروف ازادر
حصہ میرا کے اختیارت لا جواہ بے غری ایڈیشن روش عروض اور دیگر
میں اور اوراب بیٹے غفارت ہیں کہ کچھ پر زادہ نہیں برتاؤ۔ جلد یہ میا آئیں
کلام کھو۔ ہدیہ آٹھ درجے۔

حامل بلا ترجیب اسانی سے اوپر کی جیسا ہیں آجا نہ والی۔
اد ر صاف لکھائی۔ طرح قابلِ اعتماد ہے
جلد بہت خوبصورت اور ضمبوط۔ حدود تین سو پہے۔

مجموعہ وظائف ترجم اس میں سوہہ لیں۔ سچے
الحق و اخلاق۔ ملک۔ مذہل۔
غیر۔ اخلاص۔ حق۔ الناس۔ کہف۔ وحی۔ سچے۔ ملک۔ مذہل۔
درو رکاح۔ درو رکھی۔ او رجدنا مرسیں باقی اور دو تجھے کیک۔ جلد یہ کارو بیہدہ ہے
چھبیسہ مترجم اصح اقبال برگارگ۔ بہترین مکان ارش پیر۔ جلد مدد
آور۔ خلائق پر چشم۔ حدود را دو پہے۔

مجموعہ وظائف غیر ترجم یہی اور دلا البا بضرر آئے کے
مناجات مقبول۔ پوری طاعت باس کی۔ ہدیہ مخدومین پہے آجاؤ۔

یاد رہے کہ تلچ کامال ہر وقت نہیں ملتا۔ اپنے آڑو کو پھر پر نہ مائیں

مکتبہ تبلی دیوبند ضلع سہارپور (پو۔ پی)

فتراءں تاج مترجم ترجمہ و تفسیر موضع القرآن۔ مصطفیٰ خوشابیں، دروگی بھیانی، فیضیں کافر، بدینہ جس پڑیں

محمد بن عبد الوہاب

از مولانا مسعود عالم ندوی

بادوی مسیحی صدی بھری کے مشہور مبلغ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب بخدمتی کی برتر اور دعوت پر علیٰ تحقیق تصنیف جسیں مشرق و مغرب کے متعدد پوری طرح کتابوں اور فلسفیاتی نوادران کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

صرف کتابوں کے حوالے ہر شرط میں بلکہ ان کتابوں کی طبق ایمان پوری نیشن اور مقام کو صحیح تفصیل بیان کیا گیا ہے، کتب کی ثقابت و امانت کیتے فاضل و اتفاق کا ہاتھ کافی ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ لکھ۔

مولانا عبدالعزیز شریہ کی دو شہرہ آفاق امتحانہ ملکہ کتابیں صراط مصطفیٰ حکیم (اردو)

جو عصر سے تایا ب تحفی اور ادب روشن کتابیت و علماء کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ بدعت کا رد اور سلطنتی دین کی تحقیق۔ قیمت جلد تین روپے (جلد پاٹلی چار روپے)۔

نقوصیہ الایمان (اردو) اس سلسلہ رسائل کی ساختا زادہ نیشن تایمیان اور ترید بالطلیل کی ایک دوبلیں روشن جسے اہل برکت اور باب بالطلیل میں چار روپی قیمت چار روپی عصر (جلد پاٹلی چھپی)۔

دنیا سے اسلام کے لا جواب اہل تسلیم امیر شکیب ارسلانی کی
شہرہ آفاق تصنیف اردو لیاس میں۔ جلد پاٹلی۔

اسکیاب نے وال امانت

حکیم الامانت مولانا اشرف علی کی چند کتابیں

حیات المانین (اردو) کی تدقیق صحیح میں اسلامی تدقیق ہو جائی۔ ۴۔ ۶۰۰ مصوول دعائنا دراعمال و عبادات مختلف مذکور ہیں جو سے ان کو بھاگ کر کے ہر شخص کے لیے بخوبی اور تکمیلی عبادت کی شکل را انسان کر دی ہے۔ جلد اخراج صورت ذمہ دار قیمت چھپی۔

اصلاح الرسم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی رہ۔ تدقیق کے ہر شعبہ میں بے شمار رسائل اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں کہ جو فی الحقيقة غیر اسلامی ہیں یعنی اہم اہلی کے سبب ان کی عالی سے دافق نہیں۔ ایسے دم دروازہ کی اصلاح کے لیے حضرت حکیم الامانت کی تصنیف بیش یہاں عرض ہے زبان عام اور ملیس۔ آخر میں رسالت صفاتی معاملات بھی شامل ہے۔ کتاب ملکہ ہے۔ سی خود صورت در گئیں امانت کو۔ قیمت ۳۔

تسلیم الدین (اردو) از حضرت مولانا اشرف علی۔ بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکامات کی تفصیل تحریکی شرک و بدعت کی تھیں۔ تصنیف کے مکاتب پر علومات اگرچہ محض۔ تصور شیخ سلہ اور دیگر اہم بحث۔ خود صورت امانت کو۔ سی جلد قیمت چھپی۔

حدیث کی چند نسبہ و مکتب اردو ترجمہ

بخاری شریف (اردو) مکمل جہاں تک میں علم ہے ابھی اکتاب بعد کتاب ارشاد (قرآن کے بعد سعید) یا صدیق کتاب (بخاری) اور شریف کا تابع تک اور درجہ اچھک شانئ نہیں ہوا۔ یہ پہلی اور نہایت مبارک کوشش ہے

بڑا امتحان المطابع کو اچھی نہیں کی ہے۔ امام بخاری کی تصحیح کردی ۲۸۵۰ حدیثوں کا سلسلہ اور قابلِ تذیریٰ یا کیفیت مکتبت و مکتب کا فقیر آپ مکتبہ تبلیغی روسد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تو حضور پیغمبرؐ سے جس کی جوئی قیمت صرف چھٹیں مدد پر ۲۷۷ مکتبہ مولیٰ ہیں جلد استعمال ہیں رہے۔ فائدہ پختہ درستین جلد تیس روپے۔ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں فی حصہ لوڑیے قیمت ہو گی۔ (مبتداً بجز تبلیغی رہ شے)

موطا امام مالک مترجم (اردو) مکمل "خواہ امام مالک" احادیث نبوی کو دہ بیش بہا ذخیرہ ہے جس کو سالہ ماں امام مالک نے ہر کسوٹی پر رکھ کر اچھی جمع کر دے احادیث سے انتساب فرمائے مسلمان عالم کے لیے مزبور کیا ہے اصل مدرسی با اعراب و مذاہ کے مقابل اور در ترجیح اذ علام مرد حیدری ایسا نظر دو یہی فوائد اس عملگی کی سماں طبع ہوتی ہے کہ اچھک اس کی کتب و مطباعت کا ایسا حق ادازہ ہو گیا، مصنعت ۶۹۲ مکتبہ۔ کافہ سفید، ہدیہ بلا جلد بارہ روپے، جلد معمولی تیرہ روپے (بیشتر چھتے چھوڑ دہ روپے)۔

مشکوہ شریف (اردو) چھوڑنے کے زائد احادیث نبوی کا بیش بہا ذخیرہ۔ یعنی حدیث کی جو رہ کرنا ہو، بخاری، سلم، ترمذی میں مشکوہ عربی کی تراجمہ تحریری تشریفات کیا گیا ہے، اور عاصی پر یعنی عنوانات قائم کر لیئے گئے ہیں۔ دو جلد، دو میں کامن کا خون سفید، کامل ہو برلا جلد سوڑک روپے۔ اور جلد معمولی اضافہ روپے (جلد اصلی میں روپے)۔

ترمذی شریف (اردو) بخاری و موطا امام مالک کے بعد اس صحاح ستر کی مشہور کتاب، ترمذی شریف کا جو اور در ترجیح چھپ کر تیار ہو گیا ہے، سفید مدد کافی، نفس مطباعت و کتابت، جستہ، ای پادریش روپے، حصہ دو مکمل دش روپے، دو حصہ ایک ہی وقت طلب کرنی تو اس پر ۱۴ میں روپے۔

بلوغ المرأ (اردو) ملادر حدا ابن حجر کی شہزادی فاقی تصنیف ہے۔ جس کی اصل اور اور در ترجیح ایک ساتھ شانی کیا گیا ہو اور اس کا اپنی قلمیں کیا درج ہے ہے با خیر حضرات سے پوچھیدہ ہیں، آپ کی تصنیف بخاری، سلم، ترمذی اللہ اذ ڈا علیہ السلام کتب احادیث سے متفق کیئے ہوئے درستی احکام کا لکھا ہے، جو کوئی مدد میں دیا کسے مراد ہے، کم تعلیم ہے اقتدار و زیادہ پرستی کے دو نوں اس کتاب سے برقرار فائدہ اٹھائے ہیں (قیمت فائدہ ۳۰ روپے)۔

بڑی قسم کی کتابیں پرہیز ذیل سے طلب ہیں

مکتبہ مکمل دیوبند ضلع سہارا پوہ (یونی)

تفیرین کش سیر

کوں پاخیر مسلمان ہے جس نے، اس شہرہ آفیان تھیف
کا نام نہ سنا ہوگا۔ مژدہ بھر کا رہنامہ "اصح المطاحن" نے
اس عظیم تفسیر کا ملکیت اور دو رسمہ ت ایات حسن و خوبی کیا تھی
شارائی کردیا ہے۔ پاٹھ جلد و میکش۔ قیمت مجلہ
پیشہ رہ پے (چرچلہ علیحدہ علیحدہ محلہ ملکیتی)
(جلد طلب فرمائیں)

امام اعظم ابوحنیفہ کی مفضل سوانح حیات

سیرۃ النعمان

اب علامہ شبلی نعمانی۔ مدداؤں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پڑی ہے
لئکن تم لوگ ہیں جو دین کے اس بطل جلیل کی سولخی حیات کے
واقعہ ہوں۔ سیرۃ النعمان اسی کی کوئی راکری پتہ نہیں ایسی
زندگی کے مفضل حلات ایمان افراد اقمعتیج کوئے
ہیں۔ قیمت دوپتے (نجلہ تین پتے)

تفیرین کش (اردو) نی

بہر جلدی و عمدہ بھی مل سکتی ہے
جلد اول سترہ پتے۔ دوسری آڑ پتے
انہ کے سوہنے پہنچانے کے پیغمبر مسیح
پتے۔ ستم بارہ پتے۔ پر جلد قلمبوجی

علم الحدیث

جس دین فلسفہ علم حدیث کی انتہائی
عجیقی کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے
کہ یورپ کو آج جس قلسہ تاریخ پر
تا زہے۔ اسلام اور اوس پیشتر اس کو
لکھن کر کیا ہے۔
پیشہ کی کلی جلد قیمت ہے۔

بیک معمرکار آنادر کرتے البيان فی علوم القرآن

مشہور تفسیر حنفی کے صفاتی، مورانا عبد الحق حوزت مدرسی کی تبلیغی شان
کتاب، وہی بے جملی توصیفیں علامہ اوزراہ ماحب جیسے عالم
نے یہ لفاظ لکھتے ہے کہ اسکی تفسیر کوچھ ملک ہے واقع نہیں خدا کی نعمات
و صفات، سماج ملک، جستاد مزرا۔ قبر جنت، اور ذخیر نبوت، اخلاق
نسوی، استوراء و کنایہ دو اختراف قرأت کی میش، صفات مدد
کا فقد، کھوائی پھوائی میواری، تیمت بود و میکے (بلکہ پختہ سولہ پتے)

شیخ الاسلام امام غزالی کی شہر آفیان تھیف سیما کے معادوت کا ارادہ درجہ

اسکسیر بدایت

ایسا ہم سے طلب فرمائے ہیں۔ آپ کا دری مطا اور یقیناً اتنے
رسہے گا اگر آپ اس معمر کردار اکابر کو ملا جائیں ہم فرمائیں گے
کتابت، طباعت سب میادی، تیمت بلکہ پیدہ رہے۔ پے۔
(غیر بلہ سوا می بارہ روپے)

مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی کلکٹیشن
کتاب پچاس بیڑو سے ناگوری
القاف کی اردو ترجمہ۔ عظیم الشان عربی اردو لغت پاپی موسیوں
کے حوالے سے بیڑا ہے، جہاں تک عربی میں اور دیں لغات کے
ترجمہ اور تشریح کا تعلق ہے، جنک اس درج کی کوئی تجزیہ وجوہ
میں نہیں آئی، سالمہ سالم کی عرقی ریزی اور کوششوں کے بعد
ذی تعلیع کے ایک بڑا سے زائد صفات پر مشتمل عظیم الفدر لغت
اصحابِ ذوق کی خدمت پر پیش کیا جا رہا ہے۔

المحمد عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے
زیاد چھائی اور پہنچ کرنی جائی ہے مصباح اللاقات میں ذرف
اس کتاب پاھنچ کر پہنچا گیا ہے، بلکہ اس کی ترتیب میں عمدہ
لغت کی بہت سی دوسری بلند پایہ اور فضیلہ کتابوں سے احتداد
استھانی تک تمام صلاحیتوں کو کامیں لا کر دلی لگوی ہر جیسے قاموں
تاج العروس، اندر الموارد، ہبہۃ اللذات، نہایہ ابن القیر، مجھ ابھا،
مفردات امام راغب، کتاب اللہ غافل، شہنی الارب، صارخ وغیرہ۔
مصباح اللاقات علماء طلباء عربی سے رچیپی رکھنے والے انگریزی
دان، اردو خواں سبکیلے یونیورسٹی، جدید خوبصورت اور ضبط
کی گرد پوش، تجنت سولہ روپے

مصطفیٰ۔ مولا ناشین علیہ الرحمۃ۔

الفخارق

حضرت ہرون رونق کی سیرت، حادثات اور
کارنا موپرستھل کی کتاب اہل قلم میں حصہ مشہور و مقبول ہوئی تخلیع پر
نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اس فتح اعظم کی بطل جیل کی زندگی
اور وہ پختلت کی تفصیل افلاسی۔ سے زیاد کسی اردو کتاب میں
نہیں ملتی، ذرفتہ کی سیرت اور اخلاقی دلخواہ کا بیان پر بھر
آپ کے جگہ کائنے ہوئے عہد خلافت کے حیرت انگریز اقواع اپر کے
ملی قانونی اور عدالت کا راستے اور جنگی معرکوں کی صحیح تفصیل شامل
کتاب میں، بعض نقشہ بھی شمل کتاب ہیں، اصلی تاریخ کے سب
زیریں درکی معتبر تاریخ جا سائے کلیئے الفاظی اپنی فرم کی وارد تھیں
ہے، ہزارہ ایڈیشن۔ جلدی یعنی دس سالوں، تجنت چھروپے۔

کتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارا نو (ر. ب.)

بیک عظیم الشان نسبی اورسلی
زیریں بارہوں بیان میں۔

حضرہ اول۔ حضرت ادم علیہ السلام سے یک حضرت موسیٰ باروں بک
تام پیغمبر مس کے کلش مالات داد گفت، تجنت چھروپے۔

حضرہ دوم۔ حضرت ابو شعیب علیہ السلام سے یک حضرت موسیٰ علیہ السلام
تک تمام پیغمبروں کی کلش سوچ جاتا اور دوست حق کی حقیقتہ تشریح
و تفسیر تجنت چھروپے۔

حضرہ سوم۔ اصحاب الکھف فارقیم، اصحاب القریب، اصحاب البیت
اصحاب امر، بیت المقدس اور یہود، اصحاب الاغدود، اصحاب المیثاق

اصحاب المحبۃ و القریعن اور سوتہ سکھداری، سا اور سلی عزم وغیرہ۔

قصص القرآن کی کلش و مقدار تفسیر تجنت چھروپے۔

حضرہ چھامیں۔ حضرت میسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے
معقول مالات، تجنت چھروپے آئندگی، کلش بیت فیر فلک دیکس نہ ہے پے
آئندگی۔ ہر حضرہ اللہ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

ترجمان لستہ
ارشادات نبوی کا جامع و مستند تجربہ
مارد و زبان میں۔

جلد اول۔ اور دیں آجھکل حادیث کا جدید قصر اور ناچھ تاج
کے سو کوئی ترجمہ اشان کا نارسا جامن ہمیں دیا گیا ہے پہلا موتع ہے کہ

”ترجمان لستہ“ کے دم سے خدمت حدیث کا عظیم الشان مسلم شریعت
کیا گیا ہے، حدیث کی بدل عبارت ان افراد، ساتھیں میں عالم فہم
ترجمہ در تحریکی لوث، شروع میں ایک مسروط مقدمہ ہے کہ ارشادات
نبوی کی احیت اور احادیث کے مدارج و مراتب پر ہمیں بکھر کر عبور
مودوں صورت کی تاریخ اور مقام و مالیت نبوت اور بیکارم زین علوماً اپنے
پر تفصیل کا ہم سایا گیا ہے، بعض مشہور انکر حدیث اور اکابرین احیت کے
سادات بھی شامل گئے گئے ہیں، بدوں پیشے (جلد بارہ پیشے)

جلد دو۔ حنامت بڑھ جدیکے باعث ترجمان المسند گوریوڑا مختلف
جلد بیک تفصیل پر یا اگر، پرانی بڑھ اسی کا سلسلہ بیان کیا تام اہم الحساب
ہے، سچی بھی جلد کی سب خوبیاں، اسیں بوجو دیں، ہو نہ رہے۔
و بقدر گیرا ہے، کلش بہر و دھنی خیر نکلا تین پیشے (جلد تیسیں پیشے)

ترجمہ مارکٹ علاقہ شہر سولانا حبیوب الرحمن شیخ المحدثین علیہ التفسیر و علامہ شیخ زاد عثمانی و علامہ ابوالظہبی اس نو ترجمہ کی تصوریت ہے کہ یا خادمہ میں ہے، ورنچی ترجمہ کا ترتیب میں لمحہ و کھانگی ہے۔۔۔۔۔
تفسیر علامہ شیخ زاد علیہ اپنے علوی کا پوزیشن خوبی سے کوہید یا ہے کہ کم پڑے کے مکاروں پر علم بنابر اس کی ملامت و دعست سے مستفید ہوئے ہیں، اخخارتی تفصیل بکون سے ہیں دنیا و جہاں پر رسمہ تمام ہے پانگ کانگ میں کوئی نگی ہے، تمام کا قائم بلاک، کافی داعی و درجہ کا معتبر طبقہ، جلد خوش ماہیں دار جدہ ہی شیخ موجہ دیں، حدیہ باشیں پیٹ۔

قرآن بیک تصحیح

مترجمہ مارکٹ علاقہ شہر فضیل صاحب تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ۔
ایں علم جانتے ہیں کہ ترجمہ موصوف کا ترجمہ ملامت و ثقا ہست میں اپنی تعلیمیں رکھتا
پیش کا ظراہر ہیں عمدہ ولائی کا عذر جہانی زین اور دشمن کھانی چیزیں کیا تھے جو ہمارے
حاشیہ پر تفسیری نوٹ، ہر بند کوئی دل میں پہنچانے کیلئے (مبلاعی تیرہ ہے)۔

قرآن معری

متوسط حروف کار و شن اعراب والا مجلد کوئی چار روپے
جلی سلم، نمایاں اعراب، زیادہ صفتیات والا، مجلد کوئی احمد روپے

صلح رسول کرم اشتراکیت دس کی تحریر کیا ہے میں
اصلوں انظریات کی حد تک توہ بامثلہ و ملک و لاجیج کیا ہے
کہ اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت تھیں تاکہ رہے، انہیں بعض ایک
اصلوں و نظریات کو چھوڑ کر صرف واحد ایک محشی کرتے ہیں اور دوسری
پوچھنکہ دروسیں جس اشتراکیت کی جنت کا ذمہ دار ہے پیش ہے لے
رسیں تاکہ اشتراکیت کی خوبیان پختے ہیں، ایسے لوگوں کی وجہ سے انہیں
ضروری دو فیصلہ تصنیف کی، ایسے دروس کے اشتراکی معاشرے کی کمی میں
حالت کو خود اشراکی مستغلوں، یہ نہیں اور اس کی تحریر و تقریر کی دشی
میں شایستہ مدلل اور دلچی طور پر ملیں کیا گیا ہے، اسکی مطابق مسلمان کو پیغمبر
خسوساً اور ہر انسان شخص کے برابر جو اشتراکیت کے نتائج جان سے کا
خواہ شدید ہے نہایت ضروری اور مفہومی ہے، تیمت خالد تین روپے۔

عہد نبوی میں نظام حکمرانی

از حباب محمد حبیل اللہ خان صاحب
یہ مبینہ فرمادا کتاب اپنے موضوع کی بالکل انوکھی چیزوں کو فہرست کے
چند عنوانات لاطلب ہوں۔
عہد نبوی کا نظام اعلیٰ، اخضرت اور جو ای، قرآنی تصور نہ لکھت، دنیا کا
سیاست پر ہلا تحریری دستور و فیرہ، تحریر کی بینا و مقرر حسن اعقول داور
خیال آجائی نہیں، بلکہ ہر جزیر کو غمتوں تاریخی و لامس سے شاہست کیا گیا ہے
قریب یا پاٹھ سات رہا توں کے حوالوں سے کتاب مزین ہے، یعنی
یہ کتاب اپنے دینی مصالعہ کی ایک بیش بہاء جائز ہے۔
تیمت خالد تین روپے: نہ آئے

مر اپنے رسول جیسے کہنا ہے ظاہر ہے، اس مقدس کتاب میں اکھنڈوگی زانت گرایی کے تمام ہی گوشوں کو تعمیر دیات و دلائی سے
ساختے لا یا گیا ہے، اٹھنا بیٹھنا، کھانا مکرنا، سوچا جانا، بولنا مکرنا، معاملات، اخلاقی، مادیات، مروجیات، عرض آنکھوں
کا تمام کا تمام سراپا اعلان کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، پیشی ملقط مسیدا بولا اعلیٰ مورد دی کا ہے، نائلن گئیں، قیمت خالد تین روپے۔

فہرست انکار حدیث کا منظروں پر منظر کسر

"ابن انسان کا لقب اختیار کر کر خداوند کر نیوا سے خادین، اسلام کا پورا حال۔ ان کے علم و کمال سے غافل۔ ان کی فہمیت اور تفاصیل کے خلاصے، ان کی تعلیم و توجیہ کا نقشہ۔ ان کے دعویٰ کی حقیقت، ان کی خدمت اسلام کا حقیقی ہموم اور گرفتاری تفصیل اس کے نتیجے کتاب اپنا جواب آپے۔ اس کے مطابق کے بعد انشا اللہ آپ ابن انسان میں قرآنی دشمنی سے خیر نہیں بچے گے اسے پڑھئے اور ضرور پڑھئے۔ دھنلوں میں صفات م ۴۲۲۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے۔"

منظر الحدیث

حدیث کے موضوع پر لایا جائے کہ اب بہتر سمجھنے مخالف فیصلوں کا تجزیہ، معلومات معرفہ کا تجزیہ۔ عذر کا بہت طباعت، قیمت و میٹی انہوں نے

شیخ رسول

یہ ایک شایع عالم کی سحر کرنے والا اور تصنیف ہے، جسیں حدیث کی تدریجی پر معقادہ درشنی ذائقہ کے علاوہ صدی اور تالیف وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ سیلوں پر سیر حاصل گئی گئی ہے۔ تمام دلائل متبرآن و حدیث کے والوں سے دلپذیر انہوں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے چار آنے۔

تقدیر کیا ہے؟

حکیم الامم مولانا شفیعی
کے قلم نگار قوم کے تقدیر
کے سلسلہ پر سیر حاصل گئکو،
ایمان افسر دزاد اور فیض
کن دلائیں۔

صحت م ۴۲۳۔ بسند
مع گرد پوش۔

قیمت دو روپے چار آنے

شہادة الأقوام

مصطفیٰ حکیم الامم مولانا شفیعی
تمام غیر مسلم مذاہب، میسانی، یہودی، ہندو، اور یہ
سکھ وغیرہ کے مشاہیر ایں قلم کے مقابلہ میں بن اسلام
کے نہیں اور حقیقت کا اقرار ہے، حق کیے گئے ہیں۔
کاغذ فرق قیمت میر۔

۱۵ روپے کی کتاب نایاب ہے، بندھی نئے ہاتھے توں

کتبہ تبلیں روپہ صلح سہار پوری

كتاب الصلاوة

دام اللہ علیہم حضرات امام احمد
ابن حنبل و حضرۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا
اور ترجمہ جو گانکو درست تحریر طریقہ
پرداز کی تیکیہ پرستن شیخ ہزار عین
ترجمہ ترجمہ کیسا تھا حضرۃ اللہ علیہ
حاجت مبارکہ کی تفصیلی رؤی ایں ہیں
اوہ فتنہ سخت قرآن کے مددیں امام
صلواتہ علیہ حکیم الامم مولانا شفیعی
پر ماہل اثر اگر طرفہ پر دیکھیں گے
قیمت بندہ میر

اسس عربی

مجموعہ نعمت
قیمت ۱۰/-

ماہر الفقاداری کے سفر جوائز کے تاثرات

کاروانِ حجاز محسوس کریں گے کہ یہ خود بھی اپنے

بل اسناد کے عربی مکھانے والی جدید طبع کتاب
جیسے صحیح المطابع کراچی نے حسن اہتمام سے شائع کی ہے۔ عربی صرف کا طواف کر سب ہے۔ اور دوسرے رسول بر حاضر ہیں۔ شعرواء بن خوش خوکی دلشیں اور عاصم قلم۔ کم قیمت ہیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی بیان اور قوت مشاہدہ کا خونگوار انتزاع اخدادہ رسول کی بات ہر طرف صرفی و خوبی اصلاحات کے انگریزی مترادفات بھی ہے۔ جن ملکتی ہوئی اس فرمائیں ہیں وین ماں کا مشوراء بری و الکوہیں ملکی
تاپیں ویسے گئے ہیں۔ کتاب کی بڑی ہوئی افادت کے کاروانِ حجاز اور ماہر الفقاداری میں اور بیش شاہی عربی مولانا آپ
ذکری دیکھیں گلنگیں ہیں گی اور اپنی آنکھوں خلاصہ رسول کی بھٹک کھا کے۔ قیمت پانچ روپے (بیلچھوپے)

اشاعت اسلام

و حی الہی

قیمت تین روپے

شہید اعظم

از مولانا ابوالکلام آزاد

امام حسینؑ کی شہادت کے تاریخی واقعہ
من گھرست روایتوں اور خیال آنے والوں سے
پاک۔

قیمت ایک روپیہ

قرآنی عالم

قیمت صرف ۵۰

تعبر الرؤيا (دارود)

یعنی خواب نامہ

مصطفیٰ - امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ای
ترجمہ فارسیم۔ ہر طرح کے خالوں کی
پسندیدہ تعبیری۔ صفحات ۱۴۵

قیمت جلد دو روپے

الخوب اعظم

مع

از مولانا ابوالکلام آزاد

در تاریخ اور بیان جملہ شرائط و طہارہ۔

مسند کافہ شاگفتہ کتابت۔ مدد و عبید

دو روپے پانچ روپے

حضرت شادی اللہ جملہ اللہ کی

مسند ایضاً تعلیف القول الجلیل مولانا سبیل کا

مکمل اور در ترجیہ

شاہ ماحیؒ نے اس کا

معقول کام کیا ہے بلاشبہت ایسا ای اطہاری

اوہمہ و اور اس پاکیں بہت اذنا و غیرہ اپنے ہی ہے

سو اس سیل مکمال احادیث مجعع بخوبی پہنچے کیسے یہ

ہمارت مفید ہو گا۔ معاصرنا یعنی قیمت پانچ

آرابی

الخطبۃ

از مولانا ابوالکلام آزاد

ار علام شیری احمد شفیعی

۱۰/-

تسیل قصد سیل

(دارود)

تعموف کے موضع پر مولانا اشرفی
کے افادات۔

پیر کامل کی بیانات طریقہ شریعت

کی بحث۔ ضروری کاہایات دستورالعمل۔

آراب و حقوق۔ قیمت ۸/-

سبیل لیونڈ ضلع سیالکوٹ
(بیلچھوپے)

شمارہ خدا

جلد سعک

سالانہ قیمت پانچ روپے۔ فی پرچہر دیوبند مہنگا
ہر انگریزی نہیں کے پہلے ہفتے میں
غیر مالک سے سالانہ چندہ ۲۰ شلنگ مہنگا
بیکل پیسٹل آرڈر شائع ہوتا ہے

مکمل	صفحہ	صاحب صفحہ	بابت ماہ دسمبر ۱۹۵۷ء	صفحون	مکمل
۱۲	-	عامر عثمانی	-	-	۱ آغا رخن
۲۵	-	مخلف شعراء	-	-	۲ مخطوطات
۲۶	-	محبِّ قلی	-	-	۳ تجھی کی ڈاک
۳۵	-	مولانا ابو منظور شیخ احمد	-	-	۴ ستر ہادیت کریما
۴۳	-	ملائیں العرب تی	-	-	۵ مسجد سے بخانہ نہک
۵۱	-	مولانا ابو محمد امام الدین	-	-	۶ اسلامی حکومت کے والیان و امراء
۵۶	-	مخلف شعراء	-	-	۷ مخطوطات
۵۸	-	ادارہ	-	-	۸ کھنسے مخطوٹے
۶۵	-	سیم غلام زبیری	-	-	۹ باب الصحوت

اگر اس دائرے میں شرخ نشان ہے تو کچھ لیجئے کہ اس پر چہ پر آپ کی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی بصورت

اشد ضروری

میں اکٹا پر چہ دوپی پی سے بھیجا جاتے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔

واضح ہے کہ اپریل ۱۹۵۸ء سے دوپی پی نہیں دوائے ٹبرہ کی ہے۔ لہذا دوپی پی پانچ روپے دس آنے کا ہو گا۔

پاکستانی حضورات، ہماسے پاکستانی پتہ پر چپ رہ۔ صحیح کر رہے سنی آرڈر میں تھج دیں۔

درستہ تحریکی دیوبندی ضلع سہارا پیور پی	عامر عثمانی و رفیق عثمانی	جناب شیخ سید المذاہب	رسیل نر اور خط و کتابت کا پتہ
عامر عثمانی پر شرپلش نے کوہ نور پر رسیل دیوبند سے چھپوا کر اپنے وفتر تحریکی دیوبند سے شائع کی۔	عامر عثمانی پر شرپلش نے کوہ نور پر رسیل دیوبند سے چھپوا کر اپنے وفتر تحریکی دیوبند سے شائع کی۔	عامر عثمانی پر شرپلش نے کوہ نور پر رسیل دیوبند سے چھپوا کر اپنے وفتر تحریکی دیوبند سے شائع کی۔	عامر عثمانی پر شرپلش نے کوہ نور پر رسیل دیوبند سے چھپوا کر اپنے وفتر تحریکی دیوبند سے شائع کی۔

اعنِ مُهُو بِسْخُنْ

خاز کوشالیں ہے۔ چنانچہ بھی شہادت ہے کہ جب امام پر بحدہ سہود اجنب ہونا ہے تو تمام مقتدیوں کو خازنا اس کی پروردگاری کرنی پڑتی ہے، خواہ ان میں سے کسی نے کوئی بھول اور فلکی نہ کی ہو۔ جب حضور نے قبر طراویہ کام مقتدیوں کی خازنا کا من من ہے تو اب یہ تفاسیہ کیلئے دیکھایا کہ کوئی شے پتھر سے بڑی اور قوی چیز کوشال نہیں ہوا رکن۔ بلکہ اسی چیز کوشال ہوتی ہے جو یا تو کم درجہ ہو یا زیادہ سے زیادہ صادی ہو۔ مثلاً حج بہت سے اعمال غیر کوشال ہے اور ہر عمل خیر حج کوشال نہیں ہے۔ باشنا ایک شخص بہت ساختر از حد قدر تک ہے تو اس میں بچھوٹی چھوٹی قسموں کے صدقے آپ سے آپ کے شامل ہیں اور بھی شخص اگر خدا نے سے کم صدقہ کرتا ہے تو پورا خزان انس کے صدقے میں شامل نہیں۔ مجھے اس کا یہ نکلا کہ امام اگر قفل پڑھ رہا ہے اور مقتدی اس کی اقتدا میں ذریں پڑھنے لگیں تو نفل خاز چونکہ یقیناً فرض خاز سے کم درج اور نسبتاً ضعیف ہے اس لئے اس میں یہ صلاحیت نہیں کہ ذریں خاز کی خاصی ہو سکے۔ جب خاصی نہ پوسکی تو قول رسول اللہ مامض اس کی تصدیق نہ ہو سکے گی۔ (علایہ)

اس کے علاوہ احاف کی نظر اس پر بھی کہ حضور نے فرمایا ہے۔ اندھا جعل اللہ مامہم بتو تدبیہ دسم، (امام بنیامی) اس سنتے جاتا ہے کہ اس کی پوری اقدار و اتباع کی جاتے پھر حضور نے دوسری جگہ فرمایا۔ لاتختنفعا عدیہ دسلم، یعنی امام سے اختلاف نہ کرو ان اقوال رسولؐ کے ساتھ ہی احاف سے ان علمیں دمتعدد روادا ہیوں کو دیکھائیں جیسی بیت کی زبر دست اہمیت کا بیان ہے اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادۃ بیت کے بغیر کوئی عبادت نہیں اجر نہیں ہوتی خواہ صورۃ مستحق اجر ہو۔ گویا مذہب کے عبادات کا وجود عدم سے بر اہم ہے۔ سب الخلوں نے فصل کا کہ امام سے اختلاف نہ کرنے اور پوری پوری پروردگاری کرنے کا حکم اگر رسولؐ نے ظاہری اعمال میں

کیا ذریں پڑھنے والے امام کے پچھے فرض ادا کرنے والوں کی خاز درست ہے؟ جیسا کہ لذت مشتمل ماحکمہ چکا ہوں اس بحث کی محدودت یوں پیش آئی کہ ولانا ذیر احمد رحمان نے ترجمان وہی میں ایک استفہار کے وواب میں امام شاضیؓ کے سلسلہ پر فتویٰ دیا ہے۔ ایسا کہ ناچکہ جو اسی ذریں ہے۔ ائمہ ارجمند میں سے ہر ایک برحق ہے اور ہر امام کے مقلد کو رد اسے کہ اپنے سلسلہ پر فتویٰ دے۔ لیکن ولانا موصوف نے جس اذراز میں یہ فتویٰ لکھا ہے وہ عوام کے اندر یہ تاثر پذیر کرنے والا ہے کہ شواغر کے سلسلہ کی نیاد اور حدیث پر ہے اور حاتم شاہ علیؑ کا بندیاں کر رہے ہیں۔ مولانا نے اپنے نویس میں اس چیز کو خوب نہیں بیان کیا ہے کہ اخراج اس سلسلہ میں شکست کے معرفت ہیں۔

بنابری امام ابوحنیفہ کے تفہیقہ علی و جو بصیرت انہوں نکتے ہے جو صرف یہ بتائیں کہ خداش مند ہے کہ امام موصوف کے مکرور تفہیقہ کی غیر ادراک آن و صفت پر ہی ہے اور اُن کے باہم جو بالغ تامیز قیاس آرائی کا مفسط پیدا کرنا درست نہیں ہے۔

اچھی طرح بھجو نہیں جائیں کہ مستقل (ذریں پڑھنے والے) کے پچھے مفترض (ذریں پڑھنے) کی خاز جائز ہوئے نہ ہوئے کے متعلق قدماں پر حدیث سے کوئی مکمل صراحت ثابت نہیں ہے اس سے فہرمان کرام پر لازم ہوا کہ اس کے باہم ہم خود مصلحت اللہ علیہ وسلم کے دیگر اقوال و افعال سے مکمل شرعی کا پتہ چلا جائیں۔ جو ایضاً امام ابوحنیفہ اور ان سے تبعین کی نظر اس حدیث پر بھی جس میں فرمایا گیا ہے کہ (امام) خاص من درجی یعنی امام مقتدیوں کا خاص من ہے۔ — ظاہر ہے کہ ہر ایسی دوست یا قرض کا معاملہ تو ہے جسی نہیں کہ خاص من کے وہ جنی لئے جاتیں ہیں جو عرف عالم میں لئے جاتے ہیں۔ امام کے ذریعہ مقتدیوں کی خاز نہیں ہے۔ لہذا اس خاص من کا مطلب حقیقت کے سوا کچھ نہیں یعنی امام کی خاز نہیں ہے۔

اس، امام کا خازن پڑھنا کویا اس کے حق میں نقل بن جائے گا اور غسل کے صحیح فرض کی ادائیگی چنان صفائحت امام اور امامت کاں درپوری مذہب کے خلاف ہے اس لئے اسے درست نہیں سمجھا گیا اور "چلتے" کی اجازت دی گئی (شرح الفایہ)

یہ ہے وہ بنیادی نقطہ نظر جس پر احادیث کا مسئلہ تاثیر ہے۔ اب شوافع کا نقطہ نظر ماحضر فرماتے ہیں۔ مولانا رحمانی نے جس ترتیب سے دو دلیلیں دی ہیں میں بھی اُسی ترتیب سے ان پر کلام کروں گا۔

پہلی دلیل عن جابرین جابر بن عبد اللہؓ سے روایت چونا عین اللہ ان معاذین جمیل اُن جمل رسول اللہؓ کے سلم کے صحیح عن کان بصلی معاشر موسیٰ الصالی اللہؓ کی خانز پڑھا کرتے تھے جسے حضور کافی عذر و سلام عشاء الامسخة درہیں پڑھا کرتے تھے، پھر معاذ ایسی تصریح حجتی قدمہ وہ فیصلی قوم کی طرف توست اور بھی عشاء کی خانز پسمیت نکل الصلوٰۃ دکھنی لے جمعت سے پڑھتے۔

اس حدیث سے شوافع یہ دلیل پکٹتے ہیں کہ حضرت معاذ فرض عشاء کو حضور کے صحیح ادا کر لے کر ہوتے تھے۔ اہذا ایسی قوم کو جب خانز پڑھتے تھے تو گویا ان کی اپنی خارق نقل ہوتی تھی اور قوم ان کے صحیح فرض ادا کرتی تھی۔

ایسا ہی امام فوہی نے لکھا ہے علامہ سندي بھی، ایسا ہی متوہیں حافظ ابی حجر کا بھی لیکھا ہے۔ اب تقدیم بھی ایسا ہی خالی فرمائیں احادیث اس کے درمیں یہ کہتے ہیں کہ یقین کر لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ معاذ حضور کے صحیح فرض پڑھتے ہوں۔ ہم سکتے ہیں کہ حضور کے صحیح خانز پڑھنے کی معاذت دیرکت سے حرم نہ ہے کی خاطر خانز تو آپ کے صحیح فرد پڑھتے ہوں لیکن نیت نقل کی کہتے ہوں یونہ کہ اس کے بعد ایکیں قوم کو بھی خارق نقل ہوتی تھی۔ لیکن ہتنا ممکن اس کا کہمہ کہ معاذ حضور کے صحیح فرض کی نیت کرتے ہوں اتنا ہی اسکا ہے کہ نقل کی نیت کرتے ہوں۔ چونکہ روایت خود معاذ سے مروی نہیں ہے اس لئے دو برابر سے محتمل ہیں میں سے بلاد دلیں ایک کو تھیں کہ اس پر کسی فعلہ مسوی کی بنیاد رکھنا درست نہیں۔ (طحاوی)

اس پر شوافع کی طرف سنتے تھیں کہ دعویٰ کرنے کے لئے دو روایت نقل کی جاتی ہے، وہ عبد الرزاک، اور شافعی اور طحاوی اور طبلی غیرہ

دیا ہے تو نیت میں پر رخصت اولیٰ دیا ہو گا، چنانچہ خیال کیا گی کہ۔ اختلاف نیت سے پڑھ کر تو کوئی بھی اختلاف نہیں۔ میں امام الکٹ نے تو یہاں تک کہا کہ فرض پڑھنے والے کے صحیح نقل پڑھنے والے کی بھی اقتدار درست نہیں ہے۔ مگر احادیث اس حدیث نہیں گئے بلکہ اخنوں نے خیال کیا کہ حضور نے لاد تختنقا علیہ کے بعد افضل ظاہری کی تصریح توکری ہے مگر نیت کی نہیں کی اس لئے اُنھی کی قریب مبارکہ مطابق کہ الامام ضامن خانز فرض جو کہ خانز فرض کے بعد خانز فرض کو شامل ہو سکتی ہے (جیسا کہ ظاہر ہے)، اس لئے مفترض کے صحیح نقل کی خانز تو درست ہو جاتے گی۔ ہاں نتھیں کے صحیح مفترض کی نہیں میں کی یہ بات متفق علیٰ طور پر ثابت ہے کہ مفتیوں کی خانز امام کی خانز کے تابع ہے اور مقدمہ یہ کہہ کر بھی داخل خانز ہو سکتے ہیں کہ جو نیت امام کی کوہ بہاری ا تو ظاہر ہے کہ نیتوں کے اختلاف میں تباہ کامل نہ ہو گا۔ چنانچہ علامہ شعراء اور شافعی ہیں مانتے ہیں کہ دکا شک اُن من پر اعی انباطن و ان ظاہر معاً اکمل مصنی پر اعی احمد ہمما۔ یعنی جو شخص باطن و ظاہر دونوں کی رہنمایت ملحوظ رکھے وہ زیادہ کامل ہو گا اس شخص سے جو ظاہر و باطن میں میں سے صرف ایک کی رہنمایت ملحوظ رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ اضافتی قرآن کی وہ آیت دیکھی جو حین صلوٰۃ خوف کا باری ہوا ہے۔ (وَإِذَا أَكْتَنَ فِي هُمْ فَاقْتَلَهُمْ فَهُمْ مُهْمَلُوٰۃٌ) اس میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جماعت جنگ ایک جماعت کو چاہیے کہ اس کے صحیح خانز پڑھنے اور دوسرا جماعت دشمن کے مقابلہ پر ڈیٹھی ہے۔ جب پہلی جماعت ایک رکعت پنج رکوع و سو ختم کرے تو علی جانے اور دوسرا جماعت کی جگہ گھڑتے ہو کر اُسے خانز کے لئے پیچ ڈے۔۔۔۔۔ الی آخرہ۔

گویا اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ خوف میں چلنے کو جائز کیا جسکی اور خانز میں جائز نہیں ہے تو اضافت نے اس سے قیاس کیا کہ اگر اس نتھیں کے صحیح مفترض کی خانز ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ کیوں نہ ایسا حکم دیتے کہ پہلا طائفہ پوری خانز پڑھنے پھر دوسرا طائفہ اسی امام کے صحیح پوری مسلمانوں کے لئے نہیں دیا گیا کہ اگر امام پہلی جماعت کو مکمل خانز پڑھانے کا تو چونکہ ایک ہی دن میں ایک فرضیہ نہیں، زور بارہ دوسرے سے تھفور نے اس خرایا ہے اس تو دوبارہ

سے روایت کی ہے، اسی حکم کی مذکورہ بالروایت مکاہنہ پر الفاظ
ہیں جو لدنخواہ عرب ہم خلیفہ، دینی معاوی کی نماز عطا وہ قوم کو
پڑھاتے تھے تو معاوی کے لئے فعل تھی اور قوم کے لئے فرض۔ امام
شافعی کی کتاب الامم میں وہ سفر کے درمیان ہی کا لفظ زیادہ ہے
یعنی عبارت یوں ہے۔ میں لدنخواہ دھی خدمتیہ۔

شوافع کا ہمہ ہے کہ اس روایت میں آخری الفاظ جو نہ کہ ملت
بیان ہیں کہ معاوی نماز قوم کی امامت کرتے ہوئے فعل ہوا کرنے تھی
ہذا حکم ہوا مستقل کے لیے جو فرض کی نماز ہو جاتی ہے اور یہ کہ
معاذ حضور کے پچھے فرض پڑھا کرتے تھے اور قوم کے آگے فعل۔

وہی اس جملہ نماز تھے یعنی میں لدنخواہ دھی خدمتیہ
پر بعد میں کلام کرے گا پھر نفس روایت پڑھنے نقطہ نظر کی توجیح کروں
جو کہ اس جملہ نماز کے لیے اور جسے اور سلم میں نظر کر چکا ہوں۔

لاریب اگر کوئی فعل حضور کے سامنے ہو اور آپ نے اس سے
من نفریا تو وہ جائز و مباح ہے لیکن یہاں سوال فعل کا نہیں ہے
نیت کا ہے۔ میں قریب قیاس ہے کہ حضرت معاذ رسول اللہ کے
پچھے فعل کی نیت کرتے ہوں اور قوم کی امامت کی وقت فرض کی۔
یا برغلس دلوں ہی صورتیں یاں ملک ہیں کہ نماز کے لئے قوم کو نماز
پڑھنا بھی مرغوب تھا اور حضور کے پچھے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل
کرنا بھی۔ ظاہر ہے کہ نماز کو ہتر طرفی پر سیکھنے اور عظیم
سعادت و برکت حاصل کرنے کی دلگوئے منفعت کے پیش نظر
رسول اللہ کے پچھے نماز پڑھنا کوئی ایسا فعل نہ تھا جسے نہود باللہ
فضول و زائد کہا جاسکے۔

اب دیکھنا ہے کہ سوال نیت کا ہے نفس فعل کا نہیں۔
نیت وہ چیز ہے کہ اس کا پتہ خود نیت کرنے والے کے ہی بیان سے
ہو سکتا ہے۔ کسی بھی خبر سے جو نہیں معلوم ہوں اک نماز نے آس حضور
کو اپنی نیت سے مطلع کیا ہے۔ نیز بھی پتہ نہیں چلتا کہ رسول اللہ
کو اس بات کی خبر ہو کہ معاذ ہبھا سے جاگرا اپنی قوم کو نماز پڑھانے
ہیں۔ جب صورت حقیقی کا حضور کو علم ہی نہیں تو آپ کامن نہ فرمائے
دلیل ہواز نہیں بن سکتا۔

بلکہ حکم ہوتا ہے کہ علم کے بعد حضور نے منع فرمایا۔ روایت
ذیل ملاحظہ ہے۔

سودی الامام احمد بن سالم
سلیمان امۃ ائمۃ النبي صلی اللہ
عیلیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کیا
ان معاذ ابن جبیل یا تیبا بعد
ما من امر و نکون فی اعْمَالِنَا
کاج میں شکول یعنی اور اس کو سمجھ
بالنهار فیناری بالصلوٰۃ تخرج
ومعاذ ائمۃ اور خاتم کے لئے نمازی
ایں فاطل علیہن افقان دہ
پس ہم نکلے۔ اس کے بعد معاذ نے
صلی اللہ علیہ وسلم یا معاذ
نماز میں بہت طول اختیار کیا۔
لیکن فتناً امامان یعنی معی
رسول اللہ فریا کے معاذ افتخار
داماں تخفف علی قدر
پرداز ہیں یا تو یہ ساختہ نماز
پڑھا کر۔ یا میرے ساختہ نماز کی خصیصت کے ساختہ دیغیر
طوطا نہ کے پڑھا کر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صورت حال سے واقع ہوئے
کے بعد حضور نے معاذ کے لئے دہی صورتیں جائز رکھیں۔ یا تو وہ حضور
حضرت کے ساختہ نماز پڑھیں اور قوم کو نماز پڑھائیں۔ یا حضور کے ساختہ
نماز پڑھیں تو قوم کو تحقیقہ کے ساختہ پڑھائیں تاکہ وہ اگتا نہ جائے۔
ذکر فی الحق الفدیر و تریث ما قال ابن تیمیہ فی المحتف۔

حانظا بن حجر اس کے تدوین یوں کہتے ہیں کہ حضور کا طلب
ہیں تھا بلکہ یہ حاصل کے معاذ ا تو اگر میرے ساختہ بھی پڑھتا ہے تو
قوم کو بھی نماز پڑھا بلکہ بھی پڑھا۔ گویا دلوں جملہ پڑھنے کی صرف
اس وقت مانافت ہے جب معاذ حضور کے ساختہ بھی پڑھیں اور
قام کو بھی بھی نماز پڑھائیں۔ الگہ وہ قوم کو بھی نماز پڑھائیں تو دلوں
جگہ پڑھ سکتے ہیں۔

حدیث کا یہ طلب احتجاج کے تزدیک کئی وجہ سے نادرست
ہے۔ اول تو یوں کہ مذکورہ روایت سے ہمراحتہ را وہ بھلہور روایات
سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم نے حضور کے سامنے دو مشکلین پیش
کیں۔ پہلی یہ کہ معاذ نماز پڑھانے پہت دیر ہیں آئے ہیں اور تم لوگ
چونکہ ہر کام کاج میں شکول رہتے ہیں اس لئے ان کی آمد تک
سوچنے ہوتے ہیں۔ اس شکایت کی تصریح بعض اور روایات سے
بھی پہنچتی ہے۔ مثلاً یہ الفاظ رفاقت فقال الرجل یا رسول اللہ ائمۃ
آخرت الصاعدان معاذ احصنه معاذ شما امندا و افتختم

ایک شخص حضورؐ کی حدیث میں آیا اور
کہنے لگا کہ یا رسول اللہ اسی صبح
کی نماز میں فلارٹھ کی وجہ سے در
بوماتی ہے کوئی کوہہ نہیں بھی نماز
پڑھاتا ہے۔ (رادی کپٹے ہیں) میں نے
وسلم غصب کا موقعہ قطعاً اشد
مما غصب یوم شد وقتال یا
الیما الناس ان منکرو و مشرکین
فایکم راقم الناس فلیحرثون
لکو انم میں سے بعض لوگ غربت
چیلائے فلے ہیں اُن و کتم میں سے
من درائیها الکبید و الصیعف
و ذ الحاجة (مسلم وابت الدائمة)
بتخفیف الصلوٰۃ فی تمام) مختل اخصار سے کام رکھ لکا اما
لے چکھ بڑھ اور ضعیف اور حاچمہ رعنی جنسیں بوجہ اعتیاج جلد پڑھ کا پیر
جلائے ہیں۔

یہ روایت اور ایسی ہی دلیل گروایات وضاحت کرتی ہیں کہ
عوام کو غیر معولی یعنی نماز پڑھانا فعل منسع ہے اور حضورؐ کو اس فصل پر
بہت عفتہ آیا۔ اب ان جھوٹ کا ترجیح سابق درست مان لیں تو
مطلوب صریح یا ہو گا کہ حضورؐ نے معاذ کو تخفیف کا حکم صرف اُس
صورت میں دیا جب کہ وہ حضورؐ کے ساتھ بھی نماز پڑھیں۔ اور اگر
وہ حضورؐ کے ساتھ پڑھنا ترک کر دیں تو قوم کو یعنی نماز پڑھانے کی
اجازت ہے۔ یہ کھل طور پر حدیث مذکورہ کے خلاف ہے زیر
معقول یعنی نماز پڑھانی و خواص کے لئے ہر حال میں فتنہ ہی طیاری کی
ہے اس معادو ای حدیث کا وہ مفہوم کیسے لیا جاسکتا ہے جو اس فتنہ کو
جاڑ عطا فریش۔

بعض اخاف کا یہ استدلال بھی کم ضبوط نہیں ہے کہ تو قوی
ضعیف کے تابع نہیں ہو اکرنا نقل ضعیف ہے اور فرض قوی، فرض
پڑھنے والا کوئی نکل پڑھنے والے کے پیچے نماز پڑھ سکتا ہے جیکہ اقتدا
کا مطلب ہے اپنارج امام۔

حضرت شیخ المہدوں نا محمد الحسنؒ کی توجیہ بھی قابلِلاحظہ ہے
جس کی تصریح فتح المکم میں علماء مشیر الحدیثیؒ نہیں ہے۔ فرماتے ہیں
کہ کسی اضافت پسند اہل علم پر یہ بات جھپی بھی نہیں ہے کہ امام کی

سورہ البقرہ اور انعامات حنفی اصحاب المذاہب ایسا دیکھا
ہے شخص نے یا رسول اللہؐ اپنے عشاء درج میں پڑھتے ہیں اور معاذ
آپ ہی کے ساتھ عشاء پڑھتے ہیں اور اس کے بعد ہماری المامت
کرنے ہیں اور سورہ يقریب روز کو دیتے ہیں۔ حالانکہ ہم مختہ مزدوری
کرنے والے لوگ ہیں)۔

دوسری شکایت قوم نے یہ کی کہ معاذ لمبی لمبی سورتیں پڑھتے
ہیں۔ ان دونوں شکایتوں کا مناسب ازالہ اسی وقت ہے ملکے
جب معاذ دیر کے بغیر قوم کو ہمکی نماز پڑھاتیں۔ چنانچہ حضورؐ کی طرف
سے شکایت قوم کا پورا ازالہ اسی وقت تھا جو ہو سکتا ہے جب معاذ
یا تو حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھیں اور جلدی قوم کو ہمکی نماز پڑھائیں
یا حضورؐ کے ساتھ پڑھنا نہیں چھوٹے تھے تو قوم کو نماز پڑھانا چھوڑ دیں
اپنے جو شرک کے مبان کر دہ طلب کی صورت میں قوم کی پہلی شکایت
یعنی دیر میں آئنے کی راکی نہیں ہوتی۔ اس کی مزید تیزی بزرگی
اس روایت سے پڑتی ہے کہ۔

لہ متنک متن اتفاقن الناس (حضورؐ نے معاذ سے فرمایا) لوگوں کو
امراجع الیصم فضل بضم قبل فتنہ میں ٹالنے والا احتہا پر دار نہیں!
ان یتاماولو ربعی الرداء (اگر طرف جاودا ان کے سویں پڑھنا نماز پڑھا
گویا فتنہ بھی ختم ہو سکتا تھا کہ معاذ غیر معولی نماز پڑھنے کے بغیر
مناسب وقت پر قوم کو نماز پڑھاتیں اور سورتیں زیادہ بھی نہ پڑھیں
حضورؐ جو نکدیر میں نماز عناء پڑھتے تھے اس لئے ان کے ساتھ نماز
پڑھنے کی صورت میں معاذ کا مناسب وقت پر قوم کی طرف پہنچا
مکن نہیں۔

یعنی فتنے ہیں کہ حدیث کے الفاظ اس معنی پر رد الملاحت کرتے
ہیں کہ یا تو میرے ساتھ نماز پڑھ۔ یا قوم کے ساتھ علی التخفیف پڑھ۔
دوں کو جمع مت کر۔ اب تین یعنی معاذ کو دیتے گئے حکم رسول کو اس
باب میں فیصلہ کی ٹھہراتے ہیں کہ متنقل کے بھی مفترض کی اقتدا
جائنز نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ معاذؐ حضورؐ کے پیچے نقل پڑھا کر تھے تھے
اہم افرادی بھی اسی کی تائید نہیں اور عاشیرؒ فوج آنندی اور خلقؒ کے
میں اس کی تفصیل ہے (شامی)

ایک اور حدیث صحیح این جو یوؒ کے مبان کر دہ ہفہم کو غلط
ٹھہراتی ہے۔

بھی کی نیت کرتے ہوں۔

اب میں اُس جملہ زائدہ پر کلامِ کرتا ہوں جس کا ذکر ماقبل میں کرچکا ہوں۔

اصول حدیث کی روئے جس سے باکل بانتا ہوں کتفات کی زیادتی اکثر حالتوں میں جھوٹ ہوتی ہے۔ یعنی الگیں تقدیر اوری سے حدیث میں کوئی ایسا لفظ یا جملہ کو دوسرا سے راوی نے بیان نہیں کیا تو اس کو اکثر حالتوں میں تسلیم کر لیا جاتے گا۔ لیکن ایں علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بعض حالتوں میں بھی ہوتی ہیں کہ "زیادۃ" مقول نہیں ہوتی۔ اور ان حالتوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی روایت اگر بہت سے ثقہ سے راویوں سے مردی ہو اور صرف ایک راوی کوئی جملہ زائد کرنے والے راوی کے تجھے تو جس عالمت میں اور تمام راوی اس جملہ زائد کرنے والے راوی سے زیادہ ثقہ ہوں گے اس "زیادۃ" کو قبول نہیں کیا جائیگا اور جس صورت میں کہ رابرے کے تفہ ہوں گے اس جملہ زائد کو رد کرنے لیا جاتے گا مگر جو بھی نہیں بنا لیا جاسکے گا۔

مسلم کی زیرِ حجت روایت حضرت جابر بن محمد بن رسول اللہ علیہ السلام کی نسبت اور عربوین و بیارے مخالف تھے اور دینار نے سُنی اور عربوین و بیارے مخالف لوگوں نے۔ ان مختلف لوگوں میں سے ایک تو این مسیہت میں جھوٹوں نے یہ پوری روایت بیان کی اور آخر کے الفاظ نہیں بیان کئے۔

دوسرے شعبہ میں جھوٹوں نے یہ روایت بیان کی اور آخر کے الفاظ نہیں بیان کئے۔ (بنواری)

تیسرا شعبہ میں جھوٹوں نے یہ روایت بیان کی اور آخر کے الفاظ نہیں بیان کئے۔ (مسلم)

چوتھا شعبہ میں جھوٹوں نے یہ روایت بیان کی اور آخر کے الفاظ نہیں بیان کئے۔ (مسلم)

پانچویں شعبہ میں جھوٹوں نے یہ روایت بیان کی اور آخر کے الفاظ نہیں بیان کئے۔ (الادب)

صرف ایک ابن حجر عسکری میں جھوٹوں نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں اور شوانع الحسن سے دلیل پکڑتے ہیں۔ خور طلب بات یہ ہے کہ اگر

پوری پوری اسلام کا مسئلہ اکابری مشروع نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک ایک چیز ستدیج شروع ہوتی گئی۔ چنانچہ ابتداء امامت و اقتداء صرف اس کا نام تھا کہ امام اور مفتی ایک جگہ جمع ہو جاتیں۔ اسکے بعد مفتیوں کو اغالی امام سے موافقت کا حکم ملا اور پھر حکم دیا گی کہ امام سے اختلاف نہ کرو اور امام کی فرمانات مفتیوں کی فرمانات ٹھیک ہی راستہ بھی طریقہ کے لئے علماء عثمانی تھے۔ حدیث سے ثبوت بھی پیش کیا ہے جس کے بیان کی ہیں مصروف نہیں۔ کیونکہ غالباً مولانا رحمان بھی اسے مستحب ہوں گے، ہذا معاشر اذکر کے واقعہ ایلی حدیث کو اگر بھی صحیح ثابت مان لیا جاتے کہ امام اور مفتی کی نیتوں میں اختلاف شخصی معاذ و قوم کو نہ اپنے طلاقے ہوتے نہیں پڑھیجئے اور تو فخر تب بھی یہ کھا جاتے گا کہ ایک اس وقت کا فحص ہے جب کہ مفتیوں کے لئے امام کی مکمل پیر و میری شروع نہ ہوئی تھی کیونکہ حدیث مذکورہ کی تاریخ معلوم نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ مکمل پیر و میری کے احکام سے پہلے کی ہو، اور اس سے اسی طرح جوست درست نہ ہو جس طرح کرنازیں اشارہ کرنے پا رکوع و سجود میں امام سے تخلف ہونے والی روایتوں سے جوست درست نہیں ہے۔

اور طحاوی نے توجیہ بھی کی ہے کہ مکمل ہے حدیث معاذ اس زائد کی ہو جبکہ کوئی دو مرتبہ ایک ہی فرضیہ کو ادا کرنا ممنوع نہیں تھا۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے معلوم ہوتی ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن خالد اس پارس کے دو لاکھروں میں نہ ایمن المعاذ فی قال کان اهل پڑھ لیتے تھے جبکہ حضورؐ کے سچے پڑھتے تھے۔ پس جھوٹوں فی مصالحتہم العاریٰ بصلوں فی مصالحتہم و لیصلوں مع الرذیب صلوا اللہ علیہ وسلم فی مصالحتہم رسول اللہ علیہ وسلم فی مصالحتہم رسول اللہ علیہ وسلم این یعید والصلوۃ فی یوم مرتبین قال عمرو و قدس ذکری ذلک سعید بن المسیب فی قال مصالحتہم + + + + + + + +

اس سے معلوم ہوا کہ ایک زائد لگ رہے جب صحابہ ایک ہی نہ ازدبارہ پڑھ لیتے تھے۔ کیا بعید ہے کہ یہ واقعہ معاذ اسی زائد کا ہو اور حضرت معاذ رسول اللہؐ کے صحیح بھی اور قوم کے آگے بھی افسد جھوٹوں

بات روایت کر را ہر تو یہ زاد بات کم حد تک جنت کے لائق ہے کم سے کم بیویات ایسی "زیادہ" کے بارے میں کبھی جائزی ہے وہ یہ ہے کہ زاد کی تردید کی جاتے نہ تکذیب۔ زاد سے دلیل پڑھی جائے چاربھی صورتیں ممکن ہیں۔ یا تو "زیادہ" اصل میں بزرگ روایت نہ ہو بلکہ امام شافعی کا قیاس ہو جس اکثر ملینی نے اس کا امکان نہیں کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ امام شافعی جو نکری صحیح تھے کہ معاذلے حضور اکے پیغمبر فرض پڑھے اور قوم کے آخے نقل اور اسی فہم کے تجھے میں وہ نقل کے پیغمبر فرض کی نماز کو جائز ثابت کرنا چاہتے تھے اس نے اخونے سے اپنے بزرگ عوام خیوم اور خیوم اور سوت داقعہ کو روایت کے خاتمہ پر ان لفظوں میں بیان کر دیا۔ ہی لفظوم وہی صدم ذرا ضعیف دینی معاذلے کے لئے ان کی نماز برخلاف امتیت قوم نفل تھی اور قوم کے لئے فرض۔۔۔ (ذیلی کا بیان کر دیا اور امکان الوجہ خلاف نقل نہیں ہے تاہم۔۔۔ میں اسے درست نہیں سمجھتا۔

یا تو "زیادہ" ابن حجر عسکری کی اپنی ہو۔ یا عمرو بن دینار کا قیاس ہو یا جابر بن گلبان۔ حضرت جابر اگرچہ صحابی تھے لیکن انصوول حدیث کی وجہ سے اُن کا اپنا غیر مصدقہ بیان دلیل و جنت نہیں مانا جا سکتا۔ تاہم جو تفصیل ہے نہیں کی ہے لیکن بہت سے روایوں کا علم وہ بن دینار عن جابر سے روایت کرنا اور اس "زیادہ" کو بیان نہ کرنا وہ اس خیال کی تائید کرتی ہے کہ یہ "زیادہ" ابن حجر عسکری کا اپنا قیاس و گمان ہے۔

خداوی تھے ہیں کہ:-

فبحوس ان یکون خالک من پس جائز ہے بات کیہ قول ربی نیز
قول اسی حجۃ حرج و بحوس ان هذہ اس "زیادہ" کا اپنا ہر جو بن
یکون من قول عمر و بن دینار دینار کا اپنا۔ یا حضرت جابر کا اپنا
و بحوس ان یکون من قول جابر پس ان تینوں میں سے کسی کا بھی ہو
فمن اسی طہول عالم اللہ کان یہ دلیل نہیں ہن سکتا فعل معاذلی
القول ظلیس فیہ دلیل عسلی حقیقت پر دینی اس سے ہے بات
پا یہ شہادت کو نہیں پہنچ سکی کہ حضرت
حقیقت فعل معاذلی۔
+ + + +
پس جب یہ "زیادہ" کسی عنوان قابل جنت نہ ہوئی تو حدیث
معاذلیں پیش کرنے کے لیے دلیل باقی تھیں رہتی کہ قوم کے

ابن حجر عسکر و بن دینار کے ملاude کی اورست روایت بیان کرتے تب تو مکن بھی سمجھا جا سکتا تھا کہ شاید عربوں بن دینار کے حافظے سے یہ آخر کے الفاظ تکلیف کے ہوں اور وہ صرف جس روایت سے این تحریک نے روایت لی ہے اُسے محفوظ ہوں۔ لیکن یہاں سب کی روایت ایک ہی روایت یعنی عربوں بن دینار سے ہے اور ان کی جابر سے اور متراوی کے اور حسام راوی تھا ہے جس زائدہ تھی سب اور تو یہی تحریک تھی۔ شعبہ بن عماری کو راوی ہیں مخصوصہ الیوب "مسلم" کے۔ این عینہ کے بارے میں طحاوی کو پوچھیں کہ این عینہ نے اسی حدیث کو عربوں بن دینار عینہ نے اسی حدیث کو عربوں بن دینار سے تقلیل کیا ہے جس طرح ابن حجر عسکر دیوار کے معاذلہ قدر سے اس کی مکمل ہے۔ اور وہ جوابہ تمام اساق ماحسن سیاق اس کا زایدہ ہے تھے اسی حجر عسکر و جوابہ تامماً مساوی ماحسن سیاق سے اس نے یہ روایت من مساقتہ این حرج عسکر اور عینہ کی بیان کردہ "زیادہ" کے انشا لم یعنی فیہ هذہ النبی این حرج عسکر کی ہے۔

قال ابن حجر عسکر اخیر
بندر بیان کی ہے۔

ہو سکتا ہے کوئی اسماں روجال کا اپنے طحاوی کی تائید نہ کرے اور این عینہ کے سیاق کو این حرج کے سیاق سے بہتر نہ لائے لیکن برابر تو پہلے ماننا پڑے گا۔ کیونکہ این عینہ کی تھا ہے اس کو تجویز کرنے والی کوئی چیز کتب روجال میں نہیں ہے۔ اب اس "زیادہ" کے متعلق بعض اپنے علم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں :-

ان الامام احمد ضعفت امام احمد نے اس "زیادہ" کو ضعف
هذا الزیادۃ و قال اخشنہ ضعف یا ہے اور کہلہ کر جھوڈ اذنیہ
ان کا تکون محفوظ نہ ہو۔

ابن جوزی کہتے ہیں :-

هذا الزیادۃ لا تصرخ دلو یہ "زیادہ" صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح
صحت لعکان ظنہ امن جابر۔ مان لیں تو صرف حضرت جابر کا
خیال گز دنہ کر کوئی امر تباہ شدہ
+++

ایسا ہی این عربی نے "العارضہ" میں کہا ہے۔

غرض یہ کہ اس "زیادہ" میں این حرج عسکر تھا ہیں اور اپنے علم
نہیں سمجھ لیں کہ ایک روایت کو جب بہت سے لفڑے اولوں نے
پورا کا پورا اور روایت کیا ہو اور محض ایک راوی اس میں ایک زائدہ

ساختہ ان کی نماز نقل تھی۔

حال بحث صراحت یہ تکلیف کے پچھے مفترض کی نیاز
جائز ہونے تہ بہنے پر رسول اللہؐ کا حکم صریح یا صحاہر کا اجماع
تو اخاف و شواغر کسی کے پاس بھی نہیں دلوں قیاس و اجتہاد سے
کام لے سکتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اخاف کے اجتہاد کی بنیاد پر رسول اللہؐ
کے صریح و مثبت قول ہیں اور شواغر کے اجتہاد کی بنیاد ایک
صحابی کی اُس نیت پر ہے جس کا کوئی حال خود نیت کروالے کے
بيان سے نہیں ہٹتا۔ اور اس کی نیت کے باسے میں شواغر کا اذنا
درست بھی سمجھ لیا جاتے تو یہ بات واضح ہو جکی ہے کہ مطلع ہونے
پر خود حضورؐ صاحبی کو اس کے احتمار کر کر وہ طریقے حکماً رکھ دیا۔
اور تائیج ہیں کوئی ثبوت اس بات کا موجود نہیں ہے کہ حضرت معاویہ
نے حکم رسول امامان تصمیٰ میں وہ امان تخفیف کے بعد بھی
ایک رات میں دو جگہ عشا پڑھی ہو۔

دوسری دلیل دلیل ثانی میں ہولانا رحمانی نے یہ حدیث نقل
کی ہے ۔

عن ابی بکرؓ قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم فی نماز خوف
علیہ وسلم فی نماز خوف النظر
خوف نہیے وقت پڑھی پڑھن شکرا
حضورؑ کے پیچھے صرف آرامہ گے اور بعض
دشمن کے مقابلہ ہیں ہے۔ پس حضورؑ
با زاغ العد و فصلی سرکھین
نماز پڑھی درکعین پھر سلام مجیدا۔
اس کے بعد نمازی وہاں پڑھنے لگتا ہے
ایک جماعت دشمن کے مقابلہ پڑھنی تھی
ادنہ جماعت اگر حضورؑ کے پیچھے نماز
پڑھنے لگی پس حضورؑ اس کی سماں
بھی درکعت پڑھن اور سلام پیرا۔
پس کوئی بولنیں رسول اللہؐ کے لئے چا
اور ہمارا کہنے دو۔ دروازت کیا کوئی
و انسانی فی الاہم عن جابر۔
ابو داؤد اور سانح نے اور امام شافعی نے
ایسی کتاب اللام میںجاہرتے۔

مولانا رحمانی نے حدیثوں کے ترجیح میں نہیں کئے ہیں امید
ہے میرے تدریسے غیر لفظی ترجیح پر اعتراض نہ ہوگا۔

اماً شافعی اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

والآخرة من جهاتين للنبي آخرین جو درکعت پر ہیں رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نافعۃ کے لئے تو اخاف ہیں اور باتی حضرت
والآخرین غرضیہ۔

دیگر اصحاب شافعی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں۔

اس بحث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ میں ادا فاف قاتمین
کو صلوٰۃ خوف کے باسے میں کچھ بتا دوں۔
ماز جملے سے متعلق قرآن کرنا ہے۔

ذٰلِكَتْرِيمَةٌ فَإِنْمَا تَرْكَمَتْ
لَهُمُ الْمُصْلُوُاتُ مُنَذَّمَةٍ طَاطِفَةٍ
وَنَهْمَمُ مُنَذَّكَ وَلَيْلًا حُذْدَ وَأَ
أَشْلَحَتْهُمْهُ فَإِذَا سَتَّجَدَ وَأَ
فَلَيْلَكُونُوا أَمْرٌ وَرَأْسَكُمْ
وَلَنَكَبَتْ طَافِيَةٌ أَخْرَى لَمَّا
أَوْبَ وَهَدَ دُوْسَرِي جماعت نماز
رَلَيْلَكُونُوا حُذْدَ وَأَ
يُرْهِنَ آنے جس نے اتنے نہیں پڑھی
اوَسَ جماعت دل بھی اپنا چکا
دُوْسَرَی پُر شن کا وہ تجھی سا تھوڑی
+ + + + +

اس تدریس سے بعض لوگوں نے تو سمجھا کہ نماز خوف صراحتاً
بی رکعت خوف ہے۔ چنانچہ ابن عبد شس کی ایسی ہی ایک روایت
 موجود ہے لیکن اُڑا سے خور کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ در حققت ایسا نہیں
ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دوسری جماعت کو بھی صراحتاً ایسا ہی کے پیچھے
نماز ادا کرنے کا حکم ہے یہی ہیں۔ لہذا جب اماً پر دو خوف ہیں تو ہر
ایک پر دو بھی خوف ہوں گی۔ اس کے لئے او بھی دلائل ہیں بلکہ
اخاف اور شواغر دلوں ہی اس تجھیکے میں کو صلوٰۃ خوف ایک کعت
نہیں بلکہ ستم دو خوف ہیں اور ہر جماعت اپنی ایک ایک ترقی کو کعت
بنگرا ہم کے ادا کرے گی اس لئے یہاں مرید کلام کی ضرورت نہیں۔
احادیث کے متین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نے صلوٰۃ خوف

دو کعت بھی پڑھی ہیں اور چار بھی۔ پڑھنے کے شووت میں ایسی حادیث
بھی موجود ہیں کہ ان سے انکار بھی نہیں ہیں۔ لہذا اہل رسول کو
قدس آن کی تصریف تو پنج تسلیم کرتے ہوتے ہیں ماننا پڑے گا کہ لذت عمل شا

کا مقصود آیت مذکورہ سے ہے نہیں ہے کہ نماز خوف ہر ہالیں کیک
یاد و فرض ہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز فرض کو وہ حکوموں میں تقسیم
کرو تو اک دشمن سے مقابلہ و مدافعت بھی پادرے اور نماز بھی ادا
ہو جائے۔ حکوموں کو چونکہ متحده جنگیں ہیئے سے اتنے قاتلہ جنگیں ادا
ہیں لہ، باں حکم قصر عائد ہو جاتا تھا اس لئے اللہ جل شانہ نے
نماز خوف کی سیاست سمجھائی ہیں نماز قصر کی تقسیم کی کے ایک یا کٹ کعٹ
پڑھنے کا اسلوب سمجھایا۔ لیکن مقصود وفرض نمازوں کی ریلمات کامل
کرنا نہیں تھا بلکہ فرض نمازوں کے طریقے ادا کی ایک غاص شکل
بنا کی منظور بھی جو جنگ میں کام آسکے۔ چنانچہ حافظ اہل کشور نے
اس آیت کی جو شانہ نزول بیان کی ہے وہ اس کی تائید کرتی
ہے۔ الحکوم نے بیان کیا کہ حضور ایک غزوے میں تھے کہ ہر کی
نماز اصحاب کو پڑھانے لئے مشکلین آپس میں پھٹک لیں گواہی کی افسوس
کیا ہی عمدہ موقع پا تھے نکل گیا۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو ہم اسی
تیاری کرتے کہ ان لوگوں میں جانش نمازوں دھادا بول سکیں۔
اس پر بعض مشکلین۔ کہ کہا کہ تکریوں کے تر ہوا بھی جلد ہی ان لوگوں
ایک اور نماز رعصر کا وقت آئے والے اس وقت دھادا الیت
تب اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز پہلے ہی مذکورہ آیت نازل فرمائی
مزید تائید ابو عیاش زرقی صحابی رسول کی اُس روایت
سے ہوتی ہے جس میں الحکوم نے اُس مقام کا نام جہاں امن وقت
وہ مع رسول اللہ موجود تھے عسقلان بتا یا ہے اور اور کا قصہ
بیان کرنے کے ماتحت ساختہ بھی توضیح کی ہے کہ مشکلین کے سردار
اس وقت خالد بن ولید تھے۔

تو گویا آیت مذکورہ ایسے وقت میں نازل ہوئی جب حضور
بمالیت سفر تھے اور عصر کی نماز دو ہی رکعت پڑھی جاتی تھی اہنا
اس کی قسم ایک ایک رکعت پر اللہ تھے فرمادی۔ اس سے یہ
لازم ہیں اس تاکہ جنگ اڑاپنے ہی شہر یا اس میں کریمیتے
اور سفری قوت مذکورہ نماز خوف کی بغیر پڑھ رکھے تھے اور نظر
پڑھے تاکہ اس حضور صلوات خوف قصر کے بغیر پڑھ رکھے تھے اور
کے پورے چار فرض ادا کئے۔ شوافعیوں نے ایک یہ سبک رکھتے ہیں کہ اگر
سفر میں کوئی مصروف کرے بلکہ پوری رکعت پڑھ دے تو آخر کی
وہ نفل ہیں کہ بھی جائیں گی بلکہ جاریوں رکعت فرض ہی بھر میکی
اس لئے حضور کا متعطل ہونا تباہت ہو سکے گا۔

کام کام تردار شم سفر پرستے داسی لئے میں نے حدیث کان الفاظ
پر خط کشی کیا ہے، اس لئے کہ آنحضرت کا دور رکعت بد رسم حضور
بھی اس مفروضہ کو ممکن نہ ساختا ہے کہ سلام پھریتے کے بعد جو دو
رکعت آپ نے جماعت شانہ کو پڑھائیں وہ آپ نے نفل تھے۔
درہ اگر آپ نے سلام پھریتے بغیر چار پڑھائی ہوں تو یہ مائن
پڑھے تاکہ اس حضور صلوات خوف قصر کے بغیر پڑھ رکھے تھے اور نظر
کے پورے چار فرض ادا کئے۔ شوافعیوں نے ایک یہ سبک رکھتے ہیں کہ اگر
سفر میں کوئی مصروف کرے بلکہ پوری رکعت پڑھ دے تو آخر کی
وہ نفل ہیں کہ بھی جائیں گی بلکہ جاریوں رکعت فرض ہی بھر میکی
کی دو حدیث مشکلین کے جو جلد تانی باب نزاۃ اذ قاعہ ہیں اور

مقدیدیوں کو فوراً دشمن کے مقابل پہنچ کر جماعت شانی کو بھینجا ہے۔ سب اپنی علم جانتے ہیں کہ ایک زمانہ میں نمازیں اشارہ اور کلام سب جائز تھا۔ بھری بھی جلتے ہیں کہ صلوٰۃ وفات ایک جد اگاز سنت کی نماز تھی جو روز روڑ تو پڑھی نہ جاتی تھی کہ محابہ کو از بر ہوتی ہے۔ ہی کم اس کا موقع آتا تھا۔ کیا بعد تھا کہ اگر حضور سلام پھر سر کر یہ واضح ترقیاتیتے کہ اب مقدیدیوں کو فوراً جانا چاہئے تو مقدیدی حضور کے ساتھ شہید ہی میں مشیختے ہیں۔ یا حضور شہید سے طرفے ہوتے تو ان کے ساتھ (عام نمازوں کی طرح) طرفے ہوتے ہو جاتے۔ حالانکہ یہ جنگ کا میراث تھا اور وقت کا ایک ایک محمد قبیل تھا، اس نے حضور نے توجہ دیا اور ناشاندھی ضروری خیال فراہی ہے۔

اب شوافعی کہتے ہیں کہ اچھا صاحب تم سلم کی تو اپ تو چھیں کو دیں گے مگر اس کو کیا کریں گے کہذ کوہ حدیث میں بھی اور بخاری کی حدیث میں بھی یہ الفاظ تو موجود ہیں ہی کہ "حضور کے ساتھ عازمین تھیں اور قوم کے ساتھ دو دو"۔

اس سے ظاہر ہوا کہ حضور نے آخری دورِ کعبت نفل ہی پڑھیں ورنہ آپ کی چاروں رکعتات کو اگر نظر میں لیا جاتے تو یہ کہاں مکن ہے کہ امام کے اوپر تو چار رکعت فرض ہوں اور مقدیدیوں پر فرض نہ۔ اس کا جواب یعنی نے (عملۃ القاریؒ جلد ۲۵) کا فیض بروادیا ہے کہ جب طرح این عجائبؒ کی اس روایت میں۔

فرض الشہادۃ عز وجل المصطفیٰ	اٹھ لعلیٰ نے تہارے نجی کی زبان سے
علیٰ سان نبیکم فی المخنوادِ رُبُّا	رُبُّ دلستھے تم پر نمازوں کی لعنة
دفی الْقَصْوَرِ رَكْعَيْنِ وَ فِي الْحُجُوفِ	قیام پر چار رکعتیں۔ قصصیں بُرُّ دلستھے
او رُوفُ میں ایک رکعت۔	دکعت۔

شوافع بھی یہ مانتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد وہ رکعت ہے جو ہر طائفہ امام کے پیچے ادا کرے گا۔ اور اس کے بعد ہر طائفہ کو ایک اور رکعت بغیر امام کے ادا کر کی جوگی (صیبا کار احادیث صحیحہ مثبتہ کے) اسی طرح ان تمام حدیثوں میں جن میں امام کے لئے چار اور مقدیدیوں کے لئے دو کا ذکر ہے یہ طلب لیا جائیگا کہ مقدیدیوں کے لئے دو رکعت امام کے ساتھ میں اور دو طلخواد۔

علوم اتوشاہ صاحب تھے (فیض الباری جلد ۱ کتاب المیوع) یہ توجیہ بیان کیسے ہے کہ ہو سکتا ہے ن ذات الواقع میں حضورؐ اُسی

لیں، ارادا دار شہد ستم پر رہا۔ یعنی دورِ کعبت پر حضورؐ کے سلام پھر لیتے ہے۔ سب سے پہلے میں اس مسلمان میں اپنی افسوس اور شاہ صاحبؐ کی توجیہ پیش کرتا ہوں جن کے جواب کو مولانا رحمان نے "لطیف" لکھا ہے اور اپنے مضمون میں ذکر نہ کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے مسلمان سے مراد حضورؐ کا سلام پھر نامہ ہو بلکہ قوم کا سلام پھر تا ہو۔ یا ہو سکتا ہے کہ حضورؐ میتی در قوم کے سلام پھر لیتے کے انتظار میں ہے اس تدبیت انتظار کو اور اسی نے تسلیم سے تعجب کر لیا ہو کیونکہ قوم بہر حال حضورؐ کی امامت میں نہ اٹھوڑ رہی تھی۔ مولانا رحمانی بے شک استلطیف کے درجیں چیزیں صحیح ہیں، لیکن ہر شخص کو ٹھنڈے دل سے یہ غور کرنا چاہیے کہ زیرِ تدبیت دایتِ حالت امن کی نہیں۔ بلکہ زمانہ جنگ میں خاص مجاز جنگ کی ہے۔

قدرتی طور پر جنگ کے بعد ان میں انسانوں کے ۱۷ اس عرصہ چھٹات ہواج اور قواتے عملِ حالت امن کے مقابل میں کچھ نظرِ معنوی تغیر خود و تبلیغ کرتے ہیں۔ جنگ ہو رہی سے۔ ایک طائفہ ستم کی مقابلہ میں ہو رہے وہ اطائفہ نماز میں شرکیں ہے اور جاتا ہے کہ صفت نماز پڑھ کر اسے جلد سے جلد ستم کے مقابلہ نیچے وانٹا ہے۔ ایسی ہنگامی اور خصوصی حالت میں کیا یہ تدبیت قیاس نہیں ہے کہ رادی کو حضور کے سلام پھر نے کے مشاہدہ میں نسلیع یا شاہد ہو گیا ہوا اور چونکہ تمام مقدیدیوں نے سلام پھر اتحاد اس نے اس تشبیہ میں اس سے حضور کے سلام پھر نے ہی کو امر و اعد بھیجیا ہے۔ یہ عقل اور عادتاً بالکل ممکن ہے۔ پھر ہم اسے لیتے ہیں کہ رادی سے چوک پہنچتی ہیں کیا یہ نہیں ہے کہ اس نے یہ خیال کر کر کئے تھے دلے دلے اسکا پورا مطلب خود بھی ہے۔ بنظرِ اخصار سلام قوم کو سلم کے تعبیر کر لیا ہو۔

اوپر کی عصا صفتی ہیں کہ چلے یہ بھی مان لیا جائے کہ حضور نے دو رکعت پر سلام پھر ایک، کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ اس دور کا واقعہ ہو۔ جب ایک دن میں ایک ہی نزدیک دو مرتبہ اور کر نامنح شمس اور حضور صلنکہ خون، نہ پڑھ رہے ہوں بلکہ نمازِ قصر کو حانتہ امن کی نمازوں کی طرح دو مرتبہ پڑھ دیا ہو۔

یہ کہا ہوں کہ میلے اس ساری بحث کو جلنے دیجئے۔ مذاکر حضور نے سلام پھر ایک، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس مسلمان کو حضور خانہ نہ ہو بلکہ حضور نے اس بات کی نشاندہی کی ہو کہ اب

کی اس کے باوجود ان میں بھی بھی مرادی جائے گی کہ جماعتیں سنبھالیں۔ ایک ایک رکعت بلا جماعت ادا کی تو آخر جن حدیثوں میں حضور کیستے ہار اور جماعتوں کے لئے تقدیر و رکعت کے الفاظ آتے ہیں ایکیں کیون یہ زمانا چھٹے گا کہ کہ جماعتوں نے اپنی باتی تقدیر رکعتیں علیحدہ بلا جماعت ادا کیں۔

مجھے معلوم ہے کہ یہ جتنے دلائل ہیں نے علماء احادیث کے پیش کئے ہیں ان سب کے پھر کچھ ہدایات علمائے شافعی نے نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ بہت سے حضرات شافعی کے مسئلہ و موقوف کو مضبوط کھینچ لیکن اُنہوں نے اسی سوال مجھے دریشیں ہیں جن کا کوئی جواب مجھے نہیں ہوا۔ ہو سکتا ہے ہر سبی کم علمی کا تذیرہ ہو۔ مولا رحمان مجھے سلسلہ ہر سے عالم و فضل ہیں وہ الگ حمت جواب اُوارد فرمائیں تو ہم تو۔ وہ دلوں سوال درج ذیل ہیں:-

سوال اول:- "صلوٰۃ خوف" ایک ایسی نماز ہے جو اپنی تفصیلی ترتیب کے اعتبار سے دوسری تمام نمازوں سے جدا گاندے ہے۔ اس نامہ درست پر مشی (علیہ) جائز ہے بلکہ قرض رکعات کی تفہیم بھی ضروری ہے اور تصرف تحریر نہ ہو جائے گا بلکہ جیسا کہ پورشن اور الاتہ فتح و شکار خود رہ بکتر دیکھو، کامیابی بھی ضروری ہے۔ تب کی صالت جنگ بلکہ خوب جنگ اور میڈیاں مقابل کی ایک مخصوص و منفرد طرزے حالت اس اور جماعت میں کی نمازوں کے سائل کا استباط اور تو یہاں معقول کیا جاسکتا ہے؟ سب جانشیں کہنے گا میں حالات اور حریق دوسرے تو اپنیں زمانہ امن کے قانون پر مستور سے لازماً کچھ نہ کچھ امتیاز رکھتے ہیں۔ دنیل کے عام دستوروں میں نہیں اسلام کے دستوروں بھی حالت جنگ اور حالت امن کا امتیاز متعدد گوشوں میں لمحات رکھا گیا ہے۔ خود صلوٰۃ خوف ہی کو دیکھ لیجئے کہ اللہ جل شانہ نے اسے دیگر تمام نمازوں سے جدا ہیئت عطا فرمائی پھر ملالات کی تبدیلی سے اس میں اور بہت سی تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ مشلاً دشمن قبدهی کی طرف ہو تو اور صورت ہے۔ فوجی اعداد سے جماعت کو نہیں کا قیسم ہو کر نماز میں لگ گا جانشناک ہو تو اور صورت ہے۔ جنگی غلوٰۃ کی شکل دریش ہو تو اور صورت ہے۔ حتیٰ کہ غزوٰۃ خندق کی طرح اس کا نتیجہ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

طریقے نماز پڑھی پڑھی طرح کو صلوٰۃ خوف میں امام شافعی کا مسئلہ ہے۔ یعنی پہلی جماعت کو ایک دو رکعت پڑھا کر حضور کھڑے رہے ہوں۔ اور جماعت نے اپنی دوسری رکعت پوری کی ہو۔ اسی طرح دوسری جماعت کو ایک رکعت پڑھا کر اتنا دیر کھڑے رہے ہوں تھی دیر ہے اس نے اپنی باتی ایک رکعت ادا کی ہو۔ پس اس طرح چونکہ حضور عمرؓ اتنی دیر نماز کے ازدیق ہے حقیقتی دلوں جماعتوں نے چار رکعات پڑھی تو اولیٰ نے اپنے حضور کے عبوری وقت کو چار رکعت سے تعبیر کیا ہے یہ اگرچہ بادی النظریں تاویل معلوم دیتی ہے لیکن اس کی تائید بغایتی کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

ان طائفہ صفت معاویۃ^۱ ایک جماعت حضور کی تھی صفت بہت وجہ العد و فصلی بالتحقیقہ^۲ ہوگئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل سرکھتہ شمشیعہ^۳ ایک رکعت دشمنی پر حضور کی تھی اس کی تائید بغایتی اس جماعت کو پڑھا جائی تو آپ کے پیچے تھی پھر اتنی دیر کھڑے رہے کہ اس حالتِ^۴ ایک جماعت حضور کی تھی صفت بہت وجہ العد و فصلی بالتحقیقہ^۵ ہوگئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل سرکھتہ شمشیعہ^۶ ایک رکعت بقیت من صفات دشمن شمشیعہ^۷ ایک جماعت دشمن کے مقابل میں گئی اسی اور دوسری جماعت حضور کے پیچے جمالاً^۸ انشوار اللطف^۹ مخصوصہ شمشیعہ^{۱۰} آپ حضور نے اسے بھی ایک دو رکعت پڑھوئے اور اسی دیر کھڑے رہے کہ اپنے دشمن کے مقابل میں گئی اور اتنی دیر تک پڑھیں ہے کہ یہ اپنی باتی ایک رکعت پڑھے۔ اس کے بعد ان کے ساتھ مسلم پھیلے۔

اس روایت سے صاف معلوم ہو گیا ہے کہ حضور نے فی الحیثیت تو دوسری رکعات پڑھیں لیکن نمازوں اپنے کا داخل اتنی دیر رہا جتنی دیگر دلوں جماعتوں نے چار رکعات پڑھیں۔ واقعہ دی جزا الواقع کا ہے اور دلوں روایتیں اسی ایک دو رکعے متعلق ہیں تو آپ سے آپ یہاتھ صاف ہو جاتی ہے کہ پہلی روایت میں حضور کی چنان رکعات محسن اس مسئلے کے اضداد سے بتائی گئی ہیں جو آپ کی نمازوں صرف ہوتی۔ حقیقتاً دی جی رکعتیں آپ نے پڑھی تھیں۔ جب شافعی یہ لانتہ ہیں کہ جن حدیثوں میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ "حضور کے لئے دو رکعات تھیں اور دلوں جماعتوں کے لئے ایک ایک" اور ان حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ ان دلوں جماعتوں نے اپنی باتی ایک ایک رکعت ادا کی ہے ملکہ دادی کی یا نہیں

چیست یا رابط طبقت بعد از آن تدریس را؟

قطعًا طالہر ہے کہ جس روایت سے قرآن کے حکم درج کی تردید لازم آئے یا تو اسے ترک کیا جائے گا اس کے ایسے معنی نہیں جائیں گے جو قرآن کی مخالفت نہیں۔ شوافع کے اختیار کردہ معنی لازماً قرآن کے خلاف واقع ہے ہے ہیں، جب کہ احتجاج کے بیان کردہ مختلف معانی قرآن کی تردید نہیں کرتے۔ کبم ہر کا الگ مرتبہ اسی جملی نہ کوہہ بالادوں افسوس افسوس کو شفیع فرمائے کی زحمت گوارہ کر گیں۔

ناظرین کو ہیں یہ بھی بتا دوں کہ اس ساتھ کی تسلیم کی بنیاد پر کیا۔ اصل حصہ یہ ہے کہ بعض لوگ ماہ رمضان میں جماعت فرض چھوٹ جانش کے بعد یہ کیسے ہیں کہ ترادیج کی جماعت کے سچے اپنی شمارہ عشاکی نیت پاندھیتے ہیں اور اس خوش نہیں میں مبتدا رہتے ہیں کہ ترک جماعت کا جو تصور ہم سے سرفراز ہو گیا خدا کی مکمل تلافی ہو گئی اور یہیں شمارہ عشا با جماعت کا ثواب مل گیا۔ حالانکہ جماعت کا ثواب تو کنار الوندیفہ جسما طبل عظیم اور فضیل کیروں راستے رکھتا ہے کہ اس کی شمارہ بھی ہر ہی تو احتیاط و تقویت کا تعاضا ہے ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور ثواب جماعت کے لامع میں اپنی اہل شمارہ کو خطرے میں نہ ان دیا جائے۔ شفیع میں اور یہیں بالآخر غیرہ تو ایسے افعال ہیں کہ برا جان ان کی صحت و باحت عمل سول سے نکالی جاتی ہے اور آج جو لوگ ان کی مشروعت کے ناکل ہیں ان کی شمارہ بھی خساد کا حکم نہیں لگایا جاسکا لیکن متفقہ کے سچے مفترض کا ناماراد کر لینا تو غالباً صحنیں دیتی اس سے نکالا ہوا عقیدہ ہے جس کے درست ہونے کا امکان دس فی صد سے زیادہ نہیں ہے اور جس کے مقابلہ میں قائل رسول کی مجتبی۔

ناظرین یہ سلوک دار ہیں کہ "ترادیج" اصطلاحی فرقہ کے اعتبار سے نقل نہیں ہیں۔ ماجب یا کم سے کم مستحب تولید ہیں لیکن اپنے کی بخششیں فرش کا الفاظ فرض کے مقابلہ میں بولنا گیا ہے یعنی فرض کے سوا کوئی بھی شمارہ اس کا پڑھنے والا فرض پڑھنے والوں کی شمارہ کا ضاہن نہیں ہو سکتا کیونکہ سن و اجرت بھی بہر حال مرتبہ و قوتیں فرض سے نکھریں۔ فاصلہ مرتبے من اشیع الہشادی۔ ومن یفضل اہلہ دین والوں میں هلا۔

یہ ایک رکعت بھی نہ ہوئی ہے۔ لذتی بھی اور چار بھی۔ یہ سواری پر بغیر قبضہ رخ ہوستے بھی نہ ہوئی ہے۔ اشاروں سے بھی بتوتی ہے شریکی حالت جانش کی ایک مخصوص و مختصر شناسی حالت امن کے لئے انتہا تراویحی جا سکتی ہے۔ اور نظر بھی یہی محض قیاسی داشتمانہ ای سیمعی صراحتہ تو یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ حضور نے متفق ہو کر مفترضین کو شناسی با جماعت پڑھاتی ہے۔ صرف تیاس و اجنبیاً کے ذریعہ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے گا۔

ہذا حالت امن میں بھی ایسا کرنے کی اجازت ہوئی چلے ہے ایں تجھا ہیں دنیا کا اُنی حبیقت پسند۔ تاوان، اس طرز استدلال کی ناکلید نہیں کرتے گا۔ میں مولانا راحمی اور دیگر علمائے شرائع سے پوچھتا ہوں کہ وہ منکاری و جنگی قوانین سے بیرون ہنگامی و دوامی قویں سکتے ہیں ؟ نظر لے تو کوئی دلیل سے درست بحث نہیں ہیں۔ جب کہ بدہ بہترہ بات سمجھو، فعل کے حلات ہے ۔

مولالہ درود۔ قرآن کی جو آیت میرے عذر میں قليل کی۔ یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا شَرِيكَ لَهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَا مَا فِي الْأَعْوَادِ"۔ میں اس علم کے لئے نفس صریح ہے کہ صلوٰۃ خوت میں ہر جماعت کو امام بھی سچے اپنی دعویٰ نہیں چاہتے نہ کہ پوری۔ ذرا سادھی اہم اہم میں علم میں نہیں ہے اور سی کے لئے حاتم نہیں کر سکے خلاف نہیں۔

اب یہ جو شوافع استدلال کرتے ہیں کہ "ذات الرقاد" یا "بطن خملہ" یا کہیں بھی حضورؐ نے صلوٰۃ خوت میں ایک جماعت کو دارکتعیں پڑھاتیں پھر سامی پھیرا پھر دسری جماعت کو دو کتعیں پڑھاتیں ہیں اپنی دو تو فرض تھیں اور آخر کی دو حضورؐ کے حق میں نفل بھیں اور جماعت کے حق میں فرض پیش فتنے کے پیچے مفترض کی نسبت چوکی۔

اس استدلال کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہر دو جماعتے اپنی پوری پوری ذریعہ شمارہ۔ یعنی دو دو کتعیں حضورؐ کی اف ایں پڑھ لیں اور قرآن کے حکم صریح کی خلاف درزی کی۔ یعنی قرآن نے و حکم دیتا تھا اپنی شمارہ فرض کو دو حصوں میں تقسیم کرو اور معاویہ کر م رعنی اللہ عنہم اجمون نے رسول اللہؐ کی نصروف موجہ گی بلکہ مامت میں با تکلف شمارہ کی تقسیم ترک کر دی اور پوری پوری شمارہ بھی ادا کر لی۔

تذکرۃ الایامِ مُرتَلٰ و لِهَا بینَ النَّاسِ

من دگر زمینہ ان و افراسیاب !
جگہ کو اپنے جگہ بننی کا خوشاب سب سے پہلے تھا اور اسی کی
اشاعت کے دریافتی عرصہ میں سوزنیں صور پر یہود انصار میں نظر پڑیں
ہمان اور آگ اور توں کی جو ہولی بھی ہے اس کی تفصیل سے نون اگاہ
ہیں۔ قصہ اور حوصلہ طعن کے بخاریوں سے مانکلت توں کے وہانے
کھول دیتے۔ ہبہ ازوں سے بم بر صادیتے۔ وہ سب کچھ کڑا بوجو رائج اور
فضانیت سے غلوب دیوانہ کر سکتے ہے۔ اور اج جس وقت یہ سطحیں
کھسی جاری ہیں خانہ بھری تک حد تک جگہ بند ہو جکی ہے میں اللہو انی
”پولس فتح“ کے دستے صور دنیہ ہوئے ہیں اور حملہ ازوں کے شکران
مقامات پر ڈھنے ہوتے ہیں جیسیں انہوں نے لگتے ہیں تھے یہاں ہے۔ اسے
چھوڑنے کے پورٹ سعید تباہ ہو گیا اور دہانی کے تھریا ڈیڑھلا افساد
خاکشی بے تکھی اور احتیاج کے ہولناک بیجوں میں لگ فدا ہیں۔ یہ دیکھتے
کہ کیا موجودہ جنگ بننی ہو صور کو پہنچنے والے اقصامات کی حد بندی ہو گئی؟
لیکن جو کچھ ہو چکا اس سے زیادہ ہوتے کا خطرہ ابھی باقی نہیں؟ ہمارے
خیال میں یہ موجودہ جنگ بنی مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے لئے کوئی
نیک فال نہیں ہے، بلکہ حالات کے طالعہ سے پہنچلاتے کشیطانی بیانوں
کا مردانہ وار مقابلہ کر کے مصر نے جس حربت کا ثبوت دیا ہے وہ عزیمت
علماء مصر کی کامیابی پر متعین نہیں ہوتی اور ابھی حصہ جو طرف اک اور ناک
صورت حال موجود ہے۔ لمبی چڑی بھت اکافی سیاست داں ہی کر
سکتا ہے ہم مولوی قسم کے لوگ تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں کہ خلیج عرب
کے جزائر پر ہو یوں کا قبضہ اسراہیل کے لئے تحریر قلزم کے دروازے
کھوں دیتا ہے اور ساتھ ساتھ صحرائے سینا پر ان کا سلطنت مصر کا مشیر
سرحدوں کو قلعغا خیر کھوٹا بلکہ یعنیاً خلیج بنا دیتا ہے۔ مزید آس جنہے
اور صدر نے سورہ بھی ان کی توپوں کے لشکر پر آ جلتے ہیں۔ اسراہیل کا
دریہ علم صاف کہہ چکا ہے کہ اپنے تازہ پیغام کردہ علائے کا ایک ای خود
بھی ہم نہیں چوڑیں گے۔ دوسرا طرف برطانیہ و فرانس پورٹ سیعی
پر تابعیں ہیں کوئی انہر سو نز کا دہانی کے قابوں ہے۔ وزیر علم ریاضیہ
گول المظہروں میں کہہ چکے ہیں کہ اگر مخدہ افگن کی وجہ میں برطانیہ و فرانس
کو شامل نہ کیا تو مصر کے بعض حصوں پر سلطنت برطانیہ و فرانسیسی و پیر
والیں نہیں بلکہ جاہیں گی۔ یعنی یا تو برطانیہ و فرانس کی تکمیلت کے ساتھ
ہر سو نر پہن الاؤامی کسترول ما نورتہ دیجی۔

خبریدار حضرات سے

ادارہ تخلی کو تخلی کی مندرجہ ذیل اشاعتیں کی جنہ کا پیمانہ مکالمہ
جو حضرات انجینئر سکٹ پرنس وہ مبتدا ہیں۔
جوری لکھنے۔ فروری لکھنے۔ اسیج لکھنے۔ اگست و ستمبر و اکتوبر
اکتوبر لکھنے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک بھی شخص یا انہوں شماں دے۔
بلکہ جوں کیا اس ان میں سے جو نہ بھی ہو سمجھ دے۔ فرمات منی اور درست
بھیج دی جائے گی۔
نیجیر تخلی دیوبند دیوبندی

فردوس اپنے القادری کے وحداگیری کلام کا تائزہ جمیع۔ مجلہ ہے
صحابہ کی جاشراری تاریخ صحابہ کی پختہ ہوتے واقعات جن کے
اطفال سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ قیمت ۸۰
علامات قیامت قیامت کتب اور کس طرح اکے گی ۹۔ قیمت ۸۰



بعض شہروں میں "درجہ فیل تا خروں سے مل سکتا ہے

انے خریدنے میں آپ کو ڈاک خرچ کی کفایت ہو گی

حیدر آباد کن:- محلی کسوئی تاجر طبقہ کان بولی۔ عظیم گڑھ:- حکیم مولوی بشیر الدین، دو اقانہ نانی کو یا گنج۔
 درہ گل کن:- افضل ہٹوکت بگھر ملک حکوم علی۔ گلکترہ ۹:- عبد الحید صاحب عزیزی ۵۴ اکشیب چند ہرین اشریفہ گلکترہ
 علی:- عثمانیہ یکلہ پورا ۷۰۔ اللود جیت پورا ورث۔ عظیم گڑھ:- ابوالحسن مولوی بشیر الدین صاحب ایک بنی ہدم دو اقانہ نانوں ہمین۔
 راجحان:- محمد گھاصب دو اقانہ غزیرہ نیا کنواں بیکانیر۔ رانچی بہار:- محمد اسمیر الدین صاحب بریانو۔ رامپور احمدیت
 جناب رئیس:- دلخان صاحب محلہ کسرہ۔ علیگڑھ:- محمد شمسیم الاسلام۔ محمد بنی دینیات۔ سلم یونیورسٹی۔ موگیر:- محمد
 شفیع الزماں صاحب، معرفت ایکٹنگ مولوی ساختہ ہو گیر توپ خانہ بانار۔



عنوان پر نگوری

نہرہ سخن = سیدہ احتصار حسنا

دل میں کسی کی یاد جو آکر چلی گئی
سر حادثات غم کا جھکا کر جلی گئی
اک شعلہ تھا کاظمت غم ہیں چمک لیا
اک برق تھی کہ جسد وہ دھکا کر چلی گئی
اک لجن جان نواز کا یعنی آذین ہے میا
اک لفکی کہ جو ہیں سما کر چلی گئی
ہر چند مجھ پر ٹوٹ رہی تھیں قیامتیں
اک حشر تازہ اور اٹھا کر جلی گئی
سانی تھیلات محبت کو چھپی طریقے
بزم تصورات سما کر چلی گئی
دیوار انگی عشق کو دے کر ناط نو
فرزاد تھیات بننا کر جلی گئی
احترکسی کی یاد کے قریان جائیے
جب آئی اک جواب ٹھکار چلی گئی

تاریخ نگھری

شکاہہ گردش دوراں کے سوا کچھ بھی نہیں
پشمردہ ہیں مگر گوں غنیوں کا چہے چاک گریاں ایسا تی
ہاتھیں چاک گریاں کے سوا کچھ بھی نہیں
زندگی جلوہ جانماں کے سوا کچھ بھی نہیں
دل ہوزندہ تو چراغاں کے سوا کچھ بھی نہیں
اب وہ نہ ہم نہ رہی کھلتے تھے غنچے جس سے
یوں تو میں صحیح گلستان کے سوا کچھ بھی نہیں

علم آنگیں بھی ہے یہ راحت اثر بھی
کہیں ہو تو ہی وہ جبلوہ گر بھی
نیخت درد بھی ہے چارہ گر بھی
طلب کی منزل آخر ہے شاید
اویسہ صبح نوبہ جینے والو
ابھی تک دُور ہے ذہنی خلامی
ہی شاید ہے معراج عبادت
حد آگاہ جس کا ناحن امبو
نمایاں کیاں تم جبلوہ گر بھی
نکاونا ز کا اعجاز..... توبہ
مرے جلوے ہی پاکیزہ نہیں ہیں
مرے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیدو
جمال دوست کے پردے میں عنوان
مجسم ہے مر احسن نظر بھی



اکم عاجز نہ رہا

افسردہ نظارکوں آتا ہے اس طرح گلستان لے ساتی
پشمردہ ہیں مگر گوں غنیوں کا چہے چاک گریاں ایسا تی
کیوں لوگ ہیں اس درجہ آخر نہیں تے تگریزاں ایسا تی
آتا ہے نظر دیجو جس کو دلدادہ عصیاں لے ساتی
جب گھشیں دہر میں جاتی ہے ہر مت لفاق انگیزنا تبا
پھر کیوں نہ یہ زلف تھی اس طرح پریشان لے ساتی
ہتر جھاتے نہ کیوں نیکی کا چمن پھر کیوں نہ بی ریشان چلیجے
و نیا کی زمام کا رئے ہے ہاتھیں شیطان لے ساتی
چھر زینت مغل کیوں نہ بڑھے ہو جائے نہ گلکوں درمان
جب دھوم اٹھاتے گھر تک آزادی انواں لے ساتی

سیرت پاک

سینیں عالم فہری زبان ایں دوں اللہ علی الہم بیوی میں سیرت
مقدار، فہری کتابوں کی پوری تجھتی ہے۔

تاریخ الاسلام

اسلامی تاریخ کے جتنے جست واقعات جو ایمان افسوس
بصیرت کے حال ہیں، مستند و عام فہم، تین حصوں میں مکمل
قیمت پورا (جلد تیسرا)

علم اسلام کتاب

ایمانی تعلیم اپنے پیغمبر مسلمانوں کی شہود ناد کتاب جو چھوٹو
بڑکھل ہے، تابع پیغمبر کی شانگردی ہے جسون، لکش، تجھتی مجدد و محدث ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق

خوبی اول کی تجدید کی پاک خصوصی کوں جا رکھ کر تے، سنت پرودا یات کا جموہ
جسے مولانا ابو محمد امام الدین کے قلم نے دلکش زبان و میان کا جام پہنچایا
ہے۔ اسے بڑھ کر اپ کا ایمان تازہ بوجھ کی قیمت صرف ۱۰ روپے۔

خواہیں اسلام کی اماری

اصحی ہیں یعنی مولانو توں نے کی شاندار کارناٹے انجام دیئے ہیں اس کا
جواب مستند حوالوں کے لیاں افڑیں اور دیکھیں۔ قیمت ۲۰ روپے۔

اسلامی نندگی

اسلامی نندگی کے کہتے ہیں اور اسے کلپن ماضی کی جا سکتا ہے فریت مضمون

حکایات صحابہ

صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے بیان آموز دیاں ان فرمودہ
واتس ات، جن کے مطالعہ سے دوچ تازہ اور سیدکش دہ
ہوتا ہے، تازہ اپنی لشیں مدد طباعت و کرایت اور سعید کاغذ، جلد
دور و پہنچ۔ مالک۔

لا جواب اردو عربی دیکشنری

سب ساخت اللہ تعالیٰ جبھی شہود دیکشنری کے موقوف حفاری
ایسا افضل عبد الحفیظ صاحب مدظلہ کی دوستی جو ای تخلص تعارف
ہے، اپنے ترجیح کرنے والے اور بوجگ شاہزادین کی اساسی
کے بیٹے ایک ایسی دیکشنری تیار کر کے شائع کی ہے جیسی کی جی اردو
لطفاً کا عربی ترجیح نہایت اساسی سے دکھل جاسکتی ہے، اس طرح کی
ڈیکشنری قی نماز کم دیش، تابعی، اور حقیقت دیسے کہ فاضل
موقوف نے ایک ذر دست کی کورہ قاتم پورا کیا ہے۔ دوسری
زبانوں کے خواص افاظ اور وسیع متعلق ہیں مثلاً مکری شیری، تیجی
ویل وغیرہ ان کو جیں جو میت اور آمیر سے شال کیا، لکھائی چھپائی
پاکیزہ، کاغذ عمدہ، بلند ڈست کو، چور دیسے۔

خاصیں نبوی

صحاح شیخ کی شہود کتاب "تریضی" میں صحفہ آہنی
کی بہترین کتاب شاہیں آہنی مکا اور ترجیح اور شریح جس میں
رسول اللہ علیہ السلام کی تخلیق و مورث سنت پر میرت و دادات بالہ
طعام اور زندگی کی جھوٹی سے جھوٹی ماتیں اور کینیات نہایت سمجھ
اوہ مستظریت سے نہ کوہیں، اخلاقی حسن اور عادات شریفی کے
شیدائیوں کے بیان تجھی خاص ہے، ترجیح کے ساتھ احادیث سعی
اعراب شال کتب ہیں، لکھائی چھپائی جعلہ و دشمن کا غنیمہ باری
عہدہ بلند آئندہ روپے۔

حضرت شاہ ولی اللہ عاصم کی روشنیوں کی تائیں اور دلکشیں

خیر کش

رینی لکھات دلطاں اف اور اس اراد جمکن پر عمل بر کتاب، دروغ عنوان
سے بیٹھ کر کی ہے، قیمت بلند تر، دوپے اٹھ لئے۔

شاہ صاحب کے زیارت مناج
فیوض الحسر میں

کے مشاہدات، ان کے خاص
رینگ میں، قیمت بلند ایک روپیہ بارہ آنے۔

تجھیل کی طاہری

(مستقل عنوان)

ما انا علیہ واصحابی حسں پرس اور میرے اصحاب ہوں گے جبکہ شایستہ ہو جائے کہ صحابہ کا کسی نہار کے بعد اس پر عمل نہیں تھا تو اب ہمارا اس پر عمل کرناؤ یا صحابہ کے عمل کے صریح خلاف ہے اس لئے اس فاتح کا ترک کرنا ضروری ہے۔ ہر رہ کرم بخواہ کرنے کی سنت و فتح حقیقی اس سلسلہ کی الحسن کو درود فرمائیجے۔

جو اپنے:-

شام اندر دھمکیدین اور علماء اس پتھر فتحیں اور شریعت نام سے ان احکام کا جو اللہ اور اس کے رسول سے دنیا کو نہیں متعطل کی ایجاد و اخراج کا ساتھ بیعت ہیں بالکل خل نہیں اور کسی بھی امر کو حرج و شریعت قرآن دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی اہل اور نہیں ادا قرآن و منہت ہیں موجود ہو۔ چنانچہ فہمے جس سوڑا و مفضل و فہمہ کو دون کیا ہے اس میں ایک بھی مستدل ایسا نہیں جو خود کی فضیل کی اخراج ہو، بلکہ ہر چیز کے لئے جو ٹھہرائیں اس سلسلہ قرآن و منہت ہی کی اصول و کلیات سے نکالا گیا ہے۔ خصوصاً اصطلاحی جمادات جس تو قسم اکابرین نے ضروری و مفہوم طریقوں کو سمجھا اور شوہر شوہر اپنائے کی سعی کی ہے اور کسی بھی لیے طریقے کو جو عقلاند کریں و مذیدہ ہوئے کے باوجود و مفہوم نہ ہو رکردار ہے۔ چنانچہ تو افضل یا جاماعت ہیں عمل کو کو عقلانہ نہایت اچھا معلوم ہوتا ہے جو مخصوص و معین نوافل کے علاوہ مکروہہ قرار دیا ہے۔ وہی نہ اتنی ہی شایستہ ہیں۔

یہ عمل پر وہی اور نقش قدم پر چلتے کا طریقہ ایں علمتے اسی لئے اختیار کیا گر اگر عقل انسانی کو تھی جیا تو اس اختیار کرنا ٹکر اچادر دیدی گئی تو ایک طرف سب حد انتشار و اخراج ایں جملے کیا گرد و صری طرف غلبہ این امداد کی صحت مطیع مطاقت اور تاریخ کامل کی بحث نہیں زکری درجے میں قانون سازی کی پوجا لئے گی جو درود و رجب قیمع ہے۔

سوال:- از محمد عبداللہ خال

ناز فر صحریاً جمعہ کے بعد اکثر بہت سی ساجدین امام ساجین عالم کے بعد ادا تھر فرماتے ہیں۔ اُس کے بعد مصلیٰن ساجد ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص پڑھتے ہیں اس پر بعض امام ساجین کا یہ استدلال رکھتا ہے کہ یہ فاتحہ سبھی سے اس کے پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے اس کو جو ماجان متع فرماتے ہیں وہ گمراہ اور بیدرن ہیں۔

حدیث شریعت میں ہے کہ۔ مَنْ أَكْبَرَ مِنْ الْمُسْلِمِونَ حَسْنًا مَنْ هُوَ عَيْنُ النَّبِيِّ حَسْنٌ (جیسے علیؑ کو مسلمان پسند کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ الگ ایصالِ ثواب کے لئے ہر دن بلماضہ بھی فاتحہ دیں تو برچ نہیں ہے۔ بلکہ باعثِ ثواب ہے بخلاف اس کے بعض اہل علم حضرات اسی فاتحہ کے مسلمان ہیں۔ فرانس میں کراچی بار الحمد اور تین بار سورہ اخلاص پڑھنے کی تحریر خود محتاجِ ثبوت ہے اور دو صریے کہ جیسے تین اولیٰ جن بالکل نہیں تھی اور بعد میں اس کا ایجاد کیا وہ اخواہ کوئی چوہہ چیز نہیں تھی اور بنی سکتی۔ جو فتنہ اور نہیں نہ تھی اس کو اس بے ہمارا ایجاد کرتا گو یا ایک بدعت کا ایجاد کرتا ہے۔ الگ یہ فاتحہ ایصالِ ثواب کے لئے بہترین تھی تو لیا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام جمیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہم سے کئی لاکھ درجہ زیادہ انبیت اور مجتہدی ہر روز اس طرح لپیٹ رہوں، بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایصالِ ثواب کرتے تھے جب ان سے رہنمائی ہیں تو گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنخواہ باش، صحابہ ایصالِ ثواب کا طریقہ نہیں جانتے تھے۔ جنہوں صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ ارشاد ہے جس کا تصریح ہے کہ تمام فرضتے دوسرے میں جائیں لے گے سو اسے ایک کے اور وہ

ایسی ہی باتوں کے قریب مونگھی بھتی کر دے باتیں بظاہر خوش آئندہ اور پسندیدہ ہوں۔ چنانچہ اس سے کون کافرا نکال کر تسلیم کر سوئے ؟ فاتح اور سورہ اغراض کے پڑھنے کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ جن جن جگہوں پر ان کا پڑھنا شریعت میں متعین کیا گیا ؟ آن ان جگہوں پر بے شکر پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ان جگہوں کے علاوہ ان کے پڑھنے کا حکم مطلقاً جھوپڑ دیا گی تو اس حکم کو مفہوم کرنے کا حق کیسے اختیار ہے۔ فاتح اور سورہ اغراض پر بھتی جاتے اور خوب پڑھتے۔ لیکن اس کا وقت اور زیرِ حکم کے بعد کے بعد کوئی نہ فتحت۔ ورنہ اس شخص کو کوئی کامیابی کے حوالوں کی فضیلت دعافت کی دریں سے تین یا چار روزات کی تفصیل پر بھتی جائے اور وصولی دیتا رہا تے کہ چونکہ اللہ کو طلاق عدد پسند ہے اور رکوح و کجود کی ایسی بھی مساوی ہے اس سے تین روزات کے حوالوں پر بھومن گا!

عبدات کا دارِ مقولات و مرویات ہے کہ عقل ایجاد پر۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ فتحتے صلواۃ البراء اور صلواۃ الریاضت پر۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ فتحتے صلواۃ البراء اور صلواۃ الریاضت اور صلواۃ لیلۃ القدر کو بعدت مکروہ کہا ہے۔ حالانکہ نماز کی فضیلت ظاہر ہے۔ لیکن ان نمازوں کا منقول نہ ہوتا ہی ان کو داخیل بیعت کر دیتا ہے۔ اسی طرح جماعت کی فضیلت اور فوائد کی فضیلت کا اندازہ فرماتی اور پھر یہ دیکھتے کہ نماز کی فضیلت و استفادہ کے علاوہ تو افضل بآجماعت کو فتحتے مکروہ کہتے ہیں۔ یا مثلًا عیدِ الحنیفی کے موقع پر عیدِ گاہ کے واسطیہ میادا از کبیر پڑھنا۔ سخب ہونے کے باوجود غیر الفطری کے موقع پر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یا مثلًا جماعتی کی برداشت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عثیمین روگوں کو مسجد میں صلواۃ الحنیفی پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ بیعت ہے۔ حالانکہ صلواۃ الحنیفی بیعت خود سخب ہے اور مسجد میں جو امام بھی جماعتے خود باعثت خیر ہے۔ لیکن صرف اس سے کہ صلواۃ الحنیفی مسجد میں پڑھی جاتی مقول نہیں عبد اللہ ابن عثیمین صہابی حلیل نے اسے بیعت کے ذمہم لقبت طقی فرمایا۔ یا مثلًا اسم اللہ الکریم ستر کی جیزی ہے۔ لیکن نماز میں ہر جگہ دو کوڑے کے آثار میں ہیں پڑھی۔ ایسی یہ مقول نہیں۔ دو کوڑے جانی ہے۔ سجدے کو دیکھتے کہ عبادت میں عجز و نذل کی بالکل آئندی شکل ہے اور اللہ کو نہیت بھروس۔ اب اگر کوئی عقلانی بیجا دکر کرے بعد دعائے نماز دیکھ سمجھہ ضرور کر لیں۔ کہ کہتے تاکہ برکت و معاویت پڑھ جائے تو کیا

سب جانشی ہیں کہ دینا ہی حکومتوں ہیں بھی قانون سازی کا حق سوائے اختداد اور اعلیٰ کے اور کسی کو نہیں اسی طرح دین میں بھی تلاذن سازی اللہ اور اس کے رسول ہیں تک نہ صد و مدد ہے۔ اور رسول کی مشیت بھی مطابق بالذات ہی نہیں بلکہ حکیم قرآن وہ الشدید عدو لاشریک ہی کے حکوم کا پیچا ہے اور نافذ کرنے والا ہے اور اس کی اطاعت مصلحت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ ان الحکمر لا تکفہ۔ امت کو صرف اتنا فرماتے کہ اللہ کے بدلے ہوتے اصول و مکیبات سے ایسی فرمات اخذ کر لے جو ان اصول و مکیبات کی برعکس کے مطابق ہوں اور وزیرہ کی نفع میں کام مسلکیں۔

اس تہذیب کے بعد یہ بات آپ سے آپی حادث ہو گئی کہ کسی لیک یا جمیہ نمازوں کو خاص کر کے اس کے بعد الفاتح کو دعا کیسا ہے لازم کیا تا یہ جو رسم فاتح اور سورہ اغراض کو متعین کر کے ایک پانی کر کرنا اور تمام حاضرین پر یہ کو اسرائیل کی ذمہ داری میں سے لینا خواہ ظاہر ہے اور عقول اکیسی بھی مفہوم سے بیرون رہے۔ لیکن اس کا تواریخی سلسلہ ہے جس قرآن و سنت پر رسول اللہ اور ان کے اصحاب پاک۔ کے اسوہ حسنے سے اس کا کچھ ہے تسلیم۔ اگر ہوتا ہے ملتا تو غیل بعت ہوگا اور اس کو باتا عده پاہنی ہے اختیار کرنے والے اور اپر اصرار کیسے والے قانون سازی کے ہجوم میں گے۔

رسول اللہ حضرتے ہیں۔ ایسا کہم و محدث ثابت الامر فاد مکمل بدل سے ضمود ہے اور کل ضملاً تلقی اللہ اور الحمد و شکر (خیر و ار)۔ نے امور سے بینا۔ ہر چیز ایجادی نہیں گراہی ہے اور ہر گز ہی کا تھکا جائیں ہے۔

اسی بات کو دوسرا پر لے کر فرماتے ہیں۔ ۵۔۔۔ لدن ش فی امرنا محدث اہم ایس منهج فہرست ڈجیٹس نہیں نہیں دیں میں کوئی ایسی بات نکالی جیں کا کوئی اسرار دین میں موجود نہیں تو وہ بات مردود ہے۔

بھتی بات ہے کہ تجوہ بنے ایسی ہی نتیجی باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہو لفاظ اہم الحجی ہیں اور آدمی بھتی ہے کہ یہ توازن بکھرنے کے قابل ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو افعال صورت دین سے مطابق نہ ہو سنگے اغیر نہ تو کوئی قتل منجز و مشریعہ شہرستان کی کوئی کوشش کرے گا اور کریم ہی تو آنکھ دالتے مائیں۔ کہ کتب تنبیہ کی ضرورت تو اسلامیں

دنی کا فصلہ باطل ہو گا۔

دوسرا یہ سمجھ دینا چاہتے کہ مسلمون پر الفلام استغرق اسلام کے علاوہ کوئی بحاجہ متفروہ کرایہت وید عینت سے خالی نہیں ہے۔ مسلمانوں کا مطلب یہ ہے کہ تمام اصطلاحی مسلمان مراد نہیں بلکہ انسار و کامل مراد ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو واقعہ اللہ کو فرماتے تو اپنے مصیب کو قرآن ہیں فرمایا۔ اس لفظ میں بعد سر تھم جنت التعمیم ۵ افتعال المُسْلِمِينَ حَتَّى الْمُهْرُجِ مِنْ دُورَةِ قلم، دیہ شک پر زیرگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس نہیں کی جاتیں ہیں۔ پس کیا ہم مسلمانوں کو اور جو نوں کو برآ برآ دیں گے ظاہر ہے کہ اس آیت میں مسلمین سے مراد تمام اصطلاحی موسیٰ نہیں۔ کوئی کوچ مسلمان نہ لفظ دو ایجادات تک سے غافل ہو۔ تو بلاشبہ جو نہیں ہیں شامل ہیں اور مسلمین یہاں جو نہیں کے مقابلہ میں پول گھا جوں کا صریح مطلب حقیقی علم بردار بنتے ہیں۔ جیسا کہ المتقدی کے لفاظ سے دعا دخت ہوتی ہے۔ دوسری آیت دُرْرَ الدُّنْ تَعْذِيْكَ الدُّنْ تَبْدِيْلَ الدُّنْ شَيْئَيْ وَ هُدُدَنْ دَرْخَمَةَ تَسْتُوْتِي يَلْمَسْلِمِيْنَ رَاخْلُ۔ اور نازل کی ہم نے تجوہ پر کتب جو دعا دخت کرنے والی ہے ہر شیقی کی اوز ہوا جسٹے ہے اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے زبرداوس کے لئے، یہاں بھی مکمل طور پر اصطلاحی مسلمین سے مراد اتفع مسلمان ہیں نکریہ عمل اصطلاحی مسلمان۔ پہنچان ہیں جس پالیع بول کر فرد کا بن مراد یہ کا طریقہ آشنا ہے کہ اس پر کسی بخشش کی صورت نہیں۔

ان دونوں باتوں کو سمجھ لینے کے بعد دوسری کام مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جن امور میں صراحت دولالت کے ساتھ کوئی حکم خداوندی موجود نہ ہے ان میں اگر اشارہ تو قیاس کے ذریعہ وہ لوگ کسی فیصلہ پر تلقن ہو جائیں جو اللہ سے ڈرنے والے فرماتہ وار بندے ہیں تو مشیک وہ فیصلہ اللہ کے نزدیک حسن ہو گا۔ اسی کا نام اجماع ہے اور اس کی ایک مثال من ایضاً تاریخ کفر و جدال الرزام فی المساجد ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر اشارة اپنی پیش فرمایا اور اسوق کے جملہ مسلمین علی الرجھ و السلام نے اس سے اتفاق کیا۔

اس بات سے بیان کردہ فہم کے لحاظہ جو جمیع فہم اسی تھی کہ ایسا جانتے گا بالل جو گا۔ دلیل یہ ہے کہ اور تمام اصطلاح لئے ان دو سنت کے سینے اسکا حکم ہے تجارتے ہیں تفصیل یہ ہے۔ دو یا تو دوں کہا جانے کے مسلمون پا جو و العذر، اور کو طلاق

انہ جائز ہیں گے؟ بڑے بڑے ائمہ بیعتیں کہی کہ شکر اور حجۃ نہادت کے علاوہ کوئی بحاجہ متفروہ کرایہت وید عینت سے خالی نہیں ہے۔ مصال کلام یہ کہ الگ کی طریقہ عبادت کو اغتیار کرنے کیلئے تاریخہ رسول یا قول رسول نبی صورت ختم کر کے صرف آتنا کافی پوکر دہ جسیز ذاتی طور پر پر ندیدہ و مقدس ہو تو ساری ہم عبادتیں تعوذ باللہ شکر کر کے بعد مددی جا سکیں گی۔ اور کتنی ہی نتیجہ عبادتیں بیجا ہمیشی جو لوگ سورۃ فاتحہ یا کسی اور خاص صورت کی فضیلت و عظمت کی دلیل سے اس کے ذریعہ ایک میعادنی طریقہ عبادت نکالتے ہیں وہ شاید یہ نہیں جانتے کہ اور بھی بہت سی سورتیں ہیں جن کے پڑے فضائل حدیث میں آتے ہیں۔ لیکن اپنی طرف کے کسی نایاب سورۃ کی پا جنبدی اور نصیص دوسری سورتوں کی تقلیل و تحقیر کے مراد فہمیں ہیں؟

آپ کے سوال کا جواب میں محض بھی نہ سکتا تھا۔ لیکن قدسے طول اس نے اختیار کیا ہے کہ میری یہ توجیہات صرف میں نظر معاملہ کے لئے ہی مفید نہیں، بلکہ بہت سے دیگر معاملات میں بھی ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور جن جنیادی امور کو میں بیان کر رہا ہوں الگ ایکسر اچھی طرح سمجھ لیا جاتے تو انشا اللہ بہت سے موقع پر لغزش اور فربت سے پورا جائے گا۔

حدیث مسائلہ اصطلاحی مسلمانوں حسنات ہوں بعد اللہ حسن سے یا بے میں یہ کہوں گا کہ جن لوگوں نے زیر بحیثہ مسائلہ میں اس سے استعمال کر لئے کی تو کوئی شکر کی ہے انہوں نے جان پر حکم یا ناد افتہ حدیث کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ اپنے دعوے کے اثبات میں کسی آیت یا حدیث کی باکل نظر طور پر شہادتیں کرنا ہے۔

سرپرے جس سے پہلے تو یہ سمجھ دینا چاہیے کہ یہ حدیث صرف ان امور عبادت کے باشندے ہیں ہے جن کے لئے قرآن و سنت میں کوئی سکم صراحتی یا دلائی موجود نہیں۔ درہ نہ جن امور میں قرآن و سنت کا کوئی تفصیل مسادہ پروری کا ان کے باشندے کو نہایت اعلیٰ علم متفق ہیں کہ وہ اٹل ہے اور کسی لی نہیں کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ قرآن و سنت کے تفصیل کے مقابلہ میں الگ کتاب میں ایک ایسا کتاب ہے تو قرآن و سنت ہی کا میسا عینہ اٹھ جس رسیج گا اور ساری

سید ہبیت الحجۃ العقیدۃ مسلمان ہوں گے خدا کئے ہی قابل ہوں۔
یہ بات سلوٹ رکھنے کی ہے کہ حدیث اہلسunn عبید اللہ
ابن حمودہ سے روایت ہے اور آپ اپنے درست فہرست کے معاشر
اور بعثت سے بھائیوں والوں میں تھے۔ آپ سے یہ حدیث بھی ہروی ہے
کہ لا جعل احد کم الشیطان شیئاً من خلوتی بری انجھٹ
علیہ ان لا یصرف الا عن یمینۃ للقد رسایت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ایضاً نصراfat علیہ السلام (رسولی و مسلم)
وہ بنی تمیت کو شیطان کو حصہ دار اپنی نماز میں باس طور کا اپنی
طرف سفر کر رکھتے ہی کو لام کھوئے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بار بار اپنی طرف سے مرتبت ہوتے بھی دیکھا ہے۔

اندازہ فرمائی۔ بعد نازد عاکے وقت داہنی یا باشی سمیت
مرٹنے کو انداز پکڑ لیتا ہی حضرت عبد اللہ ابن حمودہ کی نگاہ میں داخل
شیطنت ہے۔ اس سے یہ کلیر معلوم ہوا کہ دین میں جنہیں لکھن دوچہ
میں شائع نہ رکھا ہے شیخ یا ای درجہ میں اسے رکھنا امت کا زیغیہ
ہے مطلق کو مقدمہ کرنا یا خاص کو عام کرنا یا مشروط کو مطلق یا میکا ٹکہ
کو سست اور سست کو واجب ٹکہ کے ہے اب کردینا سب فقط ہے۔
لامل قاری نے اسی اصول کو بایں انفاظ بیان کیا ہے کہ۔ من اسی
علیہ اصرار مدد و بوجعلہ عن ماؤلم یعمل بالرخصۃ فتنه
اصابت منه الشیطان من الاعظال فتیت من اصرار علی
بدعۃ تمنکر۔ جس شخص نے کسی اصرار کو پر اصرار کی اور شدت سے
پایہ ہو اور خست پر گل نیک اس نے شیطانی تاریخ کو رادی جب
یہ حال امر مندوب ہے تو اس شخص کا یا حال ہو گا جو بعثت او منکر
پر اصرار کرے۔ یہ اعتراض کرے جائے کہ اسی کی دین کو قرآن و سنت کو مجھے
کو کے اجماع اور قیاس کے مانند ہیں ہونیکا انکار کر دیا ہوں۔ اجماع اور قیاس
جیسکے مانند ہیں ہیں۔ لیکن اسی حقانیت کا مدار بھی قرآن و سنت ہی پر
ہے اور کوئی بیان اجماع یا قیاس ہرگز قابل تبول نہیں ہے جس سے قرآن و
سنست کے کسی اصول یا فرع کی تصحیح و تردید ہوئی ہے۔ نکسی خلافت شرعاً

امر کو کسی اجماع اور قیاس کے مانند ہے۔ نکسی امانہ خلافت شرعاً
قیاس کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ جب فراغت اور واجبات اور شنس و
محاجات کے مراتب دو ایج شریعہ حجۃ تھیں تھیں کوئی کوئی قیاس
قابل تبول نہیں ہے۔ ملکا خوان مراتب کو بدل بھیتے والا ہے۔ + + +

اور عام۔ بے ہر ہر قدر کوشش میں ہے۔

۲۱) یا یوں کہا جائے کہ تمدنی کے اقبال اکثر مرد رہا ہے۔
۲۲) یا یوں کہا جائے کہ ہر سوچ کے مسلمانوں کی اکثریت مرد رہا ہے۔

تینوں ہی غہوم ہاں ہیں۔ پہلا تو یوں کہ چند بنیادی اصول و
اوکام کے علاوہ کسی امر میں دنیا بھر کے مسلمان تحدیتمال ہی نہیں پہنچتے۔
مشابہ اُس حدیث کی خوب تصدیق کرتا ہے تب میں جھوٹوں نے تیرقوں
کی خبر دی ہے اور صرف ایک ہی کو جتنی برداشت ہے۔

رسراں لوں لے جنمی سے آج مسلمانوں کی قابل اکثریت
صد رابرے دینیوں اور مگر ایوں کو پہنچتے ہیں ہے۔ مثلاً داڑھی مولوی
ہی کیجئے۔ اس حمل تصور کو پہنچتے ہے اسے مسلمان کی اکثر اقسام دینوں کی
جو عجی خارجیں شاید اسی لیے حدیثی ہو گئی۔ اثر وہیتہ مالک سلامیوں
تھا۔ یخرب ہی کو نظفا خشن اور بندیدہ بھی لایا ہے تو غہوم نہیں کو
لخانوں سے مہیا ہے بھی مذکورہ حسن ہے چاہیں۔ دلتوڑ باللہ ملک
تیرساں کو اسلام دیروں میں پہنچ لیتے ہیں۔ یہ عالمی ہے خرافی
نہیں۔ کہما صوتاً ہر۔

چھر عدیشہ مذکورہ کا کوئی بھی غہوم خاتم اور سورہ اخلاص کا
الزمام بعد مالکیتے والوں کو مقدمہ نہیں۔ کیونکہ عام مسلمانوں کی عدوی
اکثریت بھی اس کا حسن نہیں بھی رہی بلکہ اس کو حسن سمجھتے ہیں ایہت
تفہیل ہیں۔ اور جان لینا چاہیے کہ حدیث میں ایہ من تمست
بسنی۔ ہند ضاد اہستی فہم احمد مأۃ شعید الدینی ایت
میں سے جس لے نداد ہست کے نہانیں بیری سنت کو مہبوب طبلہ اعرک
سلیٹ سو شہیدوں کا اجر ہے۔ تو معلوم ہوا اکریب مسلمانوں کی اکثریت سنت
اور ترک سنت میں ہم تھا ہو اس وقت کسی ایک یا چند شاخوں کی سنت
کو اختیار کرنا نہایت ہمار کے۔ حالانکہ اگر حدیث ذیر بحث میں
مسلمانوں سے تمام اصطلاحی مسلمان مرادے لیں تو توہنہ باللہ بعثت
اور ترک سنت ہی کو جذب کرنے پڑے گا۔

دوسری حدیث ہے بدیع الاسلام مغربی اوسی عود کے مابین
غہوم اخطبوطی الفخر بار اسلام کا آغاز ناکسی کی حالت ہیں ہو اور قریب
ہے کہ وہ اپنی حالت آغاز ہی پر لوٹ بلائے پس خوچری پیٹھے تکسوں کو
یہ حدیث بتاتی ہے کہ مس نہانے میں فاسد عقیدہ مسلمانوں میں کثرت
در آئیں گے اور ایج العقیدۃ مسلمان بہت کم رہ جائیں گے توہنہ باللہ بعثت

سوال ۱۰:- ریس آئیوں کے سخط نظر و لفظیں

جذبہ نظری صاحب۔ اگست دسمبر ۱۹۷۵ء کے مشترکہ جمیں میں قرآن قریں کے عروان واسطے سوال کا جو جواب اپنے صفحہ ۲۶ سے دیا ہے وہ اپنی چھالت۔ بلکہ کفر والوں کا آئینہ ہے۔ حدیثون کو ظنی تحریر کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم تحسیلات کے ساتھ نماز پڑھی جاتی ہے وہ سب شکر ہیں زکوٰۃ کی مقدار بھی مشکوٰۃ ہے۔ دغیرہ دغیرہ۔ کیونکہ یہ سپریز قرآن سے ہیں حدیث سے ثابت ہوئی ہیں۔ ”لن“ وہم و شک کوئی ہیں اپنے قرآن پر ہماہنگا و میکھٹے کہ اللہ ہبھائے۔ ان اللطف لایفیقی میں نیت شیعہ۔ اور نہتوں پا دلنا الظنوں۔ ان آئیوں کا صاف مطلب یہ ہے کہ ”لن“ المفوٰضوں خیال کا ہم صنی ہے۔ کیا اپنے حدیثوں کو نفوٰضوں کہتا ہے ہیں؟ اخوس سید حودودیت کا اثر تکشراہ کن ہر اگر بڑات ہو تو اس خط کو تجھیں شائع کر دیجیے۔

جواب ۱:-

جز ایوان ہوں دل کو روؤں کی میشوں جلگد کوئیں!
کیا دو رہے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کی ابتداء بھی؟ اتفہ
ہیں وہ علمی سائل ہیں مانگ اڑاتے ہیں اور مانکل کیوں پاتیں ہائے
اس نسبت کے مختلف مراتب میں جن کا لحاظاً کر کے محدثین میں احادیث
کی قسم کی ہے۔ آخری درجہ صحیح کا ہے۔ لیکن جس حدیث کے راوی
مقصل اور نقشہ ہوں۔ اگر یہ حدیث صحیح خبر و اعد ہو تو تمام ائمہ فیض پر
معنی ہیں کہ یہ فیدقیں نہیں بلکہ طلاق ہی۔ اس لحاظے سے ملکی ساقی
خوار میں بحاستے ”ادلی“ کے ضروری کا لفظ کہہ سکتا ہے۔ بیتی یوں
ملک کہتا ہے ”اسوار القرآن کو اصولاً طلاقی مانا ہی ضروری ہے۔“ لیکن
”ادلی“ کا لفظ میں نے اس سلے کہا کہ بہت سے علماء راجحین۔
لیکن جن میں اب صلح اور ابن نسیر رحمہ اللہ علیہ دلگ شال ہیں۔ یہ
خیال کرتے ہیں کہ بخاری و سلم جن احادیث پر مقصوں وہ خبر و احمد
چونے کے باوجود علم قطعی و تھی کافائدہ دیتی ہیں۔ کیونکہ اس پہلو پر
بیت مجھے سابق تحریر میں بحث نہیں کرنی تھی اس لئے ”ادلی“ کا لفظ انتیا
کیا۔ ورنہ سچ یہ ہے کہ اول تو اب صلح اور ابن نسیر وغیرہ کا خیال
خود تابی نظر ہے اور بہت علماء نے اس کی تردید کی ہے وہ سرے سے
درست بھی مان لیں تو اپنی حدیث بکالے خود پھر بھی تھی ای رہتی ہے۔
کیونکہ ابن ترمیہ غیرہ بخاری و سلم کے الفاظ کو اس وجہ سے منفرد
تھیں تھیں لئے ہیں کہ ان دونوں کوثرت کی سید قبول مثال ہے اور اب ایسا

اللَّهُ أَنْتَ أَكْبَرُ إِنَّ اللَّهَ رَبُّ الْأَمْمَاتِ وَرَبُّ الْجَمِيعِ
لیکن میں لگان کرتے ہوں اگر کہ تھیں اٹھا یا جاتے گا ایک یوم عظیم میں۔
اور۔ وَإِنَّمَا تَنْهِيَةُ اللَّهِ عَنِ الْمُحْسِنِينَ هُوَ الَّذِينَ يُطْمِنُونَ
آئُمَّةُ مُلْقُوا زَيْمَدْ وَالْقَمَدَ الْيَمَدَ ساجون۔ بہت دل کو عدو
دار وہ نماز بخاری ہے۔ لیکن ان لوگوں پر نہیں جو دل پیچھے ہیتے ہیں۔
جو لگان رکھتے ہیں کہ اپنے رب سے ملائی اور اسی کی طرف لوٹائیں۔
اور۔ قاتل الذین نیطتوں آتُهُمْ مُلْقُوا اللَّهُ عَلَيْهِ بُرْدَةً رُكْعَةً
کیونکہ ان لوگوں نے جو لگان رکھتے تھے کہ اپنی اللہ سے ملائیں۔
ان آیات میں کیا کسی جاہل کے سوا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ”لن“

دوتوں ہی اللہ کی طرف سے ہیں اور دوتوں ہیں سے کسی کا بھی منکر بالتفصیل کافی ہے۔

احادیث کو اصولاً ظنی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رواہ جائیے لئے ہی شد ہوں نیکن، جو نایا معلوم نہیں ہیں اس لئے امکان سہو و خطا باقی رہتا ہے اور جب تک کوئی اور امر از انداز اس امکان کو محض کرنے والا نہ ہو۔ تکمیل کو تمام اگر دعا و سلیم کرتے ہیں۔

اب رہی یہ بات کو ظنی ہونے کے باعث احادیث کے ساتھ کیا معامل کیا جاتے۔ تو اس کی کچھ تشریح میں سابق تحریر ہیں جو کہ رجھ کا ہوں۔ اور کچھ یہ ہے کہ تکمیل پر تو کار و بار عالم کا مدار ہے۔ عالمتوں کو دیکھتے آخر جوں اور خاص جوں کے فصل طبقات ہی ہیں تو ہوتے ہیں فریقین کی شہادتیں ظنی نہیں تو اور کیا ہیں۔ مگر مجھ ان کی شیادی پر فصل درست کے اور خواہ بعض صالحوں میں ان شہادتوں کے غلط ہو نیکی درج سے صحیح کا فصل بھی نفس الامر کے اعتبار سے غلط ہو لیکن، اللہ اور بنادوں دوتوں کا قانون حج کو حرم نہیں ٹھیرتا۔ اپس حدیث صحیح خواہ وہ غیر واعدہ و واجب القبول ہے جب تک کہ اس کے تجویں میں کوئی دلیل شرعی مانع نہ ہو۔ واللہ عالم و علم اتم۔

جن طرح سائیں تمہارے "تم" کے معنی "تمہارا غلط" لیکر اغراض فرمایا ہے اسی طرح "ظیح" کو "غلط" کا مقابلہ ٹھیرا اور بعض شیشگروں نے مولانا ابوالا علی سودوری پر بھی مسلسل کی تھی۔ دعائے حکم کا سبب حد اپنہ۔

سوال ۷۔ از محمد عبداللہ خاں نظامی صفحہ اچیرہ بدھخت

آج کل خازنا جماعت میں ایک شخصی تحریک چل رہی ہے کہ امام اور مقدادی جماعت کے وقت مصلی پر مجھے ہٹتے ہیں، جب مکرر تکریک اس جملے سی علی الصنفۃ حی علی الفلاح حکوماً اکر تسلیم ہو امام اور مقدادی خازنا کے نئے نکھڑے ہٹتے ہیں۔ اس طرف آج کل اس عمل پر پھر تھریں زور دیا جا رہا ہے اور یاہنہ کی جا رہی ہے۔ کیا عیسیٰ اور شش احادیث صحابہؓ و ائمہ کرام سے ثابت ہے۔ اور یہ حضرات بھی خازنا جماعت میں مکرر کے وہی جملے کے سنت پر خازنا کو نکھڑے ہو رکھتے تھے؟ فناوی شنازیر میں اس عیل کی بابت لکھا ہے کہ کسی حدیث سے یہ تردید ثابت نہیں۔ یہ چیز عمل سے بر طی کی ایجاد ہے اور اس پر عمل کرنا تردد اور جب ہے اور نہ حرام۔ اپ کی

چ کوکھ صدیقین ہوتا ہے اس لئے یہ اتفاق ممکن تھیں ہوا۔ اس دلیل سے نفس حدیث کا تفصیل ہوتا تھا بت نہیں ہوتا۔ بلکہ قبول امتا و راجح کی تقطیعیت ثابت ہوتی ہے سو اسی کوئی حرج نہیں۔

علمی تفصیل کے لئے ضروری ہے کہ نفس حدیث کی تقطیعیت کو ختم کیسے دالی کوئی اور معاون شے ہو۔ مثل شہرت کہ بعض اہل فتن احادیث مشہورہ کو بھی ظنی ساختے ہیں یا تو اتر کہ وہ اسناد کا ہو باطیقات کا مل ہے یا ممکن کا تمام امت اس کے ذریعہ تفصیل ہونے یہ تصرف ہے۔ اور کوئی نہ ہو کہ قرآن کے تفصیل ہو تو کاموں بھی تو اتر کے تفصیل ہو تو پر ہے پس خازن کی سیاست تفصیلی اور رکوہ کا انصباب اور اسی طرح کی دیگر تصرف علی چھپیں قلعہ تفصیلی اور بے دریب وطن ہیں۔

یہ تقطیعیت نکلنے کو خواست کر کہ احادیث متواترہ کا تفصیل ہے نفسی حدیث کا تفصیل ہوتا ہیں ہے بلکہ تو اتر ایک اصرار ائمہ ہے جو حدیث کی سیاست ترکی اور غیرہ میں داخل ہیں ہے۔ بھی وہ ہے کہ احادیث متواترہ کو واجب القبول سمجھنے کے لئے نہ کسی مسلمان سند کی تلاش ضروری ہوئی ہے ذریعہ ضروری ہوتا ہے کہ الگ مسلمان سند سامنے آئے تو اسکے رواہ پر اسی طرح حرج و تعدیل اور نقاو و نظر کی جانبے جس طرح اخبار احادیث میں کی جانی لازم ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ایسا ہے کہ جس اعمال و افعال پر تو اتر اعلیٰ ثابت ہو یا جس عقائد پر صحابۃ و تابعین تعریف و تصدیق ہوں ان کے لئے اگر حدیث صحیح درج باعتبار سند) شطب بھی دو یقینی ہیں۔ تب صاف ظاہر ہے کہ احادیث پر ہوتا تھا کا تفصیل ہوتا تھا افسوس حدیث یعنی اسناد و ادایت کے اصل تھی ہونے کے منافی ہیں ہے۔ بلکہ اس کا توجیہ ہے۔

اور "اسماہ القرآن" کے جو الفاظ میں نے خیری سنت میں استعمال کئے ہیں ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس حدیثوں کی نسبت حصہ بھگ طرف یقیناً درست ہو وہ بھی ظنی ہیں۔ فوز باللہ من ذالک۔ میں نے یاں کہی کہا ہے اور یہاں بھی کہا ہے کہ دینی امور میں رسول اللہ کو کجا کا داد اور واجب القبول ہیں اور علم کے اعتبار سے قرآن کے برادر ہیں کیونکہ قرآن ہی نے یہ حکم دیا ہے کہ رسول جس بات کا حکم ہے اسے افسوس تر نہ کرے اس سے رک جاؤ۔ قرآن ہی نے بنایا ہے کہ رسول ہوئے نفس کے تحت کچھ نہیں کہتا بلکہ وحی کے تحت نہیں۔ صورۃ قرآن دھی مسلو اور احکام رسول دھی غیر مسلو ہیں۔ نیکن علاؤ الدوں ہر یاہنہ پر یوں کہ

مرادیت حقیقی تردی قدر ہے جن یوں ہے کہ جنک بھی نہ کہ جو خرچت)۔

اس پر مالکی قاری سے مشکل کی شرح میں یہ لکھا رہا ہے کہ شاید رسول اللہ امامت شروع ہونے کے بعد جو ہے سے باہر آئے تھے اور خواب میج دیں اُس وقت داخل ہوئے تھے جب امامت کیوں والا حقیقی علی الصلاۃ کہنا۔ اسی کے قریب تریں اشعت المدعیات ہیں ہے۔ پھر حکم الرائق ہیں یہ ہے کہ الٰہ امامت شروع ہونے کے بعد کوئی شخص میج دیں داخل ہو جائے کہ بھی جانتے یہاں تک کہ امام پر حصہ پر کھڑا ہو شرح قایم ہیں مجید یوں کے ساتھ امام کو شامل کیا گیا ہے۔ یہیں بالکل نہیں سمجھا یا کہ اس سے بدقت امامت کسی خاص جملہ پر طلب ہونے کا استحباب کیسے نکل آیا۔ اور امام کے طبق ہے کہ تو اس سے بخوبی فعلن ہی نہیں۔ سخاری نے اس کا عنوان یہ رکھا ہے۔ باب منقی تقویمات اُس اذار اذ الامر ہم در لوگوں کو اس وقت کھڑے ہو ناچاہئے جب امام کو دیکھ لیں،

سلم کی روایت ہے:-

ان بلا احکام لا یقون حقیقی بخراج النبي صلی اللہ علیہ وسلم دباؤ دعامت کے لئے نہیں کھڑے ہوتے جب تک کہ حضور کو نکلنے نہ کیجیں۔

صحیح بیہقی ہوتا ہے کہ حضور سولہ کوئی نے لوگوں کو اپنی آمد سے پہلے کھڑا ہوئے اپنی خاص نظریت حرم و کرم کے تحت منزہ رکھا کر بادا بھی کی شعویت ہیں ویرہ ہو جاتے تو سب لوگوں کو کھڑے ہوتے کی لکلیف اٹھانی پڑے۔ این تینوں نے اسے سو باب ذریعہ کی زیل ہیں لیا ہے۔ یعنی حضور کی صافیت کا منشاء یہ تھا کہ کسی آنسے والے کے انتظار میں کھڑے ہئے کی کسی فوج نہ پڑ جائے۔

بچھے امام بالکن اور جمہور علماء کا قول پسندیدہ معلوم دیتا ہے اور میر اقیاس ہے کہ حقیقی علی الصلاۃ یا قد قامت الصلاۃ پر کھڑو ہونے کا حکم قیام کی آخری حدود نہیں کہ شروع سے کھڑے ہوئے کی تھے مطہراویں نے بھی درخوار کے حاضر بر ایسا ہی کچھ الصلوٰۃ۔ و اللہ اعلم بالحق اس موضوع پر اور بہت کچھ کہا میں سکتا ہے یہاں صرف لئے ہی پر اتفاق کرتا ہوں کہ صحیح صورت صحیح جائے میکن، مستحب یکلے تحریک چلانا اور لوگوں پر شدت کرنا درست نہیں ہے۔

تحقیق اس بارے میں کیا ہے؟ مفصل روشنی ڈائیٹ۔

جو ابتدی :-

عاجز کی تحقیق اس یہ ہے کہ حقیقی علی الصلاۃ تک ۱۴۰۰ مکالمہ چادر ہتا تو کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ البته مقدمہ یوں کے باب میں مختلف احوال ہیں۔

امام بالکن اور جمہور علماء کا ہے کہ قیام کے لئے کوئی حد منعی نہیں ہے، البته صحیب ہے کہ جب امامت شروع ہو تو سب کھڑے ہو جائیں۔

محمد بن المسیب اور عرب ابن عبد العزیز کہتے ہیں کہ جب متوفی روح شخص امامت کرہے یا ہے یعنی مقیم اللہ الکبر کے لوقا م دا جب ہے اور جب حقیقی علی الصلاۃ ہے تو عقولوں کی درستگی ہو جاتی چاہئے اور جب لدالله الاله اللہ کے وام کو تکمیل کر دینی چاہئے۔ حضرت الش رضی اللہ عنہ قد قامت الصلاۃ پر کھڑے ہوئے۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ غرائب امامت کے بعد کھڑے ہوتا مستحب ہے۔ امام احمد، رکنی ہیں کہ قد قامت الصلاۃ پر کھڑے ہو جانا چاہئے۔ یہی قول رذیخہ کا بھی ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام حشمت کہتے ہیں کہ حقیقی علی الصلاۃ پر کھڑے ہو جانا چاہئے۔

عاجز تحقیقی شخص کے بعد حسین تجویہ پر اسجاہ ہے وہ یہ کہ استحباب کا خوبی الگ منکل حقیقی پر اسجاہ نہ تب بھی اس پر اصرار اور اسکی پابندی تکرے دے بے پر تکریں کرنی چاہئے۔ مستحبات پر شدت کوئی سے عوام علطا فرمیں جتنا ہوئے ہوں اور مستحبات پر تکلیف و اصرار مکمل شرعاً نہیں ہے نہ اس باب میں تحریکیں جلانی چاہئیں۔

امام کے لئے بھی جلوگ حقیقی علی الصلاۃ تک بیٹھے رہت مستحب قراریتی ہیں ان کی بات فاسکار کی بھیں نہیں آتی۔ ان کا مبنی سلم و سعادی کی یہ حدیث ہے:-

عن ابی قتادہ قال فی ال	لما بعثه نَبِيُّهُ كَفَرَ بِإِيمَانِهِ وَأَنْهَى
سلیمان	سَوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ	مُلِمَّةً وَلَمْ يَرُدْ كَفِيرًا قَاتَمَ كَمْ جَاءَ تَ
اذ اقامتم الصلاة	مَتْكَلِّمًا مُؤْمِنًا وَقَاتَمَ مُبَشِّرًا
کِبِيجَهْ نَدِيْکَوْ دَوْ اَیْکَ روایت	فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرْدُنَیْ (روایت)

ان اقوال و اعمال کو کہتے ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

اہل اسلام کو یہ بات اچھی طرح ذہنیں کر لئی چاہئے کہ بعض کتابوں کو "صحاح" کہنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اسی کتب فتح مجید یعنی "غلط" ہیں۔ مذکور مطلب ہے کہ "صحاح" میں آئی ہوئی ہرروایت دوسری کتب کی ہرروایت کے مقابلہ میں زیادہ ثقہ اور برتر ہے کی کتاب کو "صحیح" کہنا اصل میں "مجموعی" اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ ذیلی لفاظ است۔

ایک مقلد صحاح کی کوئی کتاب دیجئے ۔۔۔ یہ سوال سمجھیا ہے۔ ہر کتاب حدیث اپنی جگہ معزز و محترم ہے اور بخاری و سلم کے تو کہا کہتے کہ انہیں قولِ امت حاصل ہے لیکن، کتب احادیث سے برا و راست مسائل نکانا اور اجتہاد کرنا بہت کم لوگوں کیستہ ممکن ہے۔ یکوئی حدیث کی بعثت صرف منہ کے صحیح ہونے کا شہود ہے پر ہر شتم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ اس سے متعلق اور بہت کم ایگیں اور ہم باشان پاہیں ہیں۔ جو لوگ حدیث و قرآن اور اصول و فن اور نماخ دعسوخ اور طرق اجتہاد و استنباط کا علم حاصل کر کے تحریر علمی کے درجہ میں پہنچ جائیں ہوں انہیں مسائل شرعیہ میں ہمارے کام کے تقدیر اجتہاد پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ نہیں کریں گے تو بالیقین گمراہ ہوں گے۔

ضروری اعلان

اپریل میں اور جون ماہ کے تعلیمی میں مولانا مامعثمانی نے چند مسائل پر مقالہ و مسئلہ افتتاحی کیے۔ انکی اہمیت کی پیش نظر انہیں ہمیں کچھ پرچے فہرست ایڈیشن میں شامل کیے ہیں جو کہ محدود ہو ہی ہیں۔ یا انہیں سے کوئی بھی پوچھہ رہی پرچہ کے حساب مطلب کر سکتا ہے۔ ناظرین کے تعاون کیلئے اتنا عرض کروئیں مانساب ہو گا اکان شمار و نہیں مدد و بذل دینی مسائل پر کلام کیا گیا ہے دام صحابہ مجاہدین ہیں (۱) حضرت خواجہ اکی پیدائش کے بلکے جیسی مسلم کی دی ہوئی مکمل معلومات (۲) خلیفہ عہدی کے تھیں کی شرعی حیثیت۔ ان نیتوں موضوعات پر مولانا نے سیط اور سیر جامیں افتتاحی کیے۔

منیعراج جعلی دیوبند

سوال ۶۔ دیپٹا، موطا امام مالک

کتاب موطا امام مالک سنن کے اعتبار سے بہت محترم ہے اور بخاری شریف سے پہلے ملک قرن شاہزادیں لکھی گئی ہے۔ بھر کیا بات ہے کہ بخاری شریف کو امتحان کتاب بعد کتاب اللہ قرار دیا۔ موطا شریف کو صحاح میں بھی جگہ نہیں۔ ایک مقلد کے لئے صحاح کی کوئی کتاب دیکھنا ضریب ہے؟

جواب ۶۔

پہلے تو جان لینا چاہیے کہ اصلاح حدیث میں "صحیح" کے دھنی نہیں جو اور دو میں شامل ہیں اور جو "غلط" کی صدیں۔ بلکہ حدیث "صحیح" اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی مندرجہ سے آخر تک شامل ہے۔ اور تمام راوی عادل و مطالب اور نقشہ ہوں اور ہمیں کس طرح کا شذوذ یا اعلت نہ پائی جاتی ہو دشذوذ و ملت کے کہتے ہیں اس بحث کوہاں جانے دیجئے۔ جب کوئی نقادی پہنچے کہ فلاں حدیث "صحیح" نہیں ہے تو اس کا یہ طلب نہیں ہو اکتا کہ فلاں حدیث "غلط" ہے۔

صحاح و صحیح (صحیح)، ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں تمام روایات صحیح جمع کی گئی ہوں اور منقطع یا مرسل یا بعضی یا ضعیف روایات سے پہنچر کیا گیا ہو۔ پاٹے طور پر تو یہ تعریف بخاری و سلم ہی پر صادق آتی ہے کہ ان کے مترجمین رحمہم اللہ علیہم اے جو اہم کیا وہ کسی دوسرے نے نہیں کیا۔ تاہم ترمذی ابو داؤد ایں ماجد اور سالم کو صحیح علماء نے ان کے حصہ فالب کا اعتبار کر کے "صحاح" ہی خار کیا ہے۔ ان میں غیر صحیح احادیث ہیں ضروری لیکن، اتنی کم کہ احادیث صحیح کے مقابلہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں چنانچہ "الفتاہ حکم المکن" کے ناظر اسے انہیں "صحیح" نہ کردار دینا غلط نہیں ہے۔

رہی موطا امام مالک تو اس کی عظمت و اہمیت سے کیا بحث اسکارے۔ شاہ ولی اللہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام شافعی اور امام محمد رحمہم اللہ علیہ نقاہت کی بنیاد ہی یہ کتاب ہے۔ امام فوی (شارح سلم) اور ابن عربی وغیروں نے بھی اس کی تعریف میں بڑی نیاضی برداشت کیے ہیں، اس کو "صحیح" نہ کردار دینے کی دو وجہیں۔ ایک یہ کہ اس میں مرسل منقطع اور موقوف روایات کافی ہیں دوسرے اس کا معتقد یہ ہے کہ اس کی عظمت و اہمیت سے کافی ہیں دو وجہیں۔ آثار اصطلاح میں ان اقوال و اعمال کا نام ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے منسوب ہوں اور حدیث اصطلاح میں

سرحدِ شرک کر بلہ

اذ۔ ابوظہور شیخ احمد (نامذیر دکن)

ان اشعار میں خلاصہ اقبال "عقل و عشق کی بنیاد پر تعمیر ہوتے
ہالے دوست خدا کو راہوں کو مقاٹلہ پیش کرتے ہیں "عقل" کے نظر
کو انہوں نے اس بھروسہ عقل کے معنی میں استعمال کیا ہے وہ تو
اللہ سے سبیے نیاز ہو کر اسے یا از کہرا پی زندگی کا لاثت طاکر کرنا
چاہتی ہے اور "عشق" اس قوت کا نام ہے جو عقل کے وحی الہی
کے ذریعے منور ہوئے بعد رخوان کے اپنے الفاظ میں "کائن
فریان نظر" کو نئے کے بعد انسان کو حاصل ہو آتی ہے، صاحب
عشق ہے عقل نہیں تو ابکری عقول نہ تو ہے اور حاصل ہیں عقل و مر
ہیں تو تاہم کیونکہ اسکی عقل سیدھی ہا سرہڑھائی ہے اور ادھار مر
بیٹھنے سے غفوڑا ہی ہے، محنت و ملامتی اس شخص کا حصہ ہے
جو خدا کے حق و قیوم کے ساتھ عمدہ قادری اتناوار کرتے ہے اور انہیں
کسی سوال اور کوئی ہے کہ خدا کے ساتھ ایسکے خوبی و بیخ و خشش
اور تجارت کا ایک معاملہ ہے اور نہ۔ شخص خدا کی وقار و احترامی کا
لطفہ ناہی تھا فریان انسان" کے زیرِ عنوان اقبال فرماتے ہیں:-

عشق ناپید خودی گردش مرد ناد خر، کو تلخ فریان انظر کرنے کا
لئے اور فاعصلی اوفِ محمد کھدر (سورة بقرہ کو ۴۵)
کلمہ اون اللہ اشتری من الْعَوْنَیْنِ قسم و ام الْمُعْنَیْنِ الْمُعْنَیْنَ
یقابلو (فی مسبیل شَفِيقَتِنَ وَ تَقْلِيْنَ صَلَّیْتَ عَلَیْنَیْتَ الْمُوْطَهَّدَ کَلَّا خُلُوْنَ
وَ الْقَرَانَ حُنَّ اُوْنَیْ اِعْمَلَنَ هَنَّ اُتَقْبَلَنَ سَبِيْعَكَ - الْأَنْزَیْ الْمُجْمِعَهُ
وَ الْأَنْجَوْهُ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورة کوہ رکعہ ۲۳)

کلمہ یا ایسا اللہ نامہ تو اعلیٰ چاروں نجیبکم میں عن آن
المیحدت و ممنون با افلاہ و رسولہ و محبی احمد و محبی سهل ابا علی المکرم

ملامہ؛ تعالیٰ سے اپنی مشہور بیت قول شفیعی "رہو زبے خودی"
میں "در عین حریت اسلامیہ در تحریر حادثہ کربلا" کے عنوان سے ایک
تسلیم کوئی پر جیلوں حریت اسلامیہ کے معنی بحاسیتے ہو سے ادا افقل عشق
کو انہوں نے اس بھروسہ عقل کے معنی میں استعمال کیا ہے وہ تو
اللہ سے سبیے نیاز ہو کر اسے یا از کہرا پی زندگی کا لاثت طاکر کرنا
چاہتی ہے اور "عشق" اس قوت کا نام ہے جو عقل کے وحی الہی
کے ذریعے منور ہوئے بعد رخوان کے اپنے الفاظ میں "کائن
فریان نظر" کو نئے کے بعد انسان کو حاصل ہو آتی ہے، صاحب
عشق ہے عقل نہیں تو ابکری عقول نہ تو ہے اور حاصل ہیں عقل و مر
ہیں تو تاہم کیونکہ اسکی عقل سیدھی ہا سرہڑھائی ہے اور ادھار مر
بیٹھنے سے غفوڑا ہی ہے، محنت و ملامتی اس شخص کا حصہ ہے
جو خدا کے حق و قیوم کے ساتھ عمدہ قادری اتناوار کرتے ہے اور انہیں
کسی سوال اور کوئی ہے کہ خدا کے ساتھ ایسکے خوبی و بیخ و خشش
اور تجارت کا ایک معاملہ ہے اور نہ۔ شخص خدا کی وقار و احترامی کا
لطفہ ناہی تھا فریان انسان" کے زیرِ عنوان اقبال فرماتے ہیں:-

گر دش اب نہ جو جو لست
ہوں از عشق لست، شفیع از عشق لست
عشق روا نا مکن ما مکن ا لست
پاک تر جو لا اک تر جیا ک تر
عشق چو گاں باز میدان عمل
عقل بختا لست و دلے ی زند
عقل صیدا زور پا ز افکست
عشق لاس زنی زان زم دشکست
ای کند تغیرتا دیاں کست
عقل چوں با دست اطال چہا
عقل کیا ب دبها، او گاں
عشق عریان از بساں یون چند
عقل قلم از اساں یون دچند
عشق گوید اسخان نوش کن
عقل سیکرید که خودیش کن
عقل با خیر آشنا ز اکتساب
عقل گوید شاد شویا با دشو
عشق را آلام ایمان حریت لست

مصنوع کو پورا کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ خون بہانے پر امادہ رہتا ہے۔ کبھی تکہ اس کے مقام دہ مصباح پاکیزہ یا سوئٹر ہیں اور خصوصی کی خاطر درہ عقل سے لپیز زیادہ بھرتی اور جہا لکی کے ساتھ خون بہانہ سے اس مواد میں اس کو کسی کا خوف و باک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خوف تو اس کے ذائقے میں داخل ہے۔ جہاں خدا کا خوف خوانی میں تباہ کیا گی۔ خوبی کا خوف ہری جعلی ہے نہیں۔ وہ دراصل ”میرے ہزار اس کی ایسی قسم ہے۔

عقل میدان میں میں بہت شست حام ماقع ہوئی۔

یلمہ بسا اوقات تو بے عمل رہتا ہی اس کے تردیک تمام صلح تو نکی ہے جان سے کوئی بھی شہد وہ اساب و ملہ سکتے تھے وہیں میں اعتمتی بریتی ہے، اور ہر سبب و مسرتے سبب کو پیدا کرتا ہے، بہانے کے اس کے حق میلان وہ اسی ہر سبب کو کرہ جاتی ہے، برخلاف اس کے حق میلان عمل کا شہر سوار ہوتا ہے کوئی کوئی اس کی نظر اساب سے گزر کر مبتسب کتاب جاتی ہے اور وہ جاتا ہے اساب کا اللہ یعنی سب سے بدلاں بنیا کے ادنی سے اشانہ کا خاتم ہے اس یعنی وہ سرچھی پر کریمیان میں نکلتا ہے اور یہاں بال اور دھانلان تک کافی تھی لگاد رہتا ہے حقیقی کو شکار کرتا چاہتا ہے اپنے زور بارو سے کرتا ہے وہ جاتا ہے کہ اس کے یا ز دیں خدا کی وقت بھری ہوئی ہے اور اس کی تائید نہرت خدا سے اپنے زندگی ہے۔ پھر اسے کیا ضرورت ہے کہ دو دن کا درجہ دھاران کر کے آئے اور دھوکا ویکھ پڑے تو دو دن کو مغلوب کر لے۔ وہ مکاری کو عقل ہی کوہارک ہی بھیش ما احمد گلز میں کے ذریعہ رکھنے کو بھانتے کی او شش کرتی ہے، عشق جس کو دشمن کر لیا اس سے صاف کھدو گیا میں تکہنا اور اس بوس اور یہ سے پاس رہ سکی اور دشمن کے بیرون ہیں۔ پھر بالا میلان میدان میں

”لله کا الہ کا اک الہ“ کے زیر عنوان اقبال فرماتے ہیں:- یہاں دو دلختا نبایہ شد و یوں دعا:- یہاں ذہم دگران، کمال را لگا افسوس!

ملہ اقبال کہتے ہیں:- طبع علم راجحت قاہر است + مسلم ادعا مشتی بناشد کا فراست = ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

اکہ ہوش تو پے کفر بھی مسلمانی + زہر تو مرد مسلمان ہی کا فروزندریں - گلہ اقبال فرماتے ہیں:- آئین جوان مردان حق کوئی دیبا کی + اللہ کے غیروں کو ذاتی بیس رہا ہی۔ گلہ خوف حق خوان رہاں است دوس + خوف فیر اسٹرک بہاں استیں شہ فلم تقتلو ہم (لکھن اولہہ قتلہ مگر عدم ادبیت اذی و بیعت ولکھن اولہہ رضی دسوہ انفال رکو ۲۲) لٹھ فلٹھ لٹھ لٹھ لٹھ لٹھ لٹھ

حوالہ ذی ایل لومینس و دب المخونین (سورہ انفال درکو ۸۰)، دھان حما علینا نصیحہ المونین (سورہ رعد رکو ۷۵)

ھٹھ کھنہ ایک مبید ابینا و بیستہ مل العدلا و لہ والیعضاوا بعد احتجی تو متوہی اللہ وحدہ (سورہ محمد رکو ۱۸)

حق خوشی خوشی اپنی گردن میں فالت ہے۔ وہ جنمائی در جنمائی، مریتی اور غیر مریتی مادی و غیر مادی تمام مجبور دوں کی خلافی سے تجزہ ہو جاتی ہے، یا مال دو دلخت رہنا اور دشمنی ہو دو دشمنے مجبور دوں کے مقابلہ میں اپنی عمارت کرایہ کے چھوڑتے ہیں اور جن کے اس تاریخ پر ہر عاقل و سفیر چکنے لیتا ہے، لالہ کا انتہا راستہ ہے۔ کے ساتھ ”ہنمان قدم و گل“ سے زیادہ حیثیت تیزی، سیکھی کی تاریخ میں ایک ایسا نمبر ہے اور اس کی وجہ میں ایک ایسا نمبر ہے کہ ختنہ کی فوجی سیاسی غلامی سے چھوڑ کر اساحصل کر لینا۔

مشق اسی دفتہ تک میں سے نہیں بیٹھتا جیسیک اس حریت سے چھکا رہا ہے، عشق کا اگر مانند فرش کر لی جاتے تو تیرت و ازدای کا سازاباں ہے۔ اس حریت کے بغیر پہلے تو عشق پیدا ہی نہیں ہوتا اور اسکی دھرمیں انسان کے رپریس کو پوری بھی جاتے تو اس کی مثال ایک بے جس درجت و داشت کی سی۔ ہے تو کہیں کھڑے ہے در راست پہنچا ہے اور نہ سار کو منزل مقصود تک پہنچا ہے اور من کے درجہ کی ساری برکات اسی عشق کے طفیل میں ہیں اور عشق کی کیفیت درجہ میں ہوں ہی میں پائی جاتی ہے، جس کا فرکا دل ان کی یقینات سے بہرہ نہ ہو جائے اس کا کفر مبدل ہا۔ سلام ہو جائے گا اور ایک شخص خوبی اور عونوں کے اعتبار سے تو ”مسلمان“ ہے لیکن اس کا دل ان کی یقینات سے خالی ہے تو وہ اصل و حقیقت کے اعتبار مسلمان نہیں بلکہ کافر و زندگی ہو گا۔

مشق کی بدو دل مسلمان ایک ایسی قوت قاہرہ کا بالک جلتا ہے کہ جن کا مول کو مشکلات اور خواائن و موانع کی بنا پر نہ لگن سمجھتے ہیں انہیں وہ لگن کر دکھاتا ہے، عقل اسینے مقادیر دوست و مقام اسکے پیش نظر خون بہانے میں دریغ نہیں کرتی لیکن عشق لیکن مقاصد

”لله کا الہ کا اک الہ“ کے زیر عنوان اقبال فرماتے ہیں:- یہاں دو دلختا نبایہ شد و یوں دعا:- یہاں ذہم دگران، کمال را لگا افسوس!

قائدہ سے کوچھ گاؤں ہوتی ہے وہ کیا بھوتی۔ بے ارجنک باب
ہوتی ہے وہی گاؤں بھی ہوتی ہے۔ عقل ہمیشہ نہ پوندیت،
کیتے اور کیوں اور کیسے ہی کچھ بھی نہیں بھی اڑھی ہے جس سے
تلکنا است لصیب نہیں ہوتا، بلکہ اسی ہجوم و چند کی اساس پر عقل
کی استواری تھرپے، مگر عشق اس ہجوم و چند کے لیے اس سے عماری
ہوتا ہے، اپنے بالکس کے صریح احکام تو ایک طرف اگر اسے
خواب میں بھی اشارہ کر دیا جائے تو وہ بیداری میں استکھ رہا۔ ان
کرگز نے کوئی رہ جانا شکست، الگ بالک کی طرف سے پہنچے
ابلاقوں کا نہیں ہوتا۔ یہ ہجوم پر اسکے پھر ہیں پڑتا
بلکہ پورے شہادت قدم کے ساتھ ان سے عجده، را ہوئی کوش
تیں لگ جا کر ہے اور بالآخر امت کا شرف حاصل کرتا۔ عقل
کی خایاں صفت اس کی خود تھاتی ہے، وہ ہر زمان میں خود بینی
ذخیر نہایت ہی کی تعلیم دیتی ہے۔ مگر عشق پہنچ آپ کو ہانپہ اور
تو سنتے میں لکھا رہتا ہے، عقل اکتساب کی وجہ سے اپنے سے بخیز
ادمیروں کی آشنا ہوتی ہے مگر عشق خدا کے فضل کا ایک کشمکش
اس میں اختبا نقش اس کی خایاں صفت ہوتی ہے۔
عقل اپنی خود و نظری کے باعث "شاد رہا" وہ سبھی کو ٹھیک نظر
ہتائے رہتی ہے، اس کا نسلسلہ ہوتا ہے۔

بآہرا بعیش کوش کر عالم دیوارہ نیست
یا... خوش باش و مے کو زندگانی نیست

اس کا نظری ہوتا ہے۔ ماہیت کی خبر خدا جانتے
اپ تو اس سے گذرتی ہے۔۔۔ عقل اس شادی دیواری میں
اک گپتی کچھ نہیں جانتی مگر عشق کے تردیک زندگی و ہیں ہے وہ
خدا گی بندگی میں گزرے وہ اس کا معتقد ہے زندگی ہے بندگی
شر مندگی، اس کا کہنا ہے کہ ایک کی زندگی کو اور میں ازا وہ جو جا
لے، ذا فاقہ غرّم تھوڑی مغلی للہان ٹائمب ملتوکیں، اسرہ آں میلان د کوئی، اسکے مذاقہ البکاشیت۔۔۔ مری غیریں صفر ہے اک صحتے ابی کی
بیولی بری خرس کا ہے خون گرم دھقاں کا ۳۔ علامہ عالم اقبال اپنی شہر اور دلخیم خضروراً ہیں فرماتے ہیں،۔۔۔ گفت دی جریات کہ کہا باداں کند
می نہالی اقل اس بینا دیوریں کند،۔۔۔ مولا ناروی کے اپنے اتفاقاً ہیں،۔۔۔ جوں ساس عاذ لوزانگند۔ اولیں بینا دیواری کند کھی خسر کا
شعر ہے:۔۔۔ جان ما راقیت خو گنگہ۔۔۔ نفع بالا کن کو روانی ہنوز ہے خاما ملتمعہ، السعی قال یا یعنی اتنی اری فی اهذا مامی افی افی جملہ، ذا نظر ما ذا
تری قال یا یافت، فعل ما توصیت متجدد فی انشاہ اللہ من الصابرين، ظلم اساساً مأولۃ العجبین دنیا دینا، ان یا ملہ ہیم قد صنعت
الرُّسْیَا، اتَّکَذَ اللَّا وَجْزِی الْحَسَدِ، ان هذَا الْحَوْبَابِ لِلْمُبِینِ وَفَدَرِنَا ابْدَیْ، بِحَلْلِمْ وَتَرْكَنْ عَلِیْلَةِ الْأَخْرَنِ، سَلَمْ مَعْلِی ابْرَاهِیْمَ لِلَّا وَجْزِی

آکے چاہیدہ نہیں کو مار گئے ہیں، بیوں نکل عقل کا سارا بیوں نے خوف و
خلا و ریک دشیب کے ادھے ہی کی کہ اس کے میں لوٹے "سید"
کو از دیدار و متھے مار گئے کا وہ حوصلہ کریکے، برخلاف عشق کے
کہ "عزم و عین" کی صفت اس سے مقابلہ ہی نہیں ہو سکی، بلکہ
عشق عزم و عین ہی سے عمارت ہے، اس کے عزم میں عین
کی زیر دست طاقت اسی لیے پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ سب سے
بڑے طاقہور حاکم کا دامن تمام ہے۔ عقل کے تعمیری کام
میں بظاہر بہت بچک دیک اور شان و شوکت رکھاتی وہی ہے
گریجوں کے میں کی تحریر اور بینا دہوتی ہے یا انہی میں کمزور اور غلط
بینا دوں پر قائم ہوتی ہے اس سے خوبی کی صورت
ضھر ہوتی ہے اور نیغمہ میں ورنی وہی بادی کے وحشت تاک
اگر بیطل کی بینا دوں کو دھاتا ہو اور مطرداً تاہے تو مرض اس میں
کہ اس کی جگہ حق کی فلک یوس عادت بھٹکی ہے اور بینی ردن و
آبادی سے دنیا بھر کی آنکھوں کو چکایا ہو نہ کر دے، میں سکان
کی بینا دڑا سلے کے لیے خردی ہوتا ہے کہ بینا دڑ کوکوکر
پسینک دیں، پس اگر چچپڑے دیانی کا منتظر میں اٹاہیں لکھ کی
مشتعل اور پہاڑ رہا بادی ساری دنیا کو جیرت دیں ٹالدی ہے
عقل دنیا میں کوئی طرح اندان ہے یا کن عشق کی باب ہے اور اسکی
ثابت گی بہت زیادہ ہے۔ ہو اماں کرنے کیلئے کچھ خوش نہیں
کرنا پڑتا، عقل بھی ہر شخص کو کمی کوئی نہیں کرے اپنا کام نکالتے کی عادی ہے
جانا ہے، مگر یوں کہ وہ مکاری سے اپنا کام نکالتے کی عادی ہے
اس سے قوت بھی زیادہ نہیں مانگتی، برخلاف اس کے عشق
انسانی جان و مال کی بہت بڑی قوت طلب کر نہیں اور پھر بھی
"زخم ہا لکن" کا نعرہ لگاتا رہتا ہے اس سے وہ کیا ہے

الحسین، اتَّهْ مِنْ عِبَادِ الْمُؤْمِنِينَ (سورة صافات درج ۳۴)۔ وَإِذْ هُوَ مُرْسَلٌ إِلَيْهِ رَبُّهُ مُكَلَّا، ۳۵۔ فَإِنَّمَّا مِنْ قَالَ رَبِّنِي جَاءَ هَلْكَلٌ

نے حضور امام کی سیاست سے پہلے خداوند مطہم علیہ السلام کی شفیقت و نعمت کو سمجھ لینا چاہیے۔ حضرت حسینؑ کو وہ ظاہر حکومت و سیادت کا کوئی مقام صاحب نہیں ہوا تھا۔ اس کے

باوجود اپنے کو "امام" کہا جاتا ہے۔ = "امامت" حض اس سیئے نہیں ہے کہ اپنے امام الائیہ علی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھوڑے کوئی نہیں اسلام میں صرف اُن وغایان کی بیان پر کوئی شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اگر فتوحہ باللہ اپنے خصوصیات و مفتقات سے خالی ہوئے جاؤ اپ کی ذات گرامی سے ظاہر ہوئیں تو حض اس نام پر کہ اپ سید رسول ہیں، آپ کو امامت کا تبارہ ہرگز نہیں مکنہ، اور شاد و بیانی کے بوجب امامت کو اس کو بلا کرتی ہے جو خدا تعالیٰ ازماشیوں میں ثابت قدم رہتا ہے، اور چونکہ صفت اپ کی بirtat کا سب سے زیادہ نامیاں ہاں ہے، اس لیے آپ "امام" میں انہوں کو کہ صفت عشق کی پروردگار ہے اس لیے آپ "امام" نہیں بلکہ ماشقوں کے امام ہیں، یہ امام ماشقان "کال القعب" اپ کے کیمی سب سے زیادہ مودوں ہے۔ احضرت علی اللہ علیہ وسلم نے حسین رضی اللہ عنہ کو "دنیا میں سیستہ دو بھول" فرمایا تھا، اپنے حضرت امام کی شفیقت کے لئے اشیاء کے اندازوں میں "بستانِ رسول" کا سرو و نثار سے زیادہ بہتر تحریر نہیں ہو سکتی۔ اپنے بیٹوں کو دیکھنے تو ایک دوسرے سے زبردست کر، اور ہر اپ اشا را شناس شان کے کوسم اللہ کی یا "کہنا دیا ہے اور ادھر یا سجنان اللہ اس نے تو ذرع قلمیم کے سخنی ہیں و نیا کو سمجھا دیئے، سیدنا علیؑ کی شان میں حضور کی شہر و حدیث ہے کہ انا مددینہ العلمہ ہی بابها دین علم کا شہر ہوں اور میں اس کا دروازہ ہیں، قرآن کریم کی پرہیز ایت بسم اللہ الرحمن الرحيم ہے اور سیم اللہ کا

مارے، آتا لوں سے سراخنا اور ایک آلات نے پر جھکا دے، یہاں کا جھکا وہی اصل آزادی درست ہے اور اسی میں عشق رہنا آرام جمال فتوس کرتا ہے۔

عقل و عشق کے مقابلے کے بعد عالم اقبال عقل و عشق کی اکملش کے بے نظر، افخر شہادت حسینؑ کی طرف خاطبین کی توہہ مبدداں کرتے ہیں۔ اکملش اتنا آفرینش ہی تھے جہاں سب سے اور کوئی زمانہ اس سے خالی نہیں رہا ہے اور وہ سب نبویؑ کے بعد بھی اس کی بیماری شیر ہوتی ہیں۔ مگر شہادت علیہ کی دعا تھوڑی تو خیس و سخت کے لحاظ سے یکتاں کی شان رکھتا ہے بلکہ اقبالؓ کے تراجم کا داستان حرم کا انتظام ہی شہادت حسینؑ کے دلچسپ ہوتا ہے۔ اس سیئے دا تھجہ کی یاد درستہ ہوئے کہتے ہیں:-

اُن شنیدن تی کر ہنگام نیبرد
مشق با عقل ہوس برد پر کرد
اُن دا اسماں ماشقان پر و تولی^۱
سر و آذاد سے زبانیں لکھوں
الثرا اللہ بائے سم اللہ پر ر
معنی ذرع عظیم اسد پر
دوش حتم المسلاں نہیں نہ اجمیں
بہر اس شہزادہ خسیر الملل
سرخ روشنی غیور از خون اد
شوخی ایں مصرع از مضمون اد
ویان دست آں کی جان جناب
بیچو جروف قل حوالہ اللہ در کتاب
ملقبہ ہے کو حق و باطل کی جگیں کو ہمیشہ ہوئی اُنی ہیں
مگر اس کا بہترین مقاہرہ میدان کریں ہوئے جہاں یکلے ف
مشق سے اور دسری طرف قتل ہوں یہ وہ نے اپنی صفات د
خسے صیارت کو اس طرح اشکا کر دیا کہ اور زادہ حسوس کی انکھوں
میں بھی تکان آئی، اس جگہ اس مشق کے جیلِ العقد نامستہ
(خود اقبالؓ کے افندیوں "مرکرپ کار عشق" اور کاروان سالاچہ)
لئے ہال جبریلؓ میں فرماتے ہیں:-

غیرب د سادہ در ٹکنیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین ایت اسے انتیل

لئے ہرز خودی ہی میں بسلد منقبت سیدہ فاطمہ زہرا فرماتے ہیں:-

اور اس کارکپر کار عشق
اُن سیئے شیخ شہستان حرم
کاشیدن اُنہیں پے کاروکیں
دان و گرم مولا سے ابرار جہاں

نارو اس کار داں سالا عشق
حافظ بھیت خسیر الام
پشت پاز در سر تاج و نگیں
قوت بازو سے احسا جہاں ←

عشق
کارکپ
کار داں
کاروکیں
کار داں
کار داں
کار داں
کار داں

اُسکی ہے۔ جس دلش مبارک پر نبوت کا گواہ بھاوجہ ڈالنے کا تھا اسی پر شہزادے سوارہ ہوتے تھے۔ اور حضور خوش خوش یکم اٹھائے پھر تھے۔ پیش چھوڑی کی کار فرمائی تھی۔ دلش محمد کا گیس ہر کی امانت کو دست درستے پھانسے کے بیٹے اتحاد اور الائخ اس را میں اپنے خون بھارا۔ لیکن ارض خیرو جس مقدس خون سے لا لڑا۔ جو تھا اس لئے تو خود "خشی خیود ہی کو سر خرو قبیل" کی اگر اسے صریح سے تعبیر دی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ساری شفوتی اس مفہوم کے طفیل سے ہے جو حضرت امامؑ نے میدان کر بلائیں اپنے خون سے قلبند فرمایا۔

امام عالی مقامؑ کو مت ہم ہیں وہی صحیت مواصل ہو جو کتاب اللہ میں سورہ قل ہوا اللہ کو ہے، ارشاد بیوی کے مطابق سورہ اخلاص ثلثت قرآن کے بنا بر ہے اس لیے کہ قرآن کے تینوں مخصوص روحی رسالت، معاشر ایں سے ایک گھونون تو جو کی دل و سمعت کو پوری جامیعت کے ساتھ پر سورت اپنے نامدیر سپیل ہوئے ہے، تو حید کا سنگ بینا اللہ تعالیٰ کی صراحت مطلق کی علم میں وارد ہے، اس کی صراحت کے تحت دنیا میں وہی نظام حکومت چیز درحق پورے سکا ہے جس کی بنیاد کی احکام کے تحت دفعہ ہائے حضرت امامؑ نے اپنے خون سے کو جملکی بھی قیلیم زہن لشیں کی ہے۔

حضرت امامؑ کی محدث و شان واضح کرنے کے بعد علامہ اقبالؒ یہ بتاتے ہیں کہ حق دبائل کی کمیش قہیں تقاضائے حیات ہے، جب فروع انسان میکمہ لا حلی کا دعویٰ یکر تھت خداوندی پر میئے گا کوئی ملک الشام کو ضرور اس کی طرف پیچا جائے گا کہ جاؤ اس نے سر اٹھا رکھا ہے، جس سے یا پی نما اہمیت کے باوجود غلط طرقی انتساب سے تھت سلطنتیہ بیان یا چکا ضرور تھی پھرے کیے جائیں گے کہ جاؤ اور دنیا کو دکھاد کر حق ہر قوت شہیری سے زندہ ہو اکرتا ہے اور باطل حضرت

سلہ گفتہ خیر امۃ پھر جلت للناس تامدوں بالامعروف تعمیون عن المنکرو لمنون بالاثر دل اگر مان رکو ۱۲۷) سلہ اذھب الی فرعون ان طغی (ظفر کو ۱- تازعات دکو ۱)

پہلا حرف ب ہے، گویا ب قرآن کا باب ہے جس سے ایک قاری اس شہر میں داخل ہوتا ہے، پس حضرت علی کرم اللہ وجہ کی صحیح غلطت ہے اسے اسم اللہؐ کے لفظ سے زیادہ کسی اور طرف چھپا ہر نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابیر کسی و حضرت احمدیل علیہم السلام کی شان بیس حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ و فدینا ہے بعد مجھ حظیم و ماں تو اپنی نیتوں کے اعتبار سے حضرت ابراهیم زادع اور حضرت امیل مذکور چھپتے تھے لیکن اللہ نے صرف ان کی نیتوں کو انتہیوں فرمایا اور حضرت امیل علیہم السلام کے فی الواقع ذیق ہوئے کی نورت نہیں آئی مادیہ میں حضرت حسینؑ نے صرف قلم ہوئے بلکہ ذبح بھی کیے گئے اور گردن جسد مبارک سے الگ کر لی گئی اس سے زیادہ ذبح عظیم کے معنی اور اس نے دنیا کو بھائیتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسینؑ سے جس درجہ پیار کرتے تھے اس کا اندازہ ان احادیث سے ہوتا ہے جو ان دونوں لاڑکوں کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں، انہی کے مغلوب ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور حسینؑ کو اپنے کندھوں پر بھائے ہوئے لکھ تو کسی نے دیکھ کر کہا بعد الحمل جنم لکھا و نعم العذر العدل (ان انتہما رضا جبرا دتم دونوں کا اونٹ تو خوبی اور تم دونوں بھی بچے سوار ہو)

ایک اور رواۃت میں ہے کہ دیکھنے والے نے کہا صاحبزادے کیا بھی سواری ہے۔ صراحت میکار فرمایا اکر سوار بھی اچھا ہے۔

ملت محمدیہ تمام اقوال و ملے سے فائق ہے، اس ملت کی تعریف میں خود رہت العزت نے "خیر امۃ بالغۃ استعمال فرمایا ہے، اس ملت کے سردار امام احمدی مرتب ملنی اللہ علیمؓ کے صاحبزادے سکریئے کو سواری پیش رکھی وہ اوس کے رہت

سلہ مولانا محمد صلی مرحوم کا مشہور شعر ہے:-

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کو ملا کے بعد

تعلیٰ حسین ہیں مرگ زیر ہے

بڑھتی رہنے والے دخول فلسطین میں بناستے لا اور گویدہ است
وہ بلکہ کھٹکی طرح ایک بیست ڈی بارش کو مطہریں بنے
ہوئے زمین کو بلایا پر دار و بادے اور دہانی برس کر اس دریا کو لالہار
بنادیا، باظا ہر ایسا صلح ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقدسیں کا بیاب درجہ کے
گھر نہیں! قطع استبداد کے پیغمبر نبویؐ جب اپنے خون کا آنسوی
قطرہ بھاولتے ہے تو یہی اس کی لassi کامیابی ہے جو قیامت تک قلع
استبداد کی بہترین شان قائم کر دیتی ہے، حضرت امامؐ کے موجود
خون سے بھاولگی کاری کی پھٹاد رحیٰ کشہات دو دن ہمکاریہ آپ سن
آباد کر دیا ہے، اخراجیہ حق کی خاطر خاکِ خون میں لوٹے ہیں۔

کھوں زکھا جائے کہ آپ نے لا الہ کی بنیاد قائم کی ہے بلکہ خود لا الہ
کی بنیاد بن لگے ہیں اجنبی اس مردی پرست نے زیر یونکے ہاتھ
میں ہاتھ رہنا شکن دن تک ان اور سر بریدن اسان و مکن بمحاذہ اس کو
زیادہ لا الہ کی بنیاد اور کس داقعہ سے سمجھیں اسکی ہے۔

واقعات شہادت کو سرسری اور سلسلی تسلیم سے دیکھنے والا
ایک شیخہ کا ہوا مشکارہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ سہے کہ حضرت امام رضا
نے جب حضرت سالم کو دریافت حال کے لیے گوفروانہ کیا اور
انہوں نے وہاں بیکاری معاشرہ فرماد کوئیوں کی بیعت اور سازگاری
حالات کی اطلاع دی، تو حضرت امامؐ نے فدا سفر کی تیاریاں پڑھیں
کر دیں، اس سے بلوں طلاق ہو گئے کہ گویا آپ سلفت کے خداں
ستھے، انہوں سے قطعہ تسلیم کے سلفت کی خواہش اسلامی روشن کیخلاف
ہے، اور حضرت امام کی نسبت ایسا تصور ایک سخت نازیبا تصور ہے
کہ وہ واقعات شہادت ہی باتیہ ہیں کہ آپ برا عادی سے چھڑتے
گئے کہ فڑواں آپ سے وفا کریں یاد رفایا، بہر حال ہے نازک
مور قبور حق کی حادثہ کا جام فرضیا پر یاد ہو گئے دہ اخیں پر را کرنا
ہے، پھر آپ اپنے خیرخواہوں کے میان اندر شہزادوں کو ریا
ستھے چلکے اور شکریہ بھی ادا کرتے گئے لیکن اپنے اولادوں پر قلمبھر ہے
عمروں میں احمد بن اوس بن عمار نے باری باری آپ کو حالات کی تجھت
تھاتستہ ہوئے کوئی خوبی کی دنیا بازی کا اوقاف رہا یا اگر آپ نے صرف
یہ بکر خاصی اختیار کی کہ ایکجا معاشرہ کروں گا۔ اب زیرینہ شورہ دیا

و اسکوں کے داعی حکما کر قائم یا تم مردہ ہو جاؤ گا ہے اور اسکا بیجا
تکلیل آکائے ہے، فرمائے ہیں:-

موضعی دفعوں کا شیر و تیرہ اس دعویٰ از جهات آیدید
زندہ حق از قوت شیری است یا مل آخر داعی حضرت پیریؐ است
شہادت حسینؑ کا اصل سبب کیا ہے؟ حسینؑ ان خوبیوں میں
کیوں نکلتے تھے؟ اقبال کی زبان سے سنتے ہیں:-

چون خلافت درستہ از قسم آس سخت

حسرت راز ہر اندر کام رنجت

اسلامی نظریہ و حکومت ویساست کی اصل بینا و مخلافت
ہے، اگر خلافت، بادشاہت اور اسلامی ریاست کی شکل میں بدل جائے
تو سطح میں لگا ہوں ہیں یہ تبدیلی مسؤولی سی تبدیلی ہے، لیکن رووح
شریعت میں اوبہ کا بھرنسے والی لگائیں اسے لیکے زیر رست
بیناری تبدیلی سمجھی ہیں۔ وہ وہ سمجھی ہیں کہ خواہ پوچھنا قام حکومت میں
اپنے قوانین و ضوابط کے اسلامی ہی ہو لیکن اس میں خلافت کے
سوکوئی اور طبقی حکومت جباری ہو جائے تو یہتھی خرابیاں
پیمائوں کی اور ناقی رہ جائیں لیکن جن کا ازالہ کسی قانون و ضوابط کے
بیس میں نہیں، امام الانیہ اصلی اللہ علیہ وسلم کے فور میں اصحاب
حریت کے امام حضرت حسینؑ نے جب ریشم کا خلافت اس تصور
سے ہم آج ہمگ ہو گئی ہے جو قرآنؐ کوئی تعلق نہیں رکھتا تو یہ بات
ان کے نیچے اقبال ریاست ہو گئی، اس وقت اخیرت کے دو کے
صحاب بھی موجود تھے، مگر چیزیں سے زیادہ زبردست جس کے
ملحق میں پہلی وہ سبط، سویں تھے، وہ اس بات کے سہی زیادہ
حق دار تھے کہ تملک کرنا غصیں، ان کی ریگوں میں محمد کا خون و دل بیان
اس میں وہ محمد کی امانت کوچیاتے ہا بصورت دیگر اس را اس خدا
کو فنا کر کے زندہ جاوید بن جانے کیلئے اٹھے۔ کیے اٹھے؟ اسے
اقبالؓ کی زبان سے سنتے ہیں:-

پوں سحاب تبلد باراں درقدم
بر زمیں کو بلاد بارید درفت

تاتیامت قطعی استبداد کرد

موضع خونی ادچس ایکسا کرد

لله علی مقدون فی المحت من الیطل قبید معقة خادا ھونا حقی دانیا، (کوچ ۲) ۳۷ء غواہ جمعین اللہ علی چیزی و حضرت پیریؐ کے مشہور شعر ہیں:-

شہادت حسین باور شااست حسین، دینیست حسین میں نیا است حسین — سر در شہادت در دست تربید + حضارتی است لا الاست حسین
عده غلطی کے سلفت کی خواہش ہی سے ہے اسلامی دعویٰ کیخلاف ہے، ذاتی چھپی اندوار کی خواہی میں سلفت کی خواہش کرنا بیکی، دعویٰ اسلام کے صافی ہے لیکن نفس

تو اپنے کے ہو اخواہوں نے قیوس دے دیکھا اپنے سے لے کر جانے کا مطالبہ کیا، لیکن اس پر بھی اپنے پڑھتے گئے، البتہ اپنے اپنے ساتھیوں کو مالات کی تراکت کا عالم دیتے ہوئے اجات دیدی کر جس کا جی چاہئے خاپس ہو جائے۔

جب بھی عقیص قیام کیا تو اس وقت جسی بھی لوگوں نے صاف کیا کہ تیرزوں کی انہوں اور تکاروں کی دو حادثوں میں چل جائے گیں۔ لہذا اپنے خدا کے لئے والیں جائے گی اپنے دیجی یات قوادی کو تمہرے لئے بھی اس کا علم ہے گریں خدا کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے، اسی طرح ماستہیں لوگ یا برادر کے رہنمائی کو پیوں کی خالفت کے اعلیٰ اساس بھی بتاتے گے، لہذا اپنے کمی کی پرواہ تک اور سبیل کے لئے، ماسنے خیر کر کے اسے گزینے کے لیے کوئی اوقیانو درج کیا یا ست داں اور مدبر بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ سلطنت کو حاصل کرنے کے لیے رنگِ ذہنگ بہوتے ہیں جو یہاں دھکائی دے رہے ہیں؟

اپنی سارے واقعات کو سمیٹ کر علامہ اقبال نے ایک شعر میں فنا ہر کر دیا۔ فرماتے ہیں:-

مدعایش سلطنت بودے اگر + خود بکر دے پاچیں صدائے خری
یہ جنگ بھی عجیب جنگ تھی، حریفوں کی تعداد اور ان کے ساز و سامان میں ایسا عظیم اثر ان تقدیمات تھا کہ دوسری جنگوں میں اس کی نظر نہ لگی، اقبال اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جبکہ یہی دشمنوں چون پریگ محرلاً اللہ + دستان اور یہ داں ہم عدد طلب یہ کہ دشمنوں کی صحیح تعداد کا اندازہ ہیں لگانا مشکل تھا اور دشمنوں کا عالیہ یہ تھا کہ ایسی الطبعی اللہ تقدیمات یہ داں کے اعتبار ۲۰ ہوتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں یا تو خدا یا بد کا کتنا یا خدا کے نام پر صرف ۲۰ جان شمار ساختے، حضرت ناصر زمکن کی تندیگی سر تا سر اس امر اور ایسی داعیا علی سے علومنی، جو مجال ان دو طبقہ شان انہوں کی تندیگوں میں دکھلانی دیتا ہے اسی نے حضرت امام رضا کی تندیگی میں تفصیل کی شکل اختیار کر لی تھی، حضرت امام کاظم کا عزم پہنچا ڈاں کی طرح استوار دپاندار تھا، اپنے کے خون سے من اسرا کو پھر فاش کیا ہے وہ بیرون کو صرف تکوار غارت دیں کی برقراری اور این ایسی کی حفاظت کے لئے افسوس چاہئے اور صدائے کو اٹھ کر موکسی اور کی بندگی

کو آپ خود اپنی مذاقت کے لیے جو وجد کریں گے تو جس سب آپ کی بیعت سکھئی تھیں، اس پر آپ نے مالات کی تراکت کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ میں جائز چاہتا کہ یہی خاطر کسی قسم کی خون ریزی ہو ایں عماں شے دو مارہ اصرار کیا اور کہا کہ آپ کو جانتے ہے تو میں کی طرف جائیں، وہاں تکہ اور گھامیانہ بھی ہیں اور پہنچ دیکار بھی لے سکتے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا تمہاری نصیحت کا شکریہ گلباخو احادیہ کو چکا ہوں۔

حضرت ابن عباس نے جس آپ کے ارادہ کو اٹھایا تو فرمایا کہ اتمکم ابل و عیال کو ساقعہ نہ جائیے، لیکن اس کے باوجود حضرت امام اشیع ابن عباس کو یہ جو نہیں ہے، ابو جہن مختار نے کہا کہ عراقیوں سے آپ کے والدین گو ما و برادر محترم دونوں سے ساختہ جو سوک کیا دہ سانے ہے آپ انہاں عمارتیں نہیں ایسی حضرت امام نے اس پر اتنا ہی فرمایا اخلاقی مرضی بوری ہو کر ہی رہے گی، حضرت ابن عمار و گوہ خواہوں نے دو کہا اگر آپ نے اپنے ارادہ میں تبدیلی نہیں۔

اس طرح جب آپ کو سلطنت کے دو افراد ہو گئے تو راستے میں کوئی شاعر طلا اور بولا کہ کوئیوں کے دل آپ کے ساقعہ ہیں، لیکن تلویں بخوبی کے ساتھ فرمایا کہ اگر ایش کا حکم موافق ہو تو اٹھ کر یہی کے حصہ بخاری نہیں تھی و تقویٰ تھے۔ ماستہیں عبداللہ بن جعفر کا خط طلاق جنوں نے خدا کا واسطہ دیکھ لکھا تو کہ فدا دا اپس آئیے وہ بڑا کتنہ کاندھ لیا ہے، انھی کے ایسا سے حاکم کرنے سمجھی یا کیس خدا کیا جس میں خدا کا واسطہ دیکھا امان نامہ کے ساتھ ایسا دکا و مدد کر کے والیں بلوا تھا۔ مگر آپ نے فرمایا میں نے تا زمانہن کو خواہیں دیکھا ہے، آپ نے مجھے ایسے حکم دیا ہے اسے پورا کروں گا۔ تھماری نہیں، صدر رحمی اور نیکی کی مصلوم ہوتی ہے، خدا ہی دو توں چہاں میں خیر و سے۔

بلیں و مدرسے اسے گے ہے تو عبد اللہ بن میظح سے ملاقات ہوئی، دشمنوں سے بھی آپ کا اسے گے جانے سے روکا اور خدا کا واسطہ کیا گی آپ نے دینی فضل رواہ دی دیا کہ جو کچھ خدا نے تکمیل یا ہے یہی دینی ہو گا اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا۔

مقام شعبہ پر یہ پھر جب حضرت مسلم کی شہادت کا حال معلوم ہو

لشش الالاترچون صحراء لشت
سطر ععنوان بجات لاشت

بز سرائی از حسین ابو فتحیم
زا لش او شعده بالند و شیم

شوکت شام و فرسو بندارفت
سطوت غتر ناطق هم از با رفت

کارها از خمسه اش لرزان ہنوز
تا زه از بگیسے رایسان ہنوز

حسین کی بادے اقبال کا دل پھول جاتا ہے اور وہ
پیکو صبا سے اچھا کرتے ہیں کہا رہے آنسوؤں کا تختہ ان کی
خاکب پاک تک پہنچاۓ۔ فرماتے ہیں:-

اسے سما اسے پیک دو دافت و چان
اشکب ماں بر خاک پا کب اور سان

انتباہ علامہ اقبال امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت
کے وزناں و اتفاقات پر السوہنائے بغیر ہیں
روہ کے، گروہ مسلمانانی عالم کو مسلک شہیری اختیار کئے کی
جس طرح دعوت دیتے ہیں اور با خصوص خانقاہ شیخوں کو
جس طرح لاکارستے ہیں وہ گوش روٹ سے سن سنا پوچنے
کے لائق ہے۔ کہتے ہیں:-

کل کر خانقاہوں سے ادا کر رتم شہیری
کرفتہ خانقاہی ہے فقاظاند وہ دلگیسوی
پھر وہ درسوں ہی کو خیس لکارتے، خوبیوں مسلک
کے علمبردار ہیں اور ترسان و خنجر و شمشیر کے مقابلوں تک
ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ اس کی ہمت ہمیں رکھتے ہو
میرے ساتھ ملٹنی کلکیف نہ کریں:-

تیر و سنان و خنجر و شمشیر ام آزاد و است
باسن میاں کہ مسلک شہیری ام آزاد و است

تعلیم الاسلام مطبوعہ دہلی۔ کمل سیٹ پڑی۔

مکتبہ علی دیوبند۔ خلیل سہار پور

ہمیں آتی، اگر کوئی فروع تخت خداوندی ہی جا کر بیٹھے تب بھی اس کا
سراس کے آسے نہیں جھک سکتا، اگر قات اس اسرار کو جو طریق سمجھے
ہے تو پھر اس کا خواب بیدل ہے بیہد اوری پوچھا سکا، مسلمان جس
کی تکمیل کیجئے یہ تابعیت قیاس کی تیکوازار باب باطل کی گوس سے
خود پچڑی کیوں سمجھے، اداگر ایسا ہر وہ ارباب باطل کو نیست و ناید
نہیں، اگر سکتا تو الالہ کا نقش تاریخ کے اوقاں پر مرسم کر جاتا ہے
تاک بحمدکی اسے فالی تسلیں تو، باطل کی دریائی سر و در پر کوئی وصیغہ
خور کی اس لکھ کر دیکھ کر قبیل ہوتی رہیں کہ خاتم صرف حدود و حق
کے از بارہ دن خصر ہوئے ہیں سبے بڑی روز ہے جو قرآنی تعلیمات
کی اہمیت ہے اور جسے حسین کی زندگی سے یکجنہاں بھی، حسین نے
ہائل ملکا جی سی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اسی سے شطحیج کریں اور
پہنچنے ہیں کوئی کیلمی سے گرم رکھیں، مسلمانوں نے اپنی تباہی
تاریخ کے دریاں میں شام و بخار پر شان و شوکت کے پھرے سے
اڑاکنے ہیں اور غرناطہ میں ان کی سلطوت کے ثباتات اچ کک
ہوئے ہیں، اگرچہ روحانی تاریوں کی لریش صرف حضرت
امام حسین کی بادے فائزہ ہے اور آج تک ہماں ایمان اس نعمۃ شہیر
کے تھوڑے سے تازہ ہوتا ہے جو حضرت امام شمس میدان کرلا ہیں
بدندر کیا تھا۔ ان معافین کو حضرت اقبال کی زبان حقیقت زبان
سے سیئے:-

سترا بر اہم و اسماعیل بود
یعنی آل احسان را تفصیل بود

عزم او چوں کوہ سماں اس توار
پاسیدار و تند سیر و کام کا

تیغ بحیرہ غرب دین است ویں
مقصد و احظا آئیں است ولیں

ناسوال اللہ را مسلمان بندہ نیست
پیش فرمون سرش افغانہ نیست

خون او تفسیر ایں اس اسار کرد
نمیت حوابی دہ را بسید ارکرد

تیغ لاچوں ایسان بیرون کشید
اور گب ارباب باطل خون کشید

(مستقل عنوان)

مُسْكَنِ مَحْسَنٍ حَمْرَى

امیر مکہ ابن العربی

دلیل ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کیا کچھ کہے ہے کہ یونیپسٹی سے لیکر مرکزی پاریسیٹ تک اتنے مسلمان تحریک حکومت ہیں کہ ہاتھ اور پیسہ دو نوں کی اٹھیوں پر بھی پورا شمار نہیں ہو سکتا۔ بھارت کے نرم ملک مکران اگر انصاف اور محنت کے پتکے نہ چھوئے تو آخر تک کے لئے کیا مشکل ہوا کہ ایک ایک کان پکڑ کر کہیں کہ لو رخ درا پاکستان کو پیاسے جو جائز!

اس کے علاوہ ابھی نام نہاد کتاب مسلمانوں کے خدا را ز اور با غصہ احتیاج کی سزا ہیں وہ چاہئے تو سب سے مسلمانوں کا حصہ پانی بن کر دیتے۔ لیکن انہوں نے نہیں کیا۔ کوئی نہیں کیا؟ اسلام کا حصہ دل ہیں درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور اسی لئے ہمارے وزیر اعظم نے جاہازوں سے صاف کہ دیا کہ اسلام پر تمام ہی دستیابی فخر کرتے ہیں۔ خشم بد دور ہمارے محترم وزیر داعلہ کی بھی دل میں تو ہے جس کے مل یوتے پریس نے مولوی نہتوت الہی دعویٰ اور حی سے صاف کہ دیا کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے اور تم چوڑے ملھو وغیرہ کہتے ہو منطق سے بے بہرہ اور اسلام سے کوئے چرہ۔ دوسری ہی کی طرف دار تھا اور تائید کا بیج ہے کہ میان برطانیہ اور فرانس دانت پچھا لے چکنے کو کیے اور مصروفوں کے سروں پر لوئے کے ہم گرانے کے بعد عرض ٹھٹھ۔ یہ آہوں پر قناعت کری۔ اس کی مسلمان دوستی کی ایک اور دلیل ہی نے ایھیں ہی کہ: یکو تم مولوی ملا اسلام کو دین ایمان اور الحمد و گمراہ بتایا کرتے تھے۔ ابتدی روی ایشان کو دین ایمان اور الحمد و گمراہ بتایا کرتے تھے۔ ابتدی روی حکومتوں نے اسلام کو مردودہ گمراہ فراید یا یہ ہے اپنادھن کا دشمن کیا ہے؟ دوست۔ قیمتی دوست!

سماں اکتوبر ۱۹۵۶ء:- ریلیں ایک صوفی صاحب ملے۔ نام پوچھا تو بولے:-

”صوفی ہر ہے علی علی حز“

پوچھا ”کیاں جاہے ہیں؟“

بولے۔ ”اجیر شریعت سے آہماں ہیں اور کلیر ریف جانئے“

عرض کی ”عملی؟“ بولے۔ ”کچھو پھا۔ شریف۔ جہاں کے

تاریخ نوشت مارکتوبر ۱۹۵۶ء:-

فرادیا شریان بیٹھ پختہ نہتہ کہ ہیں وزیر داخلہ ملٹی بھارت ہمارے کے بیچ ایک پارٹی کے زبان فیض ترجمان اپنی سے:-

”نہر سوئز کے معاملہ میں بھارت نے جورویہ اپنا یا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھارت مسلمانوں کا دوست ہے۔“

حیرت ہے کہ پیٹھ پخت کو آج یہ بات معلوم ہوتی۔

حقیر قصر ملا تو اپنے یوم پیدا انش سے جاتا ہے کہ بھارت مسلمانوں کا بلگری دوست ہے۔ تصرف مسلمانوں کا بلکہ اسلام کا بھی اسکے دل ہیں درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور اسی لئے ہمارے وزیر اعلیٰ نے جاہازوں سے صاف کہ دیا کہ اسلام پر تمام ہی دستیابی فخر کرتے ہیں۔ خشم بد دور ہمارے محترم وزیر داعلہ کی بھی دل میں تو ہے جس کے مل یوتے پریس نے مولوی نہتوت الہی دعویٰ اور حی سے

کہتے ہو منطق سے بے بہرہ اور اسلام سے کوئے چرہ۔ دوسری ہی کی طرف دار تھا اور تائید کا بیج ہے کہ میان برطانیہ اور فرانس دانت پچھا لے چکنے کو کیے اور مصروفوں کے سروں پر لوئے کے ہم گرانے کے بعد عرض ٹھٹھ۔ یہ آہوں پر قناعت کری۔ اس کی مسلمان دوستی کی ایک اور دلیل ہی نے ایھیں ہی کہ: یکو تم مولوی ملا اسلام کو دین ایمان اور الحمد و گمراہ بتایا کرتے تھے۔ ابتدی روی ایشان کو دین ایمان اور الحمد و گمراہ بتایا کرتے تھے۔ ابتدی روی حکومتوں نے اسلام کو مردودہ گمراہ فراید یا یہ ہے اپنادھن کا دشمن کیا ہے؟ دوست۔ قیمتی دوست!

اور بھارت کی مسلم دوستی پر تو اخفر کے پاس ایک ایک ایک

"سبحان اللہ۔ حلوہ شریف نہایت شیرین ہے۔ میں نے سوچی کے حلولے کا الفہرست میں ڈالنے ہوتے کہا۔ کھاتی ہے ناپ تو تکلف کر رہے ہیں۔ لیکن یہ پرانا نہایت لذیذ معلوم دیتا ہے اور یہ کتاب تو ماشر اللہ۔ کھاتی ہے تکلف کر رہے ہیں۔"

بخاروں کے چہرہ پر ہوتیان اٹھنے لگی۔ لیکن قبیلہ بجنونی شریک ہوئے۔ پندرہ منٹ میں ناشید ان مٹا ہوا۔ میں نے کہا۔

"اچھا قبلہ۔ بندہ شریف تو سہارپور مرے گا خواہ نے جاہا اور زندگی شریف رہی تو احمد شریف میں گے۔"

لے۔ "کلبہ ملنے والے جگنو بائی اس سال پھر آ رہی ہے۔ آپ کی توانگیت ہوئی ہے۔"

"واعظت سیری" ہر چکرا ہے۔ مگر الہم یاد آیا کہ میں اس وقت تکلی کا "واعظ" نہیں ہوں، بلکہ سخت خدار سیدہ صوفی ہدایتی ہوں جو قوایاں اور ٹھیریاں لکھتا ہے۔ فواؤ عرض کیا۔ "کیوں نہیں کئی سال ہوئے اجر میں اس نے میری ہشہر ہیز" خواجہ پا تو سے لائی تھی۔ پڑھو دی تھی۔ بس پھر کیا پوچھتے ہو، آسمان زمین ایک بھر گئے۔ پر والوں نے سرچاڑلے۔ سینوں سے دل نکل پڑے۔ ایک ایک تان پر پڑا رہنا رہی پچاہوں پر ہو گئے۔

صوفی صاحب کے چہرے پر رونی آگئی۔

"تو سچ جو دھیز آپ ہی کی تھی۔ اسے یہ بات ہے تو چیز میں سے ساقہ خدا کی نسم و دھون نہادوں گام سنگری باقی سے جگنو کا اظر جل، رہا ہے۔ کوئی ایسی پھر کرتی ہوئی پیز دیجے کرنگی نہیں اور ہر کار استہ بھول جلاتے۔"

"ضرور جلتا" میں نے کہا۔ "مگر دون ہیان سہارپور میں کھڑے پیر کا چشم ہے اس کا متوقی بیان ہی ہوں۔ یہاں سے فارغ ہو کر کلیر پرچوں گا۔"

فسیلیا۔ "تکم سے کم ایک آدم پیز سہیں بھی سنائیے سہارپور ابھی درد ہے۔"

"چیز" میں پھر چونکا۔ لیکن چونکے سے کیا کام چل سکتا تھا۔ وہ تو "چیز" لائک رہے تھے۔ "دیکھئے آج تو میرا لگا خراستے۔" "اجی چھوڑئیے" دہ بولے۔ "تکلف کیا بات ہوتا فتنے کچھ۔"

خواجہ پر جنگل شاہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں۔ "عrlen کی اس" کیا مشغله ہے؟" — فرمایا۔ "تمہری بندگی کے شاہ کافر علیٰ تقادری حیثی تباہی رضی اللہ عنہ کے مراد شریف کا مجاہد ہوں۔ شاہ۔ بیل بنداد ڈھوکا۔ والہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافتی ہی۔" میں چپ ہو گیا۔ خیال تھا کہ اب وہ مجھ سے سوالات کر سکے۔ مگر ہاتھیں بٹکی ہوئی تسبیح پر وہ اٹھیاں چلاتے ہے اور پچھے نہ چھا۔ خدا جملے پر اکرنے والے نے مجھ پر نصیب کی زبان میں ایسی کوئی کمائی رکھی ہے کہ ایسے موقوں پر چپ رہنے جسے شیر لانے کے برادر عالم ہوتا ہے۔ جبکو اعرض کیا۔

آپ نے خاکسار سے پچھوٹیں پوچھا۔ حالانکہ خاکسار کا اسم شریف نہابن العرب کی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ خاکسار کو شاہ بولنے والا رحمۃ اللہ و رضی اللہ عنہ سے خلافتی ہی ہے اور ٹزوہ وال پارٹی کی ساری غزلیں اور ٹھرمیاں خاکسار ہی لکھتا ہے۔ فرمایا۔ "بہت خوب۔ تب تو آپ ہم شرب نکلے۔ کہاں جائے ہیں؟"

"بھٹکے شریف۔" میں نے کہا۔ "چھوٹا ناپہر شریف سے بیٹھا ہوں اور اصلی وطن دبی لندن شریف ہے۔ میرے دادا رحمۃ اللہ علیہ نے میرانام بڑی تلاش و تحقیق سے امانت دھنار کھا تھا۔ مگر جب والد رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوتے اور ان کا نام دلستہ بال جیون ھٹکی رکھ دیا تو دادی نے اعتراض کیا کہ ٹھیٹے کا نام تو الف سے اور باری کا بیٹے یہ کیا ہے ادبی ہے؟ میں نہ ہما مر جاؤں گام۔ اپنام نام والد صاحب کو نہیں دوں گا۔..... اخنوں نے قطع کلام کیا۔" آپ تو فرمائے تھے میرانام کی طاعرستے۔

"ابن العرب میں رحمۃ اللہ علیہ" میں نے اصلاح کی۔ آپ نے بات کاٹ دی۔ میں بھی تو بتا ناجاہد رہا تھا مجھ پر نصیب کیا ہے نام ناہی کہتے تاریخی اقلابات کی کوکھ سے پیدا ہوا ہے۔ لقین کیجے مجدد میر اپارا پیارا اعلیٰ نام مجھ سے زبردستی چھینا گی میں نے صرف ساٹھ سات دھیلک ھاتا تھیں۔ جب کہ مام حالات میں میرا معدہ نہیں تھے سیئے پھر غذا اور دلگیلین پالی ہم مکمل رکھتا ہے۔" اور میں نے تھکنی سے ان کا ناشید دان گھول لیا۔

چمگیا تو خدا کی قسم جو چاہو گے ملے گا۔ جو چاہو گے.....
اور آخری جملہ پر زور دیتے ہوئے صوفی حسی نے تصرف آنکھ
ماری بلکہ اسے پہلو من خپلی بھی لی اور خاص ادا سے سکرائے ہی
گزاری سہارا پور پر رکھی۔ میں صرف اتنا لہر سکا۔

"جھاتی صاحب بیری بیوی بڑھی اصلاح ہوں ہے۔ جب تے
اس نے تسلی ہے کہ کلیر کے قریب میں کافی مفتاد طوال الفوں کی بھی آتی
ہے صاف کہدا یا ہے کہ میں ان بالگ تھنے کلکھری قدم رکھتا تو مجھ پر
تین طلاق!"

صوفی جی منح بھاڑ کر بولے۔ اس سے کہا ہوا ہے، مغلان
بیوی کے کہنے سے محظی ہو سکتی ہے!

عرض کیا۔ "سن جھپٹن سے تانون بدل گیا ہے...."
اور دل بی دل میں "اعوذ" پڑھنا ہوا کاڑی سے آرگا۔
تامہم یہ احساس بر اہستا رہا ہے کہ ایسے خاص الخامس موافق کے
لئے صرف اعوذ کافی ہیں بلکہ اس سے پڑھ کر "شیطان بھگاؤ" کرنی
اور رذیفہ کسی پر فیض کے لیے چنانچا ہے۔

۲۳ را کتو بربکھی:- خوشاب یوس کی ایک قسم تو وہ ہوا
کرتی تھی جو شاہوں کی بھوکی کے گت کافی اور انعام و اکرام پا لی۔
ایک دو ہو تو تھی جو انگریز کے عش میں قوم کا غمِ کھاتی اور خانہ بادر
بن جاتی۔ ایک دو ہو تو تھی جو اسلام کے قصیدے پڑھتی۔ اور
دوسرا غیر ستفید ہوتی۔ لیکن ایک بالکل ہی قسم آج کل ایک
بلے گی جو خوشاب کے جوش میں دین ایمان سب کچھ بیخ دیتی ہے۔ لیکن
تفعیں حاصل کرتی ہے صورا۔

اس نے تمہارے کہ مثالاں آپ تاجیر طالکی و خداخت کے بغیر فرواد
ہی ہر طرف دیکھ لئے ہیں اور راتیز آس وقت ایک خاصی گلریاں
میں ہتمائے۔ یعنی کہ تلاوت اشعار۔ اشعار وہ کہ عوان ہے ان کا
"پیامبر اہم" اور جیسے میں ترجیماں ہیں تھی انشاعت انہوں کے۔ اور
یاد رکھنے کے ہے۔ رسال بالفاظ خود مسلط حدیث کا داعی اور
آل امیر یا بیرونیت کا فرنس کا نقیب۔ اور اسی لئے سچھلہنے خالی
ملا اس کی تلاوت کو عین کاروبار اے۔ اور مبتلا کرے گا ابھی اسی کا لو
تواب میں ناظرین بخیلی اپنے کے کو۔ پس فرمایا شاعر خوش گوئے:-

... "خیر۔ بلاور نہ نہ عاضر ہے۔۔۔" علاج اور توڑنے کی ملنی
جلی گلت پر چلؤں گا۔۔۔ پسند ہے آپ کو؟
"امسے داہ صاحب۔۔۔" مسائے راگ مجھے پسند ہیں۔
چیز نہ سنا تھے؟

میں نے رین کی کھٹ کھٹ کو تال بنا کر ذیل کے چند اشعار
سناتے:-

جو کلیر نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا
اجی ہاں۔ جو کلیر نہ دیکھا۔۔۔

یہ بھات کا شرب یہ دبی دینہ ہے دنیا کی انگشتی کا نیمسہ
یہ دریا سے باطل کی طبقاً ہیون ہیں فلاک آشناہی حق کا صفت
جو کلیر نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

یہ قبلہ نہیں ہے تو قبلہ نہیں ہے تو بھر نہیں ہے
یہ مانا کو خواجہ نبیشر ہیں بظاہر خدا اصل میں خود ہی جادہ نہیں ہے
جو کلیر نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

گاہوں کا غم کیا عذر ابوں کو درکیں سلامت ہیں جو اجڑو فٹ خطر کیا
ڈیتا ہے کیوں ہم گوڈو رخ سے نامع ہمیشہ میں عاقبت کی بھر کیا
جو کلیر نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

صوفی صاحب اچھل اچھل گئے۔ داہ داہ۔ سجان اللہ۔ کیا
بات ہے۔۔۔ میر جوپ ہو تو جھٹ ہو لے:-

"یار خوب کہتے ہو۔ ہاں کیا اس پر بھی کچھ کیا ہے؟"

اللہ کے قبیلے میں دعا کے سوا کیا ہے۔

جو کچھ مجھے لینے ہے لیلوں گاحدے سے

میں نے کہا۔۔۔ کہا تو ہے مگر پہلے صورت کے قافیہ ردیف
میں۔۔۔ مثلاً:-

تدریکہ زدرا داعطاً انگوں سے قتل دی کی۔ کلیر سخا جہ کا جنت کے سوا کیا ہے
ہم نے تو منہ فٹے درگاہ پر خواہ کی۔ داعطاً تری قمرت میں حسرت کے سوا کیا ہے
"اسے مارا" دھچکے "خدائی قسم آپ توڑے پہنچے ہوتے
ہیں۔۔۔ اسے یار! کان کے پاس منہ لکر چکے سے بولے۔۔۔

"چھلکی جھلکی دالی کو بھی جلتے ہو۔" خدا کی قسم قیامت ہے قیامت۔۔۔
چودھویں کا چاند۔۔۔ غستہ داودی۔۔۔ اچھے شعروں کی بڑی قدیان
ہے۔۔۔ الگا پک پھر کتی ہوتی تین تمغے نے اسے دیدی اور بھل میں نگ

مقدس و مطہر کو چھاپتے ہیں اتنے پاکیزہ اشعار کے پانی بانی ہوتے ہیں
ہے روح ایمان و دین کی اور کامپ اُنھی ہیں فرشت۔ اور لرز
جاناتے ہیں اللہ کا عرش۔ اور جاگ جاتا ہے خدا کا غصہ۔ جسی کہ
شناختی ہے مجھے ایک حدیث کی خیر برکاری ہو لوئی تھے کہ۔

اذا امْنَىَ حَمَاسَقَ اهْتَمَ عَرْشَ الرَّحْمَنِ وَعَصَبَ الْجَبَابَ
او کما قاتل رجب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو تھوڑے ہو جاتے ہیں
عرش رحمی اور غصب خداوندی)۔

اور آگیا ہے وہ زمانہ کہ نہیں پر وہ کسی کو غصبِ الہی کی اور
بن گیا ہے خوب آخیتِ حض افساد۔ اور بتالیا ہے ہم جیسے مولیٰ
ملاؤں نے نہیں کوہ کا کان اور سمجھتے ہیں گاہیں دیکھ کے ہر طرح کا
مالک ہوا اور کھوٹا۔ یورا، لگائے ہیں ٹھہرے شاندار آرٹسٹ سوکھوں
(س عمارت کا کام مالک ایک رسول ختندہ دماغ ملکہم عنہ فان تھوڑا جیسے کا
علم تھیں رسیں جیسے اسے اختیار کرو اور جس سے ووکے اُس سے مُرسک جایا) اور
تھیں ہم نہیں میں شراب ملا کر اور شریت میں خون آمیز کر کے۔

۳۔ شعریں

۱۲۔ التورت: ایک درود مذہبی جنابِ حافظ سہار پوری لکھتے ہیں۔
— اور ان کا یہ لکھا تھہت سے اخباروں میں اُن ہمچو چکا ہے۔

”اس عربی میں دینی تحریک کے عرویں یہاں اور ہمیں
کی ہنسی غلعاد افسوس انکا ہوتی ہیں دیاں ایک بات غلط
اور افسوس ناک ہیں بلکہ اپنی شرم ناک اور قابل لفڑ
اور پڑتی ہے۔ اور وہ ہے اس عربی میں طوائفوں کے لئے اور
گنہ خدا جھوٹ نہ لاتے اس موقع پر سیکاروں نہیں بلکہ
ہزاروں طوائفیں کلیں آئی ہیں اللہ عن راست جایا ان کے
لئے نو رکھنے پڑتے ہیں ہر یہاں، وہ سلطان ہو ہر وقت بیتِ قصای
بیٹھا۔ اور معاشری بدتری کا رونا یعنی تھیتے ہیں اس موقع
پر لاکھوں روپی طوائفوں پر چکا ہو کرتے ہیں۔ پاچ پانچ او
دھوں کے ہی نہیں بلکہ سورج پر کے نوٹوں کے ہارانکے
گلیوں پر اسے اور لہ لاؤں کے پھوٹوں بنی اسرائیل کے باہر ہیں
لگاتے ہیں۔ ایک دینی خبریں کئی کئی درجن طوائفیں موجود
ہیں اور سیکاروں میں شتا قاری دید اور امید اور ان کیمی کی
کم بھرپوری رہتی ہے۔ تو اس وقت تک ہوتی ہے جیتنا کہ

درستہ مفسر عنیاں را عنده کیں
کا جس ایں اسست ایں کا نہیں کیں

یہ نہ کچھ لجیتے گا کہ فرعون جو نہ صحری تھا اس لئے شاعر
جنہاں صروف کو ”غرق سوئز“ کرنے کا مشورہ شے سمجھے ہیں بلکہ
”سچ کاذبین والکاذبات“ میں صحیح ہے۔ یہ مر قائم ہے کہ فرعون
اگریزی نسل سے تھا۔ لہذا شاعر جو اس پر شورہ ہے ہوا اسے
حصہ بنت ناصر اُپر اگریزیوں کو ان سے کہا کیا کہ کوئی نہیں تھا
میں اُنکیاں دیکھتا ہے۔

خیر آگے دیکھتے۔ کیا یہو ہیں۔

تلہزہ اُن اُنہیں صدقیں دیکھ۔ **دیکھ طبیر پر صلاح الدین گذر**
بہت خوب۔ بہت ہی خوب! پشم نلک لے شاید ہی کبھی
اسی سلسلہ شیریہ دیکھی ہو۔ صدقی و عذر صنی اللہ عنہما کی آرزو سے
جس بے تکلیف کے ساقہ شاعر صاحب پھیلا ہے۔ اس کے بعد ان جاہلی
کی کہاں نکایت باقی رہ جاتی ہے جو اُسیں سوں سے کھیلا کر تھیں!
— صلاح الدین بخارہ توک شاہی ہے۔ ہوش مسلمان ہے کوئی ذرا
اور ہوش با خدا شاعر تشبیہ یہ ڈوری حضرت رسول نبی و ولی
کم تھی تھی تھی۔ اور ہو کیا ملکت ہے ان شاعر صاحب نہیں تھی اُنکے
ایک شعریں یہ کار خیر انجام دے دیا ہے ملاحظہ ہو۔

جہد کن جہاںے کا جس تجزیہ زندہ کہ اس سنت خیر البشر
اپ فرمائیے۔ کیا ان فوجوں کو خود کشی نہیں کر لیتی چاہتے جو
قرآن و حدیث لئے پھرستے ہیں؟ ”سدت خیر البشر“ کا کیمی جو اسی ہے؟
ہر کاد جو یہاں ایت از کتاب فائزہ متصور فی گرد دشت اتاب
ظاہر ہے کہ کتاب سے عزادیہاں ”لئے آن“ ہے! بظاہر تو یہ
شتر خیر نہیں انشا۔ ہے۔ میکن سیاق و سیاق میں یہ خبری واقع
ہے ہے۔ کوئی نامصری نہ ہو تو میکشی تو میانے کا افادہ امام قرآن کا کلم
از رکھتے ہے! فاعن تبرہ ایاد نو الاصصار۔ جو کسے مولا ناروی
کو الگی علوم ہوتا کہ ان کے اس صدر کو کوئی تازہ کن اُنہیں صدی و میں
تو وہ نہیں میں ایک میں شاعر حمال ناصری خدمت بطور یہی
نیاز نہیں کر دیں گے تو شاید وہ فروع حیرت میں محل حرام کے مرکب
ہو جاتے۔ یعنی کہ خود کشی کر لیتے!

”جگ جگت حیری، یہ مسند گاں در دلت، اور یہ رصالہ بے

اس کے علاوہ میں کہتا ہوں حافظ صاحب کو طائف لگائی اور فراحتات پر اعتراض کیوں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ایک نیک بند کی قبر کو سجدہ گاہ بن کر شرکِ جلی کا انتساب کر لیا ہو اب طائف بازی کریں یا اعتماد کیں تھیں سب برابر ہے قرآن الگ سچ ہے تو شرک کو اللہ میں معاف نہ کرنے کا اعلان کر لجئے ہیں۔ جو لوگ اس ناقابل معافی جرم کے مرتکب ہو چکے وہاب اس سے جھوٹے جرم نہ کریں تب کیا کریں تب کیا۔ فرض کیتے ملتے کسی کو قتل کریں عدالت نے چھاشی کی سزا دیدی۔ اب آپ خواہ تجوہ ثابت کریں کہ لائے دس چوریوں اور بیس ڈالوں کا بھی ارتکاب کیا ہے تو اس کی محصل ہو گا۔

ایک لکیر کے صوفی اور سخا دار پر والوں کی سب مل کر حافظ صاحب بر کتن طوائف ان دعویٰ دائر کر دے، آخر کمی فتنہ پرداز کو لیا جتھے کہ وہ لاکنسن یافتہ طوائفوں کی روزی اور رجہی لذتی صوفیوں کے عینہ عشرت اور عرس رسیدہ قوالوں کی دال ردی پر بُگاہ بدالے۔

اور اے حافظ صاحب۔ آپ نہیں سمجھتے تصوف کے مسائل اور نہیں جانتے عروسوں کے آداب۔ لکھا ہے خواجہ طائف الملوك سہر دردی نے "کتاب العرس والقوابی" میں کہ الخ عرس سیں ایمان کا پورا اور معاف ہے پر گناہ عرس کے زمانے میں۔ اور نہیں چھوٹے کی اُسے وزخ کی آگ جو شرک ہوا کسی عرس ہیں۔ اول لازم ہے زنان بازاری پر کہ آیا کریں ہر سان عرس میں تالدہ ل جائیں اُن کے سب پچھے گناہ اور فیض حمال کریں وہ صوفیوں سے اور صوفی اُن سے جیسا کہ حق ہے فیض حمال کرنے کا۔

تو اب بتلتیتے۔ زمانہ معافی میں بھی اگر شیع عرب کی پردہ نہ مزے نہ تو ان تو ان سے زیادہ احمق کون ہو گا۔ اور طائفین اگر اپنے گناہ دھلوانے عرس میں ترجیح میں توجہت کیسے ملے گی۔

حافظ صاحب کی اپیل ملاحظہ ہو۔

"صریح رہت ہے کہ اس کے خلاف ہندستان کا رسخ صوفیاً سلم اخبارات پر زور اخراج کریں اور حکومت کے طالبہ کو رسکر کر دے پیران کلیر" میں طوائفوں کا داعنہ ظفی طور پر بہندہ کر جسے۔

خوب اگو یا صوفیان کلیر تو چاہتے بخارت کے ہمسری

خیوں کے روائے لکھ رہے ہیں۔ میک جب ان پر پر دست پڑ جائے ہیں پھر "جو کچھ" ہوتا ہو گا اسے پر دست میں ہی رہنے دیا جائے تو ہے۔"

اس کے پچھے اے حافظ صاحب نے حکومت سے ایک طالبہ بھی لکھنے ہے جسے پر دست پڑ کر دیا گی۔ فی الحال اس عبارت مذکورہ مقدار مدد و مفید نہیں۔ تھیس سے جو جذبات بھی تجاوز کے چھوٹے سے طرفی قلب میں ابلج لگے ہیں ان کی بھڑاں کچھ نکال بولو۔

سب سے پہنچ تو میں حافظ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی حسرت نے نادائق حضرات کو لکھی شریف کے مقدس عرس اور اس کے مطہر راحوں و کوائف سے آگاہ فرمایا، ورنہ عموم کا لامع اور یہ سمجھنے لگے تھے کہ ملا ابن العرب جو صحیح عرسوں کے مسلم طبق و تفہی کا ذکر کر رہتا ہے اس کی خیانت ہے اور محض پچھاۓ لیتے کئے "صوفیوں" کو بننا مکمل ہے۔

حالانکہ نہیں معلوم ہے جوہلے بھالے دیجی بھائیو صوفی کو عرس میں کی پیدائش ہی نفس اتارہ کی کوٹھے سے بڑی ہے اور نہیں عاشی" کی قسم لذت پرستی اور ہوا تو ہوں کی مگی ہیں ہے شیطان سلطنتی کی عمر دراز ہو دہ بندگان خدا کو ہو کانے کے لئے بڑے بڑے حریضی کے پیدا ہوتے ہیں۔ بیان کیا ہو گھوڑے سے ایک شیطان رسیدہ بزرگ نے کہ رکھتے ہے شیطان اپنی زنبیل میں انسانوں کو گمراہ کرنے کے ایکسو ایک شخچ۔ شوان میں کے ذریثہ اور ایک ان میں کا سب سے آسان اور شدید الاشر ہے۔۔۔ یعنی وہ موت لائے انسانوں کی مذہبی جوہل در لگادیت ہے ان کو ایک ایسی راہ پر کہوئی ہے وہ دیکھتے میں نہ جسی سمجھاتی ہے سید ہی طرف ہم کے اور سمجھتے ہیں اس پر جعلے والے حق کہ جائیں ہیں وہ جست کو اور نہیں ملتا تھیں موقع تو بہ کا۔

غیر گلابی اور دو پر عزت بھیجئے۔ کہتا یہ تھا کہ عروز نہیں طوائف بانی اور جوے اور فراحتات کا خوب خوب ہونا بچھے ملائے نہ دیکھ لاؤ میں۔ زیادہ اور مضکر ہے۔ یوں کہ اس سے کم سے کم غصہ مل عقل و اسلے تو اس غلط نہیں میں مبتلا نہ ہو سکیں گے کہ عرس بازی کوئی اسلامی جیزے۔ وہ بھی صحیح ہے کہ عاشی و بکاری کے جہاں اور پہرا، طریقہ ہیں ہاں ایک یہ بھی ہے۔۔۔ لیکن اگر فراحتات نہ ہوئے تو یہ لوگ عرس بازی کو اسلامی فعل سمجھنے لگیں گے۔

سچے آپ کا یہاں اور نماز پڑھتے ہیں کبھی کہیں کبھی مدینہ میں کبھی
میت المقدس میں۔ اور حاصل ہے آپکو تھوڑے آسمانوں کی راست۔
میں نے بوجھا۔ ایک کہوں وہ لیا ہے آسمان تو ساتھیں ناہ
جواب ملا۔ فرماتے ہیں پیر صاحب کہ بیٹھا ہے ساقوں
آسمان کے دروازے پر ایک ظالم دیوجو شوت بالگاہ ہے داخلے
کی ایک لاکھ روپے۔ جب جمع کروں گا میں اتنے روپے تو ہو جائیں
میری حکومت ساتھیں آسمانوں پر! اپس ہم مرید ہے ہے ہے ہیں خود ہم
کو لے گا کار!

حُسْنُ الْكَوْبُرِ ۱۵۶ — پنجتہ ۲۸۔ رکوب بر کے بیال میں
”قیام کلیر“ کی آپ بی بھی حافظ صاحب کے قلم سے آئی۔ مثلاً
اب تک طوالوں ہی کا ذکر خیر کے حارہ تھا۔ آپ بی بھی سے معلوم
ہوا کہ کلیر شرفی کے عس شریف ہیں۔ اہل دل ”صومیوں کے قدرے
کفايت شعار افزاد کی خاطر مدارات کے لئے وہ مخلوق بھی حصی
تعداد میں آتی ہے جسے ”بین الذکر والاشتی“ کا ممتاز اقب جاصل
ہے۔ یعنی کہ بھڑے زستے!

اور بی بھیں۔ حافظ صاحب نے تایا کہ اس سال تراپا ب
کا استعمال بھی عام رہا۔ اب فرماتے۔ ملکی بیوی الگ کلیر شرفی کے
عس شریف جانے کی سزا میں طلاق شرفی کی دھکی دیتی ہے تو
کیا بھاجا ہے۔ وہ تو کہتے حافظ صاحب کو غالباً فرست کم ملی، ورنہ^۱
”جوئے“ کے ساظر بھی وہاں کم نہیں تھے۔ یہ بذیس طالک مرتبہ
قوم کے روپے سے کلیر کا حج کر چکا ہے اور خوب یاد ہے کہ ایک شاندار
یخے میں لفڑیاں بارد سو فیٹے کرام ”چھاچھن بالٹا ہے تھے
تو ٹلانے پہنچیرت سے آنکھیں میں بھرو، ظا شروع کیا۔ اسپر ایک
”صوفی“ نے شروع ہی میں بات کاٹ کر کہدا یا کہ دیکھ لدا اولیے ہم
تمہارا الحاظ تکرئے ہیں مگر یہاں سود و دیت ہیں حلیمی۔ کہو تو تمہارا
بھی پتا پاتیں؟

دوسربے گوئے۔ ہاں یار آؤ۔ لبس دوچارہ تھا۔ یہ تو
میت الحرم ہے!

شرسے تکہا۔ ”سو بجاس کالا لو۔ عس ہر ہو جاتے گا۔“
میں نے صوفی کرتوت بیکھشتی سے ان کی دار الحکمی کی طرف

ہیں یہ نہیں کہ لائنس یا فتح طواں تھوں سے ان کا ہر سے میر کرنا
تموہر قرار دیا جاتے۔ آخر کس قانون کی رو سے آپ بھارت
کی سیکولر حکومت سے اس طرح کام مطالیہ کر رہے ہیں؟ میں تو
بکھتا ہوں کہ وطنی بنیادوں پر جس تھیہ و قویت کی تعمیر طواری
حکومت اور اس کی ہمنواجہ اعتماد کرتا چاہتی ہیں اس کے لئے یہ
وس دغیرہ بڑی بھی چیزیں ہیں۔ خدا آپ نے اپنے اسی تضمہ
میں نامہ ہے کہ **شکل** کے بعد سے غیر مسلموں کی بھی بہت بڑی تعداد
وس میں شرکت کرتی ہے۔ تب ظاہر ہے اس سے جو کہ تهدیدات
ہیں، قویت کے لئے اور کیا ہوگی۔ عربوں اور اسی طرح کے نہیں
میلوں ”کامراج“ مژو دن سے اہل ہندو کی آئیڈیا بوجی اور سماجی
مزاج کے بہت مطابق ہے فوالي کی تائیں تو ان کے راگ رنگ سے
پہلے ہی جوڑ تھاری تھیں۔ ناج گانے میں البتہ ذرا دوری بھی اس
کلیر کی طوالوں کے ذریعہ یہ دوری بھی کم پڑتی جاتی گی اور ناج
رنگ کے نہیں تقدیں پر ”اسلامیت“ کی تھریں لگ جاتیں گی۔

اوہضنور۔ حکومت سے آپ خواہ خواہ ایں کر رہے ہیں کہ
یہ ایک خالص نہیں معاملہ ہے۔ مناسب پوتا کہ آپ جماعتہ العلماء
کے جلاس مجوزت میں تشریف لے جاتے اور ہادیان کو امام سے وض
کرتے کہ اس سنکے پر توجہ فرماتی جاتے۔ یہ کام انہیں کے کریمکار ہے
یا بچھر اللہ کا نام لے کے آپ بھی صوفی بن جاتیے۔ کیس
محال کہ یہاں آپ کو ناج گانے بُرے لگیں۔ نماز و دعے سے بھی چھٹی
ہو جاتے گی اور عربی کا ایک لفظا جانے نہ ہے آپ قرآن کی ہر آیت
اور حدیث کے ہر حصے کا بیمار و حافی مطلب بیان کرنے لگیں گے
کرانش دے اور بندہ لے۔ صاف کہا ایک اللہ والے صوفی نے کہ
اتر احقر آن چالیس پارے اور دس ان میں کے محفوظ ہیں سید بنین
بھرا ہے ان میں تعلوٹ کا خزانہ اور بھارتی ہیں یہ دشیں یوسوں پر
اوہلہ انہیں ایک ذاتی القوامی بزرگ نے کہ نماز و دعہ دار دے ہے جو آن ان
کے لئے اور ہم خواص تو اُڑتے ہیں قوالي کی ایک ایک تان پر
استاد بچاڑا ناک نہیں اُڑا سکتی بھاری مشعرت آتا اوٹا۔

اوہدا فتحی دیکھا مجھ مٹانے ایک زبردست صوفی قلندر
کو کہ نہیں پڑھتے تھے نماز اور نہیں سکتے تھے روزہ ملگیتے تھے
ان کے مرید کو اُڑتے ہیں پیر صاحب بہت تیرماڑنا۔ اور جنم ہوتا

کہ جس کا مطلب تھا:-
 "ہنس خوش ہو سکتے اہل نہ فرگز۔ جب تک تم اپنے دین
 چھوڑ کر ان کا دین اختیار نہ کرو۔"
 اب اللہ کی قدرت دیکھئے کہ انہر رادشا نے دنسا دی
 سفعتِ موصوفت کی خاطر دین ایمان بخ کہ جبارتی رعایا کو خوش
 کرنے کی اتنی بے تحاشا کوشش کی تھی کہ شیطان ملٹے مالے خوشی کے
 پھول کے گتائے ہو گئے تھے۔ لیکن آج اسی جبارت میں شاہ موصوف کے
 "غیر علی" فرار دیا جا رہا ہے۔ غیر علی۔ ایک اتنی بڑی کامی
 کی سیاست حاضرہ ہے۔ اس سے بڑی کوئی کامی نہیں۔
 اسی کو کہتے ہیں۔ وہ وہی کالتا نہ فر کا نہ گھاث کا!
 طازنہ صحبت باقی

اشارہ کر کے کہا۔

"حضرت! آپ بھی؟"

فریبا۔ بھائی کیا کرو۔ دوستوں کا اصرار ہے۔ لحاظ د

مردست بھی تو آخر لازمہ ایمان ہے!"

اس کے بعد صوفیا سے کرم نے بڑی خوش اخلاقی سے
 کہدا یا کہ مقام ہو دیا بی مودودیتے۔ تم سے ہم اہل دل کا چھوڑنہیں
 کھلتے گا۔ خیرت اسی میں ہے کہ پچھلے چل جاؤ۔۔۔ درود۔۔۔

یہم نہ پستہ :- اب ازاں آبادی سے کہا تھا:-

شیخ صاحب للہ بریں یہیں سے دستی
 بے عین گائے تو متدرستے مکالمہ نہیں

اسی طلب کی ایک آیت کی غیر سرکاری مولوی نے سناتی

مشارق الانوار

حدیث کی ایک لا جواب کتاب

یہ شہر و معرفت کتاب اپنی خوبیوں کے باعث اہل علم میں بہت
 مقبول ہے اس میں امام رضی الدین حسین معاذی چنے بخاری و مسلم سے
 عظمتِ دشان کے فقید شیخ لگتے ہیں۔ بخلاف ہون جناب سید رحیل حمد
 عجمی ندوی کا جھنوں نے مصروف کے میان تازِ حقیق محمد ابو زہرا کی
 سمعکرہ الاراء کتاب "این حنبل" کا اور در ترجیح کر کے اہم مسئلہ کو
 کوئی فہمی سندگس حدیث سے تخلی ہے۔ تازہ ایڈیشن میں احادیث کا
 ایک نعمت غیر ترقیہ دی ہے۔ ترجیح نہایت سلیس روائی اور شکھتہ ہے۔
 عربی متن مع اردو ترجمہ و تکالیفیتی اور ماتحت اس تدریج و تفعیل عجمی
 کی گئی ہے۔ سوال میں مختلف انہر کے مسلکوں اور الویوں کا ایمان بھی ہے۔
 صفات پاچ سو سو زیادہ سرور تدیدہ زیب۔ الحمالی جمیلی تھجی۔ قیامت ہے۔
 دس پہلے وحدت بارہ پہلے کتاب پاکستان کی مطبوعہ، اوکٹوبر ۱۹۶۸ء نے خاص
 تیرہ رومپے۔ مجلہ اعلیٰ پندرہ روپے، ہوم و خواص دو نوں کیلے ہر قریبی تھے۔
 ایک پیغمبر کتاب **رسول اللہ مدیسی ای زندگی** شہزادہ آفاق محقق ڈاکٹر جمیل
 کرتا تھا۔ اسے اشتہار میں اس

حیات امام احمد بن حنبل

نام ابو الصیفی امام شافعی اور امام اہل کرم جمیل اللہ کے حالات پر
 تو اور دوسری تعداد کیاں ہتی ہیں۔ لیکن امام احمد بن حنبل کی کوئی سوانح

اب تک اور دوسری موجود نہیں ہے۔ حالانکہ دیگر ائمہ طیبین بھی بڑی
 عظمت دشان کے فقید شیخ لگتے ہیں۔ بخلاف ہون جناب سید رحیل حمد

عجمی ندوی کا جھنوں نے مصروف کے میان تازِ حقیق محمد ابو زہرا کی
 سمعکرہ الاراء کتاب "این حنبل" کا اور در ترجیح کر کے اہم مسئلہ کو

ایک نعمت غیر ترقیہ دی ہے۔ ترجیح نہایت سلیس روائی اور شکھتہ ہے۔
 عجمی متن مع اردو ترجمہ و تکالیفیتی اور ماتحت اس تدریج و تفعیل عجمی

صفات پاچ سو سو زیادہ سرور تدیدہ زیب۔ الحمالی جمیلی تھجی۔ قیامت ہے۔
 دس پہلے وحدت بارہ پہلے کتاب پاکستان کی مطبوعہ، اوکٹوبر ۱۹۶۸ء نے خاص

تیرہ رومپے۔ مجلہ اعلیٰ پندرہ روپے، ہوم و خواص دو نوں کیلے ہر قریبی تھے۔
حیات شاہ ولی اللہ ایک قسم ہندوستان میں علم دین

کا احیاء کرنے والے اُن بزرگ
 انسان کی شخصیت سوانح جن کو دنیا شاہ ولی اللہ دی جوئی کے نام سے جانتی
 ہے اور جن کے احسان سے اہم مسئلہ کجھی سبکدوش نہیں ہے سکتی۔ باہم
 اختلافات رکھنے والے سمجھی قابل ذکر گروہ اتحیہ رئیس الطائف فتنے
 ہیں اور حق یہ ہے کہ ان کے ملکی کارنامے زندہ جاوید ہیں۔ ان کے آباء
 اجداد اور اساتذہ کا بسوطنہ ذرہ بھی شامل کتاب سے، قیمتِ مجلد چھوپے۔

شاد ولی اللہ کی شہر و آفان صنیف

جستہ اللہ الہ بالغہ

سلیمان اردو ترجمہ

از علیہ رضا محمد عبد الحق حقانیؒ نویں محمد امتحان المطالع فہرست اپنی سروں خوش اسلوبی کے ساتھ مع من مچھا پلیٹھ لکھائی چھپائی کا عقد سب معياری دو حصوں میں مکمل مجلد کی قیمت بڑی روپے۔

کتاب التوحید ایک ایسی مقدس کتاب جو جریں خالص قرآن و حدیث کے نتال سے مشرک و بدعت اور غیر اسلامی رسوم و رواج کی تعلق ہوں گے اس پاکیزہ توحید کا اثبات کیا گیا ہے جو اسلام کا عین مطلوب ہے۔ آج کے زمانہ میں یہ قدم پر آپ کو کام دے گی۔

قیمت مجلد تین روپے

از نیاضلی اسلامی تحریک مسعود عالم ندویؒ
ہندستان کی پہلی اسلامی تحریک

وہ ایت کیا ہے؟ اس کا دلخیج جواب ہے کہ اس کتاب میں حضرت سید احمد شہید اور ان کے ماتھے والوں کی چالانی ہوئی تحریک اور کارنا موئیٹر اصلاحات افراد جزو کیا گیا ہے۔ پڑھنے کے قابل چیزیں۔ اپنی عام مقبولیت کے باعث ہنورے ہی عرصہ میں اس کا تسری ایڈیشن چھپا ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے گا۔

فاران کا ست نمبر فاران سے ختم ہیئت نہیں رہنے پائے

باعث ہوئیم شہرت و تقویت حاصل کی اس سلسلہ نظر ہم نے مجھ سے شکنے برائے فوخت منگال لئے ہیں۔

و اقدیم یہ ہے کہ یہ نہ صرف مطالعہ کے بلکہ حفظ و سلسلہ اور پار بار پڑھنے کے لائق ہے۔ قیمت دہی دروپے آٹھ آنے۔ علاوہ مخصوصہ لذکر۔ شالقین جلد طلب فرایں۔

تاریخ علم فقہ اسلام ایک سکھی سیور جیات ہے اور اس سیور کی جزویات اور اصول و احکام کا نام ہر فرقہ

یقین کب کس طرح ترتیب ہے؟ کیونکہ اکنہ علماء نے کتنی محنت اور کاؤش سے اسے مرتبا کیا۔ یہ علماء علم و عمل کے اعتبار سے کہیں تھے؟ ۲۔ ان سوالات کے جوابات اس کتاب میں بھی علم و فنا کی خدا کا خدا قبیلت دیوبند پر (محمد رضا حدوڑہ) دس آئے۔

حدیث کی ایک نادر اور قدیم کتاب صحیفہ ہمام بن منبہ

مشہور صحابی رسول الہ ہریہؓ کا اپنے شاگرد بن منبہ کیہے
مرتب کیا ہوا جماعت حدیث جسے مشہور محقق جناب محمد حمید اللہ شفیع
ایڈٹ کیا ہے اور جو تھی بار شائع کیا ہے۔ شروع میں فن حدیث پر
لحادیب مقدمة ہے اور حدیثوں کو روشن شاپ سے چھاپ کر مقابل
کے سفرمی ترجمہ اور تفسیری نوٹ دیتے ہیں۔ اس صحیفہ سیوری
و سلط وغیرہ کی محنت کی تفصیل ہوتی ہے۔ یہ صحیفہ کتاب سے کب مل
اس کی تفصیل بھی کتاب ہر میں دیکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے چند مکتوبات مقدوس کے فوٹو بھی شامل تھا۔ اس کا نزد عکس
سفید ہدیہ تین روپے آٹھ آنے (مجلد دو روپے آٹھ آنے)

اسلام کا نظام حکومت اسلام کی ریاست، اسلام کا
حکومت جس میں اسلامی نظام حکومت کے تمام شعبوں، اس کی نظریہ
سیاست و میادن کے تمام گوشوں، ریاست و حکومت اور اس کے
متعلقات اور عام و سنتوںی معلومات کو وقت کی تکھڑی ہوئی زمان اور
جدید ترقیاتوں کی روشنی میں نہایت تفصیل کے ساتھ و اضخم کیا گیا ہے
قیمت چھوڑوپے (مجلد سائیٹ روپے)

سدرہ و طویلی علم و آگہی، سوز و لگا اور رعنائی و جمال
میں دو باہم اور حضرت الم المنظر تکریمی کا مجموعہ
کلام۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

اشرف الموارع مکمل الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
کے ایمان افزوماً واعظ عرصہ سے نایاب
تھے انہیں پھر سلسلہ دار چالا پا جا رہا ہے۔ تازہ ایڈیشن چار حصوں کا
لکھائی سرٹ۔ مجلد دو روپے۔

اسلامی حکومت کے والیاں و امراء

از جناب مولانا ابو محمد راماء الدین

خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کا نمونہ قائم کر دیا تھا۔ بنی مخزوم غیرہ قریش کا ایک خاذان تھا۔ اسکی لیکھ حورت نے چوری کی جس کا نام تھا قاطرہ۔ قریش نے چاہا کہ یہ عورت چوری کی سزا سے بچ جائے۔ لیکن کی کو وحدت نہ ہوتا تھا کہ وہ حصہ چوری کی خدمت میں اس مسلط کے سفلی زبان کھوئے۔ آخر لوگوں نے اس کام کے لئے حضرت امام صادقؑ ضمی اللہ عنہ کا انتخاب کیا جو حضورؐ کے کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبِ رادے تھے اور جن سے حصہ چوری اپنے بیٹے کی طرح محبت فرماتا تھے۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں فاطمہ کی معافی کے لئے لگزارش کی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تم خدا کی قائم کر دہ جو کے مسلط میں سفارش کرنے ہوں اس کے بعد کھڑے پوکر تھبید یا لور فرمایا۔ لے لو گو! تم سے پہنچ بہت سے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ خدا کی قسم! اگر جو کسی بیٹی فاطمہ یعنی چوری کرے تو محمد اس کا بھی باتھ کاٹ لے۔ (بخاری)

صحابہؓ کرام نے اصول مساوات پر سختی سے عمل کیا۔ حضرت ابو بکرؓ کے منصب خلافت پر مامور ہونے کے بعد آپؓ کے پاس خراج اور زکوٰۃ کامال آیا تو آپؓ نے اسے سب جس برا تقسیم کیا ہوا اور حورت اور آزاد اور غلام میں بھی کوئی اختیار نہیں کیا۔ وہ سبے بر س بھی آپؓ نے اسی اصول پر عمل کیا۔ بعض لوگوں نے کہا۔ آپؓ نے سب کو بر ایک دیا۔ حالانکہ بہت سے لوگوں کو خاص فضائل درجات حاصل ہیں۔ آپؓ نے جو اپدیا کہ ان کے فضائلی درجہ احمد کے مطابق خدا ان کو اجر دے گا۔ یہ معاملہ کامعاشرے ہے اس میں مساوات ہی

مساویات اسکے لئے ہمہ لعنت ثابت ہوتی ہے اور حکومت و سلطنت اس لعنت کا سب سے بڑا سبب رہ جی ہے۔ اسی لئے حکومات اور فراز و طبقہ کو یہ میں پڑھایا کہ وہ ارضی خدا ہے۔ اور لوگ اس کے بخشے اور پرستار ہیں۔ اس طبقہ سے تعلق رکھنے والوں نے اپنے کو پوری جسارت اور بے باکی کے ساتھ خداوند رشت اعلیٰ نظر لے لیا۔ پور تھوی نا تھا، ان داتا اور پرجا پالک کہلایا۔ راجی اور رعایا اور حالم حکوم کے درمیان ایک باطن فرق و امتیاز ہے۔ ایک حقیقت کی حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ اس عوامی اور جمہوری دوسری بھی اصطلاحات و مراسم کے بعض عمومی تصریفات کے ساتھ اسیروں اور حکوم و حکوم کے درمیان یہ فرق و امتیاز قائم ویرقرار ہے۔ انسان اس کا تصویری انہر کو سکلا کر ان دونوں طبقوں میں مساوات اور برتری ملکن ہے لیکن، اسلام اس فرق و امتیاز کو جائز نہیں رکھتا۔ تاریخی حقائق و مشواہد موجود ہیں کہ اس دوسری جب اسلامی حکومت فی الحقیقت اسلامی حکومت تھی اور اس کا کستور خدا کے بھیج ہے اسی حکام و دوائین پر بنی تھام۔ راجی اور رعایا کے درمیان ہر شعبۂ زندگی میں کامل مساوات موجود تھی۔ معماشی زندگی ہو یا سماشرتی، تمدی کوچہ دہاڑا زار ہو جو۔ یا پھری اور عدالت کہیں بھی راجی اور رعایا کے درمیان تنقیح اور جمع اور عدم مساوات و نابرا بر ری کا وجہ نہ تھا۔

اس کتاب سے مختلف ایاں میں کتنے واقعات لیے بلکہ جو اس حقیقت کی شہادت دیں گے۔ ہمہ ہم مساوات سے تعلق رکھنے خوبصوری حقائق بھی پڑھ کر رہے ہیں۔ اسلام نے مساوات کو اسلامی سماشرت کی بنیاد قرار دیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے جو ضمیر کے بھیجے سے تھا لڑائی میں
یا اُس ضمیر اکالعہ مارا اس کی خبر حضرت عمر کو ہو گئی تو آپ نے
ایک سال کے لئے اس کی غواہ بند کر دی۔

حضرت عموں بن العاص مصیر کے گورنر تھے۔ انھوں نے صدر
کی جانب سچا گلہ بر بنا کیا تو حضرت عمر نے ان کو لکھا۔ ”کیا تم چاہتے
ہو کہ دوسرے مسلمان بیچے محبیں اور تم اور مجھو؟“

ایک مرتبہ حضرت ابن بن کعب اور حضرت عمرؓ کے درمیان
کسی بات پر ترازع ہو گئی۔ حضرت زید بن شاہد کے یہاں مقصد
پیش ہوا حضرت عمران کی عادالت میں کئے گئے تو انھوں نے تعظیم کے
لئے جگہ خالی کر دی۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ یہ پہلی نما انصافی ہے جو
تم نے اس مقدمے میں کی۔ یہ کہہ کر حضرت ابن بن کعب کے برابر
شیف کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی معلمے میں بھی اپنے لئے امتیاز
و تقویٰ پسند نہ فرماتے تھے۔ شاہزاد مصیر کے قائد سجد بنوی میں اگر
ٹھوٹنڈھتھتھ تھے کہ اسلام کے شہنشاہ کہاں ہیں۔ حالانکہ وہ پیوند لگے
کچھ سے پہنچنے اسی مسجد کے کسی گوشے میں بیٹھے ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ
کے امراء و عمال ان کو اسی طرح کے برابری کے القاب سے خط الاحکام تھے
تھے جس طرح وہ خود اپنے امراء و عمال کو لکھتے تھے۔ (الفاروق)

ایک بار حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے حضرت عمرؓ کا کیا
کیا کہہتے تو میں کی روشنی اور پرندے کے گوشتے کے سو اور کوئی جیز
کھانا پسند ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ عام لوگوں کو یہ کھانا میرزا نہیں ہوتا
اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے سخت مواد کیا اور ان
سے اقرار لیا کہ روزانہ فی کس دو روزی طرز تینوں کا تسلیں اور سرکشم
کرنا ہو گا اور غذیت کی قیمت بھی سبیلیں برابر ہو گی۔

حضرت عتیر بن فرقہ نے ایک بار حضرت عمرؓ کے ہاتھ
کھانے کی کوئی عدمہ جیز بھی۔ انھوں نے دریافت فرمایا۔ کیا
 تمام مسلمانوں کو ایسا ہی کھانا ملائیں ہے؟ انھوں نے جواب لٹھنے لیں
حضرت عمرؓ نے ان کو لھا لکھ کر نہیں بھاگ لیا بلکہ باپ کی
کمائی ہیں ہے۔ جو خود لھا کر دیتی تمام مسلمانوں کو کھلا دے۔ ایک بار
حضرت عصوفان بن ایمیٹھ ایک بڑے پیالے میں کھانا ملتے اور
حضرت عمرؓ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے فقیروں اور علملوں کو بلایا۔

حضرت عمرؓ نے اگرچہ ایک مصلحت خاص سے انسانوں کے لحاظ
سے وظائف کے مختلف مدارج فائز کیے تاہم ان کے دل میں بھی یہ
ناہواری ہے کہ ملکتی رہی۔ چنانچہ اپنی خلافت کے اخیر مانے ہیں خود
یہ الفاظ فرماتے ہیں۔

اُن حکمت تلافت الناس میں نے بعض لوگوں کو یعنی پروتھی
ہم اصطحت فی نقیل بعض علی دی تھی اگر تھد مرفت بالیف قولب
تمہا۔ میکو انگراس سال زندہ رہنا تو
سیکھو حقیق برابر کر دوں جا اور
السنۃ سادیت بین الناس فرمدا افضل احمد رہنی (سود) سوچ کو سیاہ پر عربی کو گھنی
و دکھو میا علی عجیب و صنعت ترجیح نہ دوں گا اور دی طریق علی خیڑا
کہا ہستم رسول اللہ علیہ السلام ابو بکر
کو دی گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اور ابو بکر نے اختیار کیا تھا۔

جبل بن ایم خانی شام و عرب کے سرحدی ملکوں کا باشنا
تحاوہ میسانی مذہب ترک کر کے مسلمان ہو گیا تھا۔ طواف کبر کے
دوران میں اس کی جادو رکا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے بیچے آگیا
جیسے اس کے منیر طاپچے مارا۔ اس نے بھی طلبائی کا جواب طلبائی
سے دیا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی۔ اپنے
فرمایا۔ ”تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا میاں۔“

جبل جیز سے حضرت عمرؓ کا منیر لکھنے رکا۔ بولا۔ ”ہم اس سے
کے لوگ ہیں کوئی چارے سامنے گستاخی کیسے قوہ قتل کی سزا کا
ستو ہیب ہوتا ہے۔“

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ”زمانہ چالیس سو ایسا ہی تھا۔
لیکن اسلام نے پہت اور بلند کو برابر کر دیا۔“

جبل نے کہا۔ ”اگر اسلام ایسا نہ ہب ہے جس میں شریعت
رذیل کی کوئی تیزی نہیں تو میں اسلام سے باز آیا۔“ چنانچہ خفیہ طور
پر سلطنتیہ جا کر مرتد ہو گیا۔ میکن حضرت عمرؓ نے اسلام کے قانون
مساویات میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ابن عرب گلیسیں اندہا فخر اپنے قبیطی کی طریق میان
کیا کریتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسرائیل فوج کو لھا لکھ کر جو شخص ایسا لکھ کر
اُسے سخت سزا دی جائے۔

بن الجراح جہاد شام کے سپلائر اعظم تھے۔ آپ اپنے اور عوام مسلمانوں کے دریان کسی قسم کا تفوق و امتیاز روانہ نہیں رکھتے تھے۔ ایک بار رومی سفیر اسلامی اشکر گاہ میں آیا۔ اس کا خیال تھا کہ میر سالار اسلام کا بھی شاندار نصہ ہو گا، حاجب، دریان ہوں۔ لیکن حشم و خدم ہوں گے۔ لیکن جب اسے یہاں اس قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آئی تو اس نے حیران ہو کر پوچھا۔ مسلمانوں! تمہارے سردار کہاں ہیں؟

حضرت ابو عبیدہ رضوی اللہ عنہ سامنے ہی زمین پر مشیجھ تھے کہ ہے پر کان لٹک دہی تھی اور ہاتھ میں تیر رکھا ہے۔ آپ الٹ پلٹ رہے تھے مسلمانوں نے کہا

— یہ کیا بیٹھے ہیں؟

رومی سفیر کے تصور میں بھی یہ بات رہ آئتی تھی کہ ایسی اولوں اعزم اور شجاع فوج کا سپہ سالا رہاں جویں حالت ہیں جو کاسہ کار ہیں۔ سپہ سالا رہاں سچیں نہیں آیا اس نے حضرت ابو عبیدہ سے پوچھا۔

— بن الجراح نے فرمایا۔

رومی سفیر نے کہا۔

خیال ہے کہ فرش یا قالین پر مشیجھ سے آپ خدا کے نزد ملک نامہ قبول ہو جائیں گے۔ یادہ آپ کو اپنے لطف و کرم سے حروم کر دیتا ہیں۔

حضرت مسیل بن مدد بھی ساتھ تھے۔ مجھے بھی یات کہنے میں کچھ تامل نہیں ہے۔ میرے پاس ذ قالین ہے نہ فرش اور نہ دینا و در بھم۔ اس کمان اور تلوار وغیرہ بھی سامان کے سوا میرے پاس پھر نہیں تھا۔ آخر کار مجھے مجرور ہو کر اپنے اس بھائی (حضرت معاویہ بن جزار) سے قرض لینا پڑا۔ ملاودہ ازیں الگ میرے پاس قالین یا فرش ہوتا جب بھی یہ ملن دھماکہ میں اس پر مشیجھا اور مسلمانوں کو

اور سب کو اپنے ساتھ ٹھلیا رکھانے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا۔ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جن کو غلاموں کے ساتھ کھانا کھانے میں حارہ آئے۔

ایک بار حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن حفصہ پاس کئے تو آپ نے ان کو اپنے گذے پر ٹھلیا اور لوگوں سے فرمایا۔ ایک شخص کے سو اکوئی ان سے زیادہ اس عجلہ کا حق نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ امیر المؤمنین۔ وہ کون شخص؟

فرمایا۔ بلال۔

حضرت خباب اور حضرت بلال دونوں بزرگ آزاد کردہ غلام تھے۔

ایک روز حضرت ابو سفیان

اور حضرت حارث بن بشام غیرہ سردار ان قریش حضرت عمر

کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت بلال حضرت سہیل اور حضرت عشار

بھی اسی غرض سے بیٹھے

۔ یہ سب حضرات آزاد

گردہ غلام تھے۔ حضرت عمر نے پہلے اخیں حضرات کو بلایا۔

حضرت ابو سفیان ان لوگوں

میں تھے جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے

الخنوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کیا قیامت ہے کہ غلاموں کو ملاقات کی اجازت مل جاتی ہے اور ہم منہ مکہ تھہ جاتے ہیں۔

حضرت مسیل بن مدد بھی ساتھ تھے۔ بولے۔ تمہارے چھوڑنے

لئے کے آثار ناہر ہو چکے ہیں لیکن، تم کو عمر نہیں خود اپنے اور پر

حضرت کرنا چاہتے۔ اسلام نے ایک ساتھ سب کو آزادی۔ لیکن وہ لوگ آگے برٹھے ہوئے اور تم لوگ پیچے رہ گئے۔ (اسوہ صلحاب)

اس دوسرے سرے اعیان دا کا بیر میں بھی مساوات

کی روح پرست طور پر کار فراہمی۔ حضرت امین الامم ابو عبیدہ

زین پر ملختے دیتا۔ اس لئے کہ کیا معلوم کہ خدا کے نزدیک جیسے بہتر ہی ہوں۔ ہم اللہ کے بندے زین پر جلتے ہیں، اسی سمجھتے ہیں، اسی پر ہلاتے اور سوتے ہیں۔ لیکن اس سے خدا کے نزدیک ہمارا دحسم کم نہیں ہوتا۔ بلکہ اس طرح ہمارا ثواب زیادہ اور مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو ہم اپنے پروردگار کیسا منشے خاکساری کرتے ہیں۔ (خاتم شام)

حضرت ابو عبیدہ مساوات اسلامی کا اس درجہ بخاری رکھتے ہے کہ آپ کے شکرگاہ میں ایک مجموعی مسلمان سپاہی اور ایک بڑے سے بڑے سردار کی عزت میں کوئی فرق و امتیاز نہ تھا۔ ایک دفعہ ایک مسلمان نے دشمن کے ایک سپاہی کو پناہ دی۔ حضرت خالد بن ولید اور حضرت محمد بن العاص نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن پسہ سالاہ علم حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے فرمایا۔ ہم اس کو پناہ دیتے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مسلمان سب کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔ (مسیر المهاجرین)

شام میں مسلمانوں اور رومیوں سے جنگ ہو رہی تھی۔ وہی فوجیں بیان میں جمع تھیں اور محل کے باہر بجا پرین اسلام نے ہو رض قائم کر لکھا تھا۔ رومیوں نے اس عمرکے لئے ترب و مت تیاری کی تھیں۔ لیکن علم بردار ایں اسلام کے عزم و استقلال کے سامنے رومیوں کی چیزات و ہمت نے جواب دے دیا۔ رومیوں نے صلح کی غصتوں کیلئے اسلامی خانہ مذہب طلب کیا حضرت ابو عبیدہ نے حضرت معاذ بن جبل کو نامندگی کے لئے بھیجا۔ گفتلو شروع ہوئی روایت سپاہی نے نہایت شاندار لفظوں میں قصر کے بدہ و فقار کا دک کیا۔ حضرت معاذ نے اپنی جوابی نظریہ میں نہد مایا کہ تم کو اس پر نہیں ہے کہ تم ایسے ہستہ کی رعایا ہو جس کو تمہارے جان و مال پر اختیار ملا ہے۔ لیکن ہم نے جسے اپنی بادشاہی کے منصب پر مقرر کیا ہے وہ کسی بات میں ہمارے اوپر پہنچنے کا ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر دنماگ کے تو اس کے دستے لگاتے جائیں۔ چوری کیسے تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ وہ پرنسے میں نہیں مٹتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔ (الفتوح حصلہ ۱۶)

خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو ایسے نام سے جو جماعت

قائم ہوئی وہ صحیح اسلامی حکومت کا نام نہ تھی۔ اس خاندان کے شاہان داراء نے اپنے نئے نئے بہت سے شاہزادیاں امتیازات مقدم کر لئے تھے۔ جو اسلام میں کسی طرح جائز نہ تھے جب وہ کبیس جاتے تو نقشبندی علم کی طرح ان پر درود اسلام بھیجا جاتا، ان کے نئے اسلام کا خاص طریقہ مقرر تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوتے تو انہوں نے یہ تمام امتیازات مٹا دیتے۔ جناب پہلی بار کو تو ان نے آپ کے ساتھ نیزہ لے کر میلانا چاہا تو آپ نے اسے روک دیا اور فرمایا کہ میں مسلمانوں کا ایک سمجھوں فرد ہوں۔ میرے لئے اس امتیاز کوئی ضرورت نہیں آئی۔ نے سرکاری پہرہ داروں نکل کو اپنی تظہیر کے لئے کھڑے ہوئے کہا تھا۔ حنادہ میں شرکت کے وقت خلقہ کے لئے ملیحہ چادر بھپانی جاتی تھی۔ اس تحول کے مطابق جب حضرت عمر بن عبد العزیز کے لئے پہلی بار چادر بھپانی کی تو آپ نے اس کو بیرون سے ہٹا دیا۔

اسلام کے متعلق آپ نے ہدایت فرقی کی تھیجے بھی اس طرح سلام کیا جاتے ہے جو طبق عالم میں مسلمانوں کو کیا جاتا ہے۔ عالم کو فرمان لکھا کر پیشی و راغبین خلفا۔ پر جو درود اسلام بھیجتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اسے بند کر دیا جائے۔ جو دعائی جاتے وہ عالم مسلمان مروجہ کو تو نہ کر لئے کی جائے۔ خاص میرے لئے کوئی دعا نہ کی جائے۔ اگر میں مسلمان ہوں گا تو میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں گا۔

شاہی خاندان کے لئے متعلق ابو جہون محمد کو لکھا کر کی کو صرف اس لئے ترجیح نہ کرو، خاندان کے خلاف فسیلے تعلق رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ لوگ بھی عالم مسلمانوں کے برابر ہیں۔

یہ صرف علمی نہ تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس پر حرف بحرف عمل بھی کر کے دکھا دیا۔ ایک مرتبہ مسلمان بن عبد اللہ۔ ایک مقدمہ تیر منسوب کی حیثیت سے آپ کے اجلاس میں آیا اور درباری فرش پر بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے کہا کہ اپنے فریق کی موجودگی میں تم فرش پر نہیں بیٹھ سکتے۔ عام لوگوں کے برابر بیٹھ جو یا کسی دوسرے کو اپناد کیلی مقرر کرو۔ آپ نے شاہی خاندان کے دنائیں عالم مسلمانوں کے برابر کر دیتے تھے۔ (تاجیں ۲۷۴)

لوڈی فلاہیوں کے ساتھ بھی آپ کا ایسا مساوا یا نہ برداشت تھا

کمی کبھی آپ خدمتی انگلی خدمت کر دیا کرتے تھے اس کو ہدایت
عازمہ سمجھتے تھے۔ لیکن مرتبہ نکلا جعلتہ کو نہی کی آنکھ کھل گئی،
آپ خود نکلا ایک اس کو جعلتہ لے۔ اس کی آنکھ کھلی تو نکلا جعلتی۔
آپ نے فرمایا۔ آخر ہم بھی میری طرح انسان ہوتا ہم بھی گرمی لگتی
ہو گئی جس طرح تم مجھے نکلا جعل رہی تھیں۔ میر نے بھی مناسب بھجا

بہشتی زیورات مکمل نسل

رعایتی قیمت میں

غیر جعلکی عالمی قیمت پسندیدہ روپے سے ہے، لیکن یہ
بازہ روپے میں طلب فرمائی (عملہ درد جعلہ پسندیدہ روپے)
کافی نہ ہے۔ لکھائی چھپائی روشن، حاشی محفوظ، تمام تر پر
اتفاقات ہم رشتہ۔ جلد طلب فرمائی۔ ممکن ہے بعد میں یہ
یعنی رعایتی کی رہایت دل سکے۔

مولانا عامر عثمانی کے

شاہناہمہِ اسلام

کی قیمت میں خاص رہایت

شاہناہمہ اسلام جدید آرٹ بسرا اور مضبوط مددک سامنے پڑھوئے
کافروخت کیا جا رہا تھا۔ لیکن اب کوئو نہ کسی نہیں فرماتے۔ تین
روپے "قرار دیجاتی ہے۔ شایقین مدد فائدہ اٹھائیں معلوم ہوں
کہ یہ رہایت حتم ہو جلتے۔

نخنے پکوں کی صحت کا محافظ نوہنال



نوہنال بے بنی ٹانکت

پکوں کے اندر اڑپیں کام آتا ہے
عام جنمیں کریمی، سوکاروں والوں
پوری لامبی اسٹریٹ جنمیں اس سرسری کر جو
ہندوکشیں، مٹا، نڈو، کام۔
مرکب کے بعد کریمی۔ کفر در جنم۔

پکوں کو بڑوں۔ مضبوط
اور تو اپنا بنا آتا ہے۔

اپ یہ مشہور ٹانک
نوہنال گراپ سیرپ اور
نوہنال بے بنی ٹانک دو پیکٹ
میں بنتا ہے۔

ہمدرد دو اخانہ (وقت) دہلی۔

نوہنال گراپ سیرپ

پکوں کے اندر اڑپیں کام آتا ہے
لین، بھی ادا پہاڑا، معدہ دل
دست پکیں، دست پکیں جو اسکا کام
جنمدیکر ہے، مٹا، نڈو، کام۔
چنے اور کچھے برہاس کی ٹنکت

امید فرقہ

ایشیں گے رندھی ار باپ زہد و تقویٰ سے
بھری ہوئی ہے و شیشے جس ہماں تو میں سے
لکھاں میں خود سمجھنے نہ آ کے رہیں گی
سمیوکشانِ محنت کا درد بھی توجیہ

زہر مہم نعمت

جنابِ حافظہ دہاپوری

تم مصلحت کاروں سے خداں دیکھتا ہوں میں
خداشان پرستہ، اسے حافظہ قرآن لکھتا ہوں ہیں
سرورِ ذر کی موجود ہیں خود کو عزیز پاتا ہوں
تصور ہیں جو سوتے کو وفا داں دیکھتا ہوں ہیں
کلراستے ہیں۔ بے خیر مہروناہ و اسیم بھی
فہم کا اگر دستے دخشاں دیکھتا ہوں ہیں
ترپ کر تملک کر ہند میں رہ جانا ہوں ہند
کی کوسنے پڑب حصہ دال رکھتا ہوں ہیں
سماں آتی ہے یاد اعیش دانگشت عصمتی
فلک درجیدہ گر جب ناوتاں دیکھتا ہوں ہیں
روان ہوئے ہیں آنسو خون کے احتمت عالم
زی انتہ کا جھٹھمال پریشان دیکھتا ہوں ہیں

قطعات

جنابِ محمد ام الدین رام نگری

پرلاہ سحر

شقق گوں تھا دیو کا ہے نظر کا
بنظاہر دیو پر جڑتی جاہری ہے
گلاں بھر کے پرٹے کپکچے
برابر رات بڑتی جاہری ہے

محاجس لوح چھینی

دل گرفتہ کیوں ہیں چھی، گل ہیں کیوں سینے نکلار
گھستاں پر جو گزرتی ہے وہ مجھ سے یو چھی
شور طوفان اذور بامان، بیو شی بر قی سپاس۔
آشیاں پر جو گندتی ہے وہ مجھ سے یو چھی

کم کر دہ راہ راہ سہر

یکا نہ منزل اندول کو کب منزل پر ہنچوائیں گے
جور دھستے خود گستہ ہوں وہ راہ بنا کیسا جائیں
جو خود پس رو ہوں غیر دل کے وہ قائد کب ہو سکتے ہیں
جو سے پہر جم ہو وہ اپنے اپر جم اہم اکیا جائیں

عوام کا بیباک اور مقبول ترجمان

چفت روزہ ایشیا لاہور

نیز ادارت بـ ملک خصر اخخار عزیزی ۳

بُول بُنی افراطی خصوصیت کی بنا پر تعیوں ترین ہفت روزہ ہے۔ چلتے ہندباء اقتاحمیہ
ادارتی ہوت تیرہ نشرت، سیرو منفر، بلکچی عالی سیا سما پر بیانگ تجر و نسے اچکاری و سیاسی۔ علی
او اوری مسائل میں اپنی رہنمائی اسلامی صولوں کے مطابق کریجا، شایدی سوچ کے مذاہلے اور اشاعت
شمارت کے اعلوں ہیں معاشرے کی خوبیوں کو سے تھا ب کوئی اصلاحی اکتوش کھاتی ہو، وہ کے
علاوہ اپنی کارروز ناچھر دینی و علمی معاشرین کے ذریعہ اپنے کے قابل معاصرہ اور افراد کی جانبی
جندہ سالگھا۔ ششماہی تسلیم سہماہی تسلیم فی پرچھم، فرمودہ مفت
میسیز ہفت روزہ ایشیا کو امنتدی لاہور

کوہ کھوٹے کے خواں

تندید و تبعید

مستقل عنوان

(قصہ کے لئے دو نسخے آنحضرتی ہیں درج تبصرہ تہذیب کیا)

انس خواتین شائع کردہ:- سیکھ خلیم زبردستی
امروز قصہ کھوڑا آباد، بولی۔

لوں تو ایک فہرست اور یہ ہے جس میں خواتین کے امراض اور حاصلوں کے تعلق میں اس کے تجربات کا پنج بیش کیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے ایک منفی رہنمائی صحت شہباز بالا چوں میں قدم نقدم پر اشارہ بدایت اور حلقاً صحت میں مکن ہے، اس کی مرثیہ سیکھ خلیم زبردستی ایک پرانی تجربہ کار دعا غیرہیں، جن کے نام سے پڑتے لکھے لوگ نادافع ہیں ہیں، میں کتنی ایسے محدود کو جانتا ہوں جس کے لکھنؤں نے سیکھ خلیم کے فحاصہ مشود دل اور دعا ماند و بیرون سے بیش فیض، فائدہ اٹھایا ہے۔

انس خواتین کارڈ کئی پر مفت تھی سب اور تدوینہ بالا پڑی سے ملت کیا ہے کافی ہے۔

امان تفسیر:- از عابد الفاری، طنز کا پتہ، مکتبہ ثانیہ شمس جاہیں اور کیتھ جدر آباد کن، ہبہ دار، پادہ علم کی امان تفسیر، پنج اونچے سبق نامہ انسانیں

پھول کے ترانے مصنف:- جاپ گود پور کا کوئی شائع کردہ:- مکتبہ اشاعت اردو کوئی

کوئی حیدر آباد پاکستان۔

صفحات ص ۲۷ - قیمت ۳/-

اس کتاب سے کہ کتاب صرف پھول کے لیے ہے اماں اس لواناٹ سے بھی کہ اس میں صرف تیر و ملٹے پھولوں کے امور تھے اس کے ہیں۔ مکھ چند تکلیٰ تجربہ بہت کافی تھا۔ لیکن بہرے تزویک اندھہ نظر کیا تھا اور کتاب کی خفامت بیش بلکہ نویسیت ہوئی ہے اور

پندرہ روزہ بخات ایڈیشن فہرستیں رائے جو دی مراسلت کا پتہ:- فہرست ایک قلمی درسال پر جو اس وقت دو کے اہلکار آور ذی، ایس ڈیبو پشن مل۔ کیوب ایڈ پوسٹ راجہ نہ ملٹے طبقہ، جیدر آباد کی۔

بھرتہ جو تھی ہے کہ یہ ایک قلمی درسال پر جو اس وقت دو کے سال میں چھے اور پیش نظر شمارہ اس کا پیشواں شمارہ ہے، جو دوسرے یہ کہ تبصرہ کے لیے حسب قامدہ دو کا پیشان سمجھی کی جیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کافی کاپیاں لکھی جائی ہیں، اس شماش ہے اسکے کار پر وہ کوئی بھرستہ خط میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ اہل ذوق کو ایک کارڈ لکھنے پر بیت دیا جاتا ہے۔ فی الواقع۔

سال میں دو زبردستی لکھتے ہیں، معاہد میں سب دینی ہیں، متعالیٰ خبروں کا بھی ایک حصہ ہے، کتابت میں نیلی روشنائی اور زکریں پسندوں سے کام لیا گیا ہے۔

اشتری چین اور مدد ہب شائع کردہ:- مکتبہ جماعت اسلامی کا نیو۔

جون ۱۹۷۴ء میں پاکستانی صحافیوں کے ایک دفتر نے یونیورسٹی چین کا دورہ کیا تھا، اس کے ایک سفر زر کی جا ب ارشاد احمد ایڈ پیش کیا تھا "شیخیم" نام ہوئے اپنی روداڑ سفر چین کے احوال کو اندازہ برداشت کیا تھا۔ سیر حاصل و بسط مقصوں لکھا جو چین میں قسط و ارشاد تھا، جو اس تو یہ صاریح مقصوں گرامنایا اور حقیقت افراد سے ہے لیکن اس کا یہ حصہ خصوصیت سے برادران اسلام کے لیے لائق مطالعہ ہے جس میں انھوں سے انتہائی غیر براہ راست مذاہن و معمولیت کیا تھا اُشتری کی چین اور تہہ بس کے باہمی اتفاق یہ روشی ڈالی ہے۔

حرمت ہے کہ شاہزاد مبالغہ امیر عقیدت ہیں اسی پر اسی ہیں تمام بچوں کو اسی کرنا چاہئے ہیں۔ تمام شری کی امامت کا ذوقی تو وہ اصحاب اقدار بھی نہیں کرتے جو امامت کے لیے کشاں ہیں۔

اپنے وطن کو عرش کا تاریخیں گے

ایک اپنے وطن کو جہاں لا دینی نظام رائج ہوا اور اخلاقی احقداد تو کی نیز مودہ ہی ہوں "عرش کا تاریخ" بنانے کا مذہب ناقابل فرم ہے شاعر کی یہ نہیں مانتے کہ "عرش" ممالک اسلامی عقائد کا جزو ہے اور اس پر تاریخ ہیں کھلتے۔ انہیں شاہزاد ہیں۔

"پیغام میں" دلھستھے نہیں۔

ترپ رہی ہے زندگی سکن رہی ہے زندگی
غایبا نہ انتہ شاہزاد گل کا بیونہ مصروفہ دوسرے ٹینج کر دیا ہے
بلکہ کا دوسرا مصروف ہے۔

نفس نفس میں لشکی کی داستان یہ ہو ہے

"عزم" میں یہ مصروفہ۔

اسان کی خدمت سے اخلاق منور ہے ہیں

قابل نظر ہے۔

اسان کی خدمت سے اخلاق نہیں منور ہے۔ بلکہ اخلاق
کے مندرجہ ذیل خدمت کا مذہب پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق کو اس کے حام
سمیں لیٹکی صورت میں ہے۔ اور اگر اسلامی نظری اخلاق کا لامان
کیا جائے تو "خدامت حق" میں ایک بڑا اور قدرتی ہے۔ بلکہ وہ اخلاق
کو اخلاقی حس چو انسان کو خدمت حق پر ابھا، اسی ہے الگز نہ بنا کے
کہ سب سے مقدم اور لازم و اہم تو اپنے پیدا کرنے والے اور پا سئے
واسے اور نہیں علا کر نہیں سائے کی امداد کی خدمت میں ہے اور عمدہ میں
اس کے مددوں کی خدمت اور مددوں کی خدمت کی سی نہ
کسی بیرون سے ناچن دن کا کام ہے۔ بچوں کو خدمت حق کا درس یعنی
سید شکر ہوتا چھا ہے۔ لیکن اس طرح دینا کو خدمت حق یہی اسکے
کردار کی "تمام اخلاقی اہمیت" کی اضافت "جنائے خدا ہے

ہم یکے اٹھیں گے اس طوفانِ خرام کے

اوڑتے جو میں گے اب مددوں کی تھا دری کے

دو نوں مصروف ہیں اب میں قدرنا کو اور ہے۔ حق طوفانِ خرام

تو جست کے بچیں میں ضروری بھتاؤں کو قبول کے تفصیل اختیار کروں یوں لوگی کچھ کہاں بر مل مددوں کا پروردہ صاحب حق تک بندشاہ نہیں
علوم ہوئے بلکہ اپنے اشعار میں بچی اور شور اور ملاحت صلحتی
ہے۔ شال کے طور پہلی بھی نظم بچوں کا تاریخ "کافی اپنی ہے
جس میں اپنی بچے خیالات کو بھی طرح فلم کیا گیا ہے۔ ہاں ہے۔

نظر کو خود سے اُبھائے ہو سے
بیسے مصروفہ کو پڑھ کر کھانا ہٹا ہے کہ شاہزاد بچوں "کے فہم
کا صحیح اندازہ خیس ہے۔ بھلا ایسا مصروفہ بچوں کے ترانے میں
کوئی کرکٹہ مکھ ہے۔

"دھرمی نظم" اے دلیں کے جو افہم کافی تترم ہے۔ لیکن
اس میں بھی ہے۔

تم امن کے سپاہی فارت گہرے،
جیسے فقر سے عماج اصلاح ہیں۔

نیمری نظم "چلے چلو" اتنا کے اعتبار سے بہت کھٹیدہ ہے
بیٹھے ہوؤں کو رسیدہ حکایتے چلے چلو
مھڑے کو کاروں سے ملاستے چلے چلو

بھلا بھی کوئی سخونا مار بان ہے۔
جو بھی نظم "ہمارا دلیس" زادی ٹکر کے اعتبار سے بہت
جلی نظر ہے۔

سب کی اکھوں کا بے تارا سب کے جھون کا ہے سہلا
دوسرے مصروفہ می شاء کی زبان سے اچھا لگتا ہو جو اسلامی
نکرو شور سے بے بہرہ اور کامناتی حقائق سے بخیر ہو۔ ملن کی تعریف
کا مطلب تو نہیں کہ بچوں کو احاد و در ہر بیت کی تعلیم دی جائے۔

سب سے اچھا دلیس ہمارا
یہ مصروفہ خوشابدگی ایک خایار مثال ہے جو بچوں کے زہن
کو غلابی ستحی اور اضافت دوستی کے ہنار مدد و دلیں پرستی اور
بھرا ہی تلگ نظری کی طرف بھاسئے گی۔ اپنے دلیں کو بہت بھا
کننا تو دون دلوں اور حیثیت دلیں کی مناسب ترجیحی یہ سکی ہو
لیکن "سب سے اچھا" بدلہ آفتاب کہنا حقیقت نہیں خوانی سے ہے
حقیقت ٹھگاری نہیں۔ اسی ترانے کا ایک مصروفہ ہے۔

اس کے پچھے مشرقی سارا

ہندو ہیں۔ لیکن یہ تعارفی تسلی جس عمارت میں ہے اور وہ تو محض
ہی کی طرف سے ہے۔ مری اور اس کے تھات کے ساتھ جلوخ کی
عقیدت اپنے بیوو کو ہے وہ سب جانتے ہیں۔ اس عقیدت کے
تاثر سے تو بے شک ہر طریح کے جذباتی استعمال سے اور کتابتے
لئے جا سکتے ہیں لیکن مسلمان ذمہ سے ایسے طرز کا صد و تینوں
ہے۔

بعض کہانیاں مقصد کے اعتبار سے کوئی کھلی اور اپنے
اعتبار سے تو تم پیدا کرنے والی ہیں۔ اسی واثار کی بھی خالی فہیں
ہیں۔ مثلاً۔ لاپچی فقیر صلت پر۔ اُمر نے دکالت پر حصان شروع
کر دیا تھا۔ گویا دکالت بھی نہ کہے۔

صلت پر۔۔۔ یہ کی کتنی قدر اُمر نے دکالت پر حصان شروع کر دیا تھا۔۔۔

صلت پر۔۔۔ آئی شرطی کھیل کو بہت جو ناجاہما ہے۔ آپ نے
ایک بارہ بھوپات۔۔۔ ایک بادشاہ تو یہاں خاور سے کھلائی
ہے۔ ایک بارہ بھوپات۔۔۔

بھوپات پر۔۔۔ کمی ملک میں ایک بادشاہ رہا تھا جو اس نے ایک خوبصورت بانی سے شادی کی تھی۔

بھوپات میں بھیں "ملکہ" ہونا چاہیئے تھا۔ شہزادی کی بھی
کے نام روپی سے ظاہر ہوتا ہے کہ تذکرہ مسلمان سلطنت کا ہے
اصطلاح میں مسلمانوں کے نیئے "شاه و ملک" بولتا کہے اور ہندووں
کے نیئے "راج رانی"۔۔۔ صحن فی نے اسے بھی "رانی" ہی
لکھا ہے۔

صلت پر۔۔۔ "فرنچ بھی" پچھے اپنے نئے۔۔۔ فرنچ
الگ الگ پڑھ کر کی کامن نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ہے جسے واحد
آنچل ہمیٹھے ہوا۔

صلت پر۔۔۔ فیصلہ بھی باشکن میں کی طرح فاماں، بزرگان
اور بدمعاشر تھی۔۔۔ بدمعاشر کا نقطہ باشکن تاؤڑوں ہے
تصھر کی ماں کا بجکارہ، کہاںی میں ہے اس میں وہ بھلو موجود
نہیں ہے جو پر بدمعاشر کا نقطہ جا میڈت، کے ساتھ صادر
آ جائے۔۔۔ بدمعاشر کا معموم سمجھنے والے پورے یہاں خواجہ

سب کچھ نہیں ہیں۔ طوں فی عزم کی حد تک تو شاید ملڑا اور سالیں
و غیرہ اج اپنا ہوا سب نہیں رکھتے۔ اصل فیز ہے وہ صراحت سقیم جپر
۱۲۰۰ کو اپنے عزم کی جہاںی اور قوت و صلاحت دھکھانی ہے۔
محروم کی۔۔۔ میں اخڑی بند جس کا ایک صھرو ہے۔۔۔

اگر یوں ہی فرمائی مکھوتہ رہو۔۔۔
اس بھرپور نہیں ہے جس میں پوری علم ہے۔ علم کی بخوبی ہے۔۔۔

یہ مظہر پہنانا یہ دل کش سماں
علم کے بھوپون کے نیئے ہے۔ کامی مطلب نہیں ہے کہ کسی نہیں پڑھ
کامی خیال نہ رکھا جائے۔۔۔

نیرے خردیک یہ کتنا پچھے ہو گئی طور پر کافی قابل اصلاح
ہے۔ اور پروری صاحب اگر نکرہ نظری گھر انی کے ساتھ اس میں
خودی مناسب اصلاحات فرمائیں تو بھوپون کے نیئے بڑی اچھی
بیزیر ہے۔۔۔

تین کتابیں | بھوپون کے توانے کے معنی حباب
 محمود پرور کا کوئی یہاں کی تین کتابیں

لکھتے اشاعت اور دوسرے بھی ہیں جو کہاںوں پڑھلے ہیں۔

پچھے دار ۱۵۔۔۔ لاپچی نظریہ۔۔۔ ایک بادشاہ ایک تھا۔۔۔
کوئی شک نہیں کہ پروری صاحب کو بھوپون کے نیئے لکھنے کا اچھا
لیکھ سہے اور یہاں میں خاصی درجہ اور بعض پیغمروں سے محفوظ
ہے۔۔۔ تاہم پروری صاحب کو ابھی زیادہ سلیمانی کام لینا چاہیئے۔۔۔

لاپچی نظریہ ۱۹ پر۔۔۔ اُن کی دوڑی خواجہ خصسر کو
بھی نات کر دی تھی۔۔۔

اُول تو پیش بھوپون کے نیئے کافی تشریع طالبی۔۔۔ وہ صربے
طنزہ اندان پھوپون کے دماغ میں خضر علی اللہ عاصم کے بارے میں یعنی
ایک ناخود تصور پیدا کرے گا جس کوہ ذمہ داری کی مسلمان اور بکو
اپنے سر نہیں لئی چاہیئے۔۔۔

پھر کیدار ۲۵ پر۔۔۔ مری بھی دلے مٹی سے میں مری
بخار سے مٹی۔۔۔

۱۰۰ سے والوں کو مدھوش بنالہے تھے۔۔۔
یہ طرزیاں کیں یہاں مسلمان قلمکار کے یہ موزوں کہا جائیں
ہے۔۔۔ مانا کہ اگر ایک ہندو سیکھ کا نئے اور کھانا اسے کر دو رسمی

صلیل پرست اور گلا مکھنار کرو لا۔ گلا مکھنار نام مجاہدہ خیز ہے۔ مگر جگہ ایسے بھٹے ملتے ہیں جو بچوں کے نیچے ان کی استعداد سے قریادہ ہیں۔

شلا:- "دلت کا کارواں تیکے بڑھتا ہے"

کہیں انداز بیان غیر فطری ہے۔ شلا:- مخصوص پیچہ راجہ کے سکھی کو اچھے لوگ کے میرے ساتھ پہنچے گے؟
جواب رنائب:- چل تو سکوں گا مر یکس شرط پر۔
یہ جواب کسی جذبہ کے بعد اور با شعور کی زبان سے تو مذکور ہے مخصوص پیچے کی زبان سے نہیں۔

اسے پھر ہی پچھہ کہا ہے۔ "جیسے آپ قیض دلوں کیسے ہے؟" خوب صنف بول رہے ہیں۔

یہ صنف اور نشرت سے معافی چاہوں گا کل غلطیوں کی ایک فہرست لکھاں کو رکھدی۔ لیکن فتح یہ ہے کہ یہ صنف اور نہاد نہ ہے۔ وگ صنف میرے تبصرہ کو خلوص کی تحریر سے دریکھری جاتی ہے اور نہاد نہ است روی کا کافی یا خانگاری میں گے تو ان کی نشرتہ فاؤشن بند سے بند تر ہوں گی۔ بچوں کے نیچے لکھنے والوں کو اس مشورہ دلوں کا گزیناں اور انداز بیان سے سلیقہ دہ سماں میں پرستی کرنا چاہئے۔ شخارت کر کر پاٹا مطابعہ کریں۔ موضوع کا انتخاب توہنخیں خود کریں گا۔ لیکن زبان دینیان کی حد تک اسماں میں صاحب کے بیہاں بڑی صلاحیت اور پرمندی طلبی ہے۔

حقیقت عیسائیت

مصنف:- جناب حکیم

نشر الدین احمد قرقشی

شائع کردہ:- دارالأشاعت دیوبیج فیکس ایڈیک

قیمت:- ۱۵

اس فخر کتاب میں عیسائیت کے چند بیناہی اتفاقات پر عملی ارتقای اور تعلیمی اثر کے ساتھ کلام کیا گیا ہے۔ اور کوئی شکب نہیں کو مصنف اُن اتفاقات کی ہدیت اور حقیقت ایجاد کرنے کرنے کے بعد دوسرے جائز اور شرمند ایجاد کر رکھے ہیں۔ ملا وہ اُن میثمار اور ان کے متفاہی میں اسلامی عقائد کی برتری کی طرف اشارہ کرنے میں اپنے کو موضع کی حد تک کامیاب ہیں۔ ہمارے علم کی حد تک کامیاب ہیں۔

عیسائیت کے اصول و عقائد کی ذات کیش سے متاثر ہو کر میانی ہو گئے ہوں بلکہ عیسائی مشتریوں سے اس مسئلہ میں بہت سے اختلافی و مادی وسائل استعمال کیے ہیں اور زیادہ تر ایسے افراد کو اپنے دائرے میں کھینچا جائے جو اُن جهات مختصر کا شکار ہے۔ غربت و احتلاز اور دلیل و بیان کی کچھوں میں جکڑتے ہوئے ہے۔ تلاہر ہے کہ وہ دونوں طرح کے افراد دلیل کی قوت سے تبدیلی مذہب پر مائل نہیں ہوئے بلکہ مادی مختصت اور مفاؤ کی خوش رنگ جھنکیاں اپنی عیسائیت کی طرف مائل کر لی ہیں اور عیسائیت کے عقائد اساسی کا نقش و ضعف واضح کرنے والی دلیلیں ان کے نیچے قابلِ حالت نہیں ہوتیں۔

تاہم بعض عالمتوں میں عیسائی رہنماؤں کے اشانگیز بیانوں اور پاش کے ہوئے انداز ہائے تحریر و تقریر سے دلیل معموقت کی راہ میں بھی بعض علقوں اور پڑھ کھوٹے کھوٹے دھوکا کا کہا سے کہ امکان بیغناہ ہے۔ ایسے امکان کی مدافعت کے نیچے میہمان کی حقیقت "بھی کہاں نہایت مفید ہیں اور ان کے معاوی کے بعد کسی بھی ہوش نہ کے یہ عیسائیت کے بیماری عقائد پر ایمان لانا ممکن نہیں رہتا۔ سو اس کے کوہ کسی مصلحت و مفاؤ کا شکار ہو جاتا۔"

اپنے دین کے ملا وہ اُن دریگ ایمان کو خواہ کہ کہیں لیکن حق یہ ہے کہ عیسائی مشتریوں نے عیسائیت کی تبلیغ میں جملہ احتلال اور نہماں اور ذوق و شوق اور نگہ و دلدار مسخرگری کا ثبوت پیدا کر لادا وہ مشتریوں کے امر کے درود پر میں متفقہ اور بختم ایمانی خلفت عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت پر جس قدر صرف کرنے ہیں وہ اُن مسلمانوں کے سے چند دوسرے جائز اور شرم ایگزی ہے۔ ہمارا عالم ہے کہم نے قرآن کو بھی لاگ کے پیدا ہیں ہی عیسیٰ رسول پر تقسیم نہیں کیا حالانکہ عیسائی حضرات یا اُسیں کے ہمراوں نہیں لاگوں اور دوسروں نے بعض عالمتوں میں بیان نام قیتوں پر اور بعض حادثوں میں بالکل صفت تقسیم کرتے ہیں۔ ملا وہ اُن میثمار دوسرے تو سچ اشاعت کے دوسرے طریقوں پر صرف کرنے والے اور سنئے ہوئے عیسائیت پر واژہ ہائے نزاواں کا مرد و لاد کھوئے ہیں۔ جوکہ ہمارے ہمراں نسلموں کے نیچے ایک نایا یا جیسا ہے

تفصیل دیجئی پایا جانے لگا ہے اور فواؤش تو درکنا وہ معمولی سلوک ہیں ان کے ماتحت نہیں کرتے جس کے دعہ تھی جیسے اور جس کا بحق نہیں رکھتے تاریخ کے دھواں میں ملتا ہے۔

"حقیقت عیسائیت" ہی کو لمحے کیلئے پھر مسلمانوں کے کچھ باستطاعت حضرت ایک مشترکہ ادارے کی شکل میں لے سے بڑی تعداد میں پھیلا کر لیے طبقوں میں منت قسم کر دیں جہاں اس کی افادت متوافق ہو۔ یا ادائی اشتراک میں الجمن ہوتا الفراہی طور پر اسی کت ابوں کی توسعہ اشاعت اہل استطاعت کے لیے دشوار نہیں ہے۔ لیکن افسوس اور ہزار افسوس کہ دین کے متعلق یہم تین زمہ دار بولوں کو حمداً نوں نے بالکل ہی مکمل نہ کر دیا ہے۔ اور کچھ لوگ اگر ان زمہ دار بولوں کی یاد رہائی کر ابستے ہوئے خود ان کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں قوان سے اعلاءوں اور تعالیٰ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ کہیں تسلیم اور تقابل بر تاباہی کے ادھر کیں تھیں اور فخار۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فرمائے اور اپنے دین کی مدد کا جذبہ اور توفیق عطا کرے (عامر خٹالی)

اسلام کی شکشاوندی، مولف: ابو نیم محمد بن الحنفی صاحب۔ تحقیق: ابو نیم محمد بن الحنفی صاحب۔

متن کا ترتیب: تکمیل الحدیث۔ دامیور، جو پی.

پہلے سے لفک کی سرکاری زبان ہندی زبان سرکاری تدریسی جاگہی ہے۔ جس کے بعد اس پیش کی حفت ضرورت پر کہہندی زبان میں اسلام سے متعارف کرنا بخوبی کہا جیں لکھی جائے۔ مقام شکر ہے کہ ہمارے علماء اس چیز سے خالص درستے اور کسی نکی درجہ میں اس کا سالمہ ضرورت کیا گیا۔ چنانچہ اس وقت ہمارے ساتھ لکھتہ الحدیث کی چھپائی ہوئی ایک الیکٹریکی ہندی کتاب ہے جس میں اسلام کے جیادہ اصولوں اور تعییمات کو لیکھیں دلکش انداز میں لیکھی گیا ہے۔

سندھی نقطہ نظر سے کوئی زبان اپنی جگہ ریاستی مصلحت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا طریقہ استعمال برایا جعلہ ہوتا ہے۔ ایسے ہندی زبان میں تبلیغ حکیماً کی تاریخی ایجادت ہے جیسے اور دوسری زبان میں لوگوں کو مدھب کی طرف بلانا۔ صرف زبان کے تغیری

سے ایک درج نامہ نہیں ہو جاتی۔

ڈیش نظری کتب اسی مسئلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کا بہتر نہیں کہ ایک نکا کیا ہے۔ سو اور تیاریت۔

حیات بعد الموت کے بارے میں کافی مواد جمع کر دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ اور کان اسلام اپنی خاتمہ رووفہ۔ زکوہ۔ حج پر ہی

تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ بڑی نہیں بلکہ دعوت اور سبلیخ

کے عنوان کے تحت یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دین کے احکام اصولاً

پر درستہ مدن کرنے ضروری ہے بلکہ ان کو درستہ نہیں بلکہ انتہائی

لذتی ہے۔ اس مسئلہ میں چند مقدمہ شورے ہی دینے کے لیے ایک

جو لوگ الحدیث کا متعقل مطالعہ کر سکتے ہیں یا ایکیں الوسیط

صاحب کی کسی اور تفصیل کا مطالعہ کرنے کا موقع ہے۔ دوسرے

جائز ہے اس کو دو ستم حصہ حاصل کرنے سادہ اور دو زم نامہ انداز ہر یہ تکل

ہے مشکل مسئلہ تو غردوں کے ذمہ نہیں کر دیتے ہیں۔ اسلام

کی شکش میں بھی الوسیط صاحب کا اور بھی رنگ تباہی سے اسلام

دلنشیں اور زبان بہت آسان ہے۔ خاص، جیز، ہے کہ بعض

مذکوری اصطلاحیں یا کام بھی فرشتوں پر ایمان، یادوں اور عبارت

و خرچوں کے توں برقرار کر سکتے ہیں۔ اور وہ بانی ہمارت ہندی

میں لکھی گئی ہے۔ تاکہ ہندی میں کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی

ایک شخص اسلام کی اصطلاحات سے ناواقف نہ رہے۔ تاکہ

کے طور پر خوبی کی وجہ ایسا نہ ہو جو عربی میں سمجھا گیا تو اس کی باری کیا جائے۔

خوبی ہے اس بیان ہم پہلے پاکی کے ایسا میں کچھ اٹکتا ہے تاکہ

کتاب اپنی جگہ جائے اور نکلے۔ ناظرین کو پہنچیں کہ

وہ اپنے بچوں کو جو اسکوں میں علم حاصل کر رہے ہیں اسی

کتاب میں مذاکارہ کروں۔ صاحب استطاعت حضرات زیادہ سے

زیادہ تک میں خرید کر مصنف اور مکتبہ کی ہمت افرادی فریابیں اور

اس کا خیریں باقاعدائیں۔ (شیخ شہزادی)

عربی ہندی ویاکری (ہندی)، اکبر علی (ایس ایز)

ایس۔ فی۔ سی۔ اور جمن ملی برہان پور والا۔ ایس۔ فی۔ سی۔ فی۔

ڈی۔ (اویک۔ ایس۔ ایس.)

تحقیق عمر۔

کارلوس گوئے نے ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک معاہدہ نکل چین میں
بسر کیا ہے۔

یہی وہ درحقا جیسے چین ماضی انتقال کی سیاسی اور فوجی
انگلش میں سرخ انقلاب کی طرف پر صدر ہاتھ میں اور چین کی
حکومت کے پار انڈنڈار ہے تھے۔ اور پھر چین جا یانی حکومت کے
ساتھ ساتھ ڈالکوؤں، قوم پرستوں اور کیوں نہشون کی باہمی اور نہشون
نیچیز ایجی خامی رہشت کی حکومت اور طوائف الملوکی مصلح کر
رہے گئی تھی۔ اس انتشار کے ہوا الملوکی میں کیوں کمی محکمہ نے
ایک نظم اور فہلان رخ اختیار کیا اور آخر کار پر میں پر اس
نظام کی حکومت قائم ہو گئی۔ کارلوس گوئے اندھا کے کلیسا ایش
نے ہر ہمیں دعویات کے چوپڑے کھائے۔ وہی مشاہدات حالات
و اتفاقات اور خبریات ایک ڈائری کی فہلی میں رکھ پیش
کر تی ہے۔ اور ان ہولناک مظالم پر سے نظر فریب پر دے
انھی ہمیں ہمیں کے ذریعہ موجودہ چین کی "سرخ جنگ" کی تفسیر
ہوتی ہے! -

کتاب کے آغاز میں کارلوس گوئے کا تعارف اور چین کے
انقلاب اور خبریات کا پس منظر بھی شامل ہے۔ جس کو پڑھتے
کے بعد وہاں کے ماحول اور انقلاب کی خصائص کا شعور حاصل
ہو جاتا ہے۔ اور واقعات کی داستان پر ٹکر کوئی تصحیح رائے قائم
کرنے میں مدد ملتی ہے۔

کیوں مکمل کے ہمارے میں یہ کتاب کوئی تفصیلی بحث نہیں
ہے۔ اور اس تکلیف کے متعلق ہمیاں اور طور پر نظر پر آئی روشنی ڈالنے
کی کوشش نہیں کرتی۔ اس میں صرف ان حالات اور واقعات
کا میتوطان ذکر ہے جو کیوں مکمل کے نقاو کے سلسلہ میں اس تحریک
کے عبوردار اس کے ہاتھوں ظہور میں آئے۔ گویا یہ کتاب کیوں مکمل
تکلیف کے بجائے اس کے عمل سے بحث کرتی ہے۔ اس کے ظاہر
کے بجائے اس کی باطنی داشتہ کا پر وہ چاک کرتی ہے اور اس کے
اخام و تکالیف کے بجائے اس کے آغاز اور ہمیاں ہوں کا تعارف
کرتی ہے۔ انہیں واقعات کے دو ران میں مصنف کے علم سے
رسائل ذکر ہے کیوں مکمل کے واقعات کی جو نہیں نکل گئی ہیں اور
کام ہے گاہے ان تحریکات کی تردید و تفحیک بھی ہوں ہے۔

تلے کا پتہ۔۔۔ داؤر یہ صورہ لکھنؤ میں سجدہ ندو دو۔ قریب
کریما مسجد۔ بھی عت۔

عربی زبان دنیا کی صحیح ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ عام
طور پر لوگوں کے ذہنوں میں، ہاتھ ملکہ کی وجہتی ہے کہ عربی کے قواعد
بہت سخت ہیں۔ لیکن مصنف نے اس کتاب میں یہ بات منقطع
ٹابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اسے کہے کہ اگر چہ بڑی طریقہ پر
عربی قواعد مرتبہ جیسے جائیں تو ان کو سمجھنا اور لکھنا کچھ مشکل نہیں
اور نہیں ان پر جو بڑی احتیاط کرنے کی ہے اس انتہاء مدنظر کیا جائیں
کیا جاتا ہے۔ مصنفوں نے اس کوشش میں بڑی مدد تک کامیاب
ہیں۔ کتاب میں سے جعلی ایجی سہی، کاغذ بھی اچھا لگایا گیا ہے
ہندی زبان میں لکھا ہوا ہونے کے باعث ہندی وال
غمروں تسبیحی اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آخر
کتاب میں عربی۔ ہندی۔ انگریزی کے عنوان سے ایک باب
شامل کیا گیا ہے جس سے زبان کے سمجھنے میں اسانی ہو گئی ہے
جیسے عربی میں سیمیر لکھا ہندی میں اس کا ترجیح۔ سرفاً م۔ اور اس
میں پرمناداں لکھ دیا گیا ہے۔

ایسی کتابیں مختلف زبانوں کے درمیان تعلق قائم کرئیے
جیسے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں اگر یہ بھی دست تھا، ان دراز
کیوں۔

جو لوگ عربی زبان سے دوپیں رکھتے ہیں اور اور وہیں
سموں کے ان سکھیے تباہ کافی مفید ہے۔ دشیم احمد عثمانی،
ماڈی چنگ کے ولی میں

لی۔ اسے۔

● ساز ۲۰۰ صفحات م ۲۵۵۔ کاغذ مولیٰ، کتابت و طبع
معوقہ، قیمت ۲۰۰۔

● شائع کردہ۔۔۔ نکتہ چارخ را۔۔۔ کراچی، الامور (پاکستان)
یہ کتاب، انقلاب میں سکپٹر ٹکسٹر کی وجہانی ہے۔۔۔ کتاب
کارلوس گوئے کی انگریزی تصنیف (THE LAND OF ۱۹۴۰-۱۹۴۱ TUNCS)
کا ازدحام ہے۔۔۔ وہ جانی صاحب ہی۔۔۔ کامروں قلم ہے۔۔۔
کلیسا ایشن کے اک رضا کا طبقی، اہر کی جنتیت سے

زندگی کا مقصد قرار دیج کر اپنے نظام میں گواہی سادات کی ایسی خفایہ دیدار تابہ ہے جس میں ہر شخص کو اس کے صادقہ موالع خالی ہو سکیں۔ زندگی کی بیکار و سوتون کو گھروارہ سے قبر نکل خدوخی کے وہ زندگی کو ان تمام اخلاقی ذمہ داریوں کی بندش سے آزاد کرنا چاہتا ہے جو حیات بعد الہات کے مقامات سے انسانی نظرت میں پیدا ہوتی ہیں۔ گناہ اور ثواب کی قدر دوں میں زرد دست اتفاق اب برپا کر کے وہ مذہب اور عالمگیر اخلاقی اتفاق پر تباہ کن ضرب نکالتا ہے۔ غیرہ وغیرہ۔

کیوززم کے اتفاقاب دروس میں دہان کے علم علاقوں پر جو تاریخی ائمہ تھیں کیوں نسبت پر دیگر ہیں اس کا وازہ پڑھ کیا جاتا ہے کہ وہ اتفاقاب کا اولین تحریر تھا اس پیش ایں میں وہ تہذیبی مکن تھی۔ یعنی ہم کے اتفاقاب میں مذاہب کے ساتھ اور اتفاقاب کے نقاد کے ساتھ میں معتقد طرز انتشار کیا گیا ہے اور رشتات کیا گیا ہے کہ وہ ظالم نظام ہیں۔ اس پر دیگر ہم کا مطلب ہے کہ چوڑیا ٹیڑا دروس میں ہوئی ہیں کیونکہ اس کو نہ موم کہتے ہیں۔ وہ تزوید اور جائز کی راہیں لکھنے کے کیا معنی ہیں؟۔ یعنی کارلوس گوئے نظریہ قول سے ہمیں بلکہ کیوززم کے عمل اور طریق کا کی جو ہے اس کا سب میں ہے تفاہ کی ہیں۔ وہ ثابت کرتی ہیں کہ کیوززم کی ظالم افطرت مذہب دردیات اور تہذیب کے سلسلہ میں ڈڑھ تھیز اور زم نہیں ہوتی۔ بلکن ۷۰ اس کا جواب وجہ ازیں کھا لیا جائے کہ کارلوس گوئے ایک کلیسا میں محسن کی ادائیگی میں ہے اس کا یہاں کیوں کیوں ایک اسماں کے خلاف جذبہ ایتھیت سے آلوہ ہو گکتا ہے۔ کوئی سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ایسا ہو۔ یعنی اس کی تاریخی تھات کی یہاں میں اس کی نیت اور پھر ان کا سلسلہ رفتہ رفتہ کیے کیا جیسا فیصلی صدی صداقت کا مخفی اور نصیحتی ثبوت ہے اور اس طرح کیوززم کے علاقوں مگر پوری نہیں تو کم سے کم ضعف فریاد میچ تکم کرنے پڑتی ہی۔ ایک ایسے نظام پر کیے جو سو فیصدی انسانی درد کے علاوہ یورپیکارا علی ہے۔ ضعف منافت بھوٹ اور فریب کا ظالم شبات بونا اسے فیر مجبور نہیں کیے کافی ہے۔ عمومی طور پر ایک کتاب کیوززم کے ان حقائق کو سمجھنے کے لیے بہت ہدیدی اور جزو کے ناٹات سے بھی اگرچہ ہے جیسے ہیں یعنی بہت دیگر اور قابل مطلعانہ ہے۔
(مسنونہ)

اس کو بھی رفتہ رفتہ کا شاشا خدا کہا جائے گا۔ کیونکہ رفتہ رفتات کے عمل سے ہی وہ دروغ عمل پیدا ہوتا ہے اس سے۔ بلکہ اگر ایسی نظرت اپنی نکتہ ہمینوں سے قلع نظر کر کے صرف رفتہ رفتات کے معیار کیوززم کی قدر قیمت اور کیفیت دلویعت کو پر کھا جائے تو اس تذکرہ سے کیوززم کے طرز کا راد بیانیہ اور جوانات کے باشے میں مندرجہ ذیل تائی خواہ کو ملکے ہیں:-

(۱) کیوززم مقدار کی تکمیل کے لیے ”ذرائع“ کی پاکیزگی کا کوئی احترام دلکش نہیں رکھتا۔ اس کے خود یک اپنا مقصد عالی کرنے کے لیے کراور اور افعال کی پست سے پست سطح پر اگر ناجائز بلکہ مستحسن ہے۔

(۲) کیوززم ایک مرکز اور خود سر نظام سے جہاں کی خیر“ نظرت دلکش کی کسی خوبی کی برائی سے کی جانش نہیں دی جاتی۔ وہ اپنے سوائی کی اہمیت و خلقت کا قابل ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”کیوززم اور صرف کیوززم ہی بھاجانی کا دوسرا نام ہے۔“

(۳) مذہب اور روایات کو جس میں وہ اخلاقی تہذیبی بھی شامل ہیں جن کو ساری دنیا میں تسلیم کیا جائے گا۔ کیوززم اپنے راستہ میں خدوش رکاوٹیں تصور کرتا ہے۔ کیونکہ وہ پیزی جان کی گرفت انسانی شعور و یقین پر بہت محروم ہے اور ان کے روحانیات اور تاثرات کیوززم کے تقاضوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ بلکہ فروع ہو ستے ہیں۔ جو کیوززم میں ”جرم“ ہیں۔ اس میں کیونکہ اس کو ایک ایسی فہرست تحریک اور جاذب نقاہت میں لا کر چھوڑ دیا جائے گا جہاں سے اس میں انسانی ذہن میں کوئی اقلابی تاثر پیدا کرنے کی تھی ایسی باتی نہ رہے۔

(۴) کیوززم جرم کا سختی سے قائل ہے۔ اس کی دنیا میں افقار اور آزادی کا کوئی مفہوم موجود نہیں۔ کیوززم کے ”ستانپر ایک اس ان کو پیدا نکرنا“ نظر اور بصیرت و شعور تباہ کر کے ایک لیٹیں لاش کی طرح جدہ رخڑھنے پڑتا ہے جس کو اس کے مارہ میں یقین دلایا جاتا ہے کہ اس کو جیزہ نہ رہے۔

(۵) کیوززم دنیا میں ”ذلت“ کو شی اور کیف اور مذہب کی ایک فیر عروس اور خیر شعوری ذہنیت پیدا کرنا پاہنچا ہے زوراً کو

جید را بادوکن۔ لکھائی جھپائی کا نہ میماری۔ تجیت بلند رو روپے۔ اقبال میں صد علی قلمبکے اشعار عالمیہ اور قرآن کریم کے درمیان کی رشتہ درود میں اس کی سیر حاصل تشریع تو کتنے خیز کرتی یکن اسیں بھر جال اس درود پر کچھ کچھ روشنی ذاتی کی سو شکوہی گئی ہے، اقبال کے بہت اشعار شامل کتاب ہیں، تفصیل تعارف ناظرین کو مطابعی سے ہو سکتے ہے۔

از علامہ ابن قمی۔

سدیاں فاریحہ ترجمہ: - ازمولانا عبداللہ المحادی
ناشر: مکتبۃ نشۃ تائیز مظہم جامی ماکیٹ جید را بادوکن۔

قیمت دس آنے۔

علامہ ابن قمی کی "اعلام المؤمنین" ایک شہروندانہ کتاب ہے جسیں اخنوں نے نقد اسلامی کے اسرار و حکم اور شیعہ و مخالفہ بر لایو اواب کلام کیہے، اس میں ایک باب ہے "سدیاں فاریحہ" یعنی کس طرح شریعت نے مذکورات و مہیاں کی طرف بیجا برائے ذائقہ کوئی سوچ مصیر یا یادی کا حکمت کا تفاضال تھا۔ صرف نے ایسیں ۹۹ شانیں دی ہیں۔ حق ہے کہ ہر دوں پرہ مسلمان کو اس فقریکن ہم باشان کریں کا مطالعہ کر لیا چاہیئے تو یہ کام کی چیز ہے، خدا کرے قادر تنہی تائیزی "اعلام المؤمنین" کو اسی طرح تحریر کے شائع کریں، عربی ترجمہ نے ولی مسلمانوں پر ان کا یہیت بڑا احسان ہو گا، مکتبۃ نشۃ تائیزی اپنی حصہ اور اسی مطبوعات کی طرح اس فقریکن لایو اواب کی بیچ کی اشاعت کریں یعنی کمی قابل صدمہ کر دے۔

دہنائے نسوان ارجمند فاطمہ صاحبہ جاتی مکتبہ بوری
ناشر: کارخانہ تجارت کتب اسلام باغ کراچی۔

جامع العلوم۔ ہر آن گھنات قائم بارہ ہیکل۔ قیمت ۵۰۔

بعض جہاں تصویبین اس طبع کی یا ایسیں کہتے ہیں گویا تقدیم و تقدیم کی ایجاد و انتراحت ہے، حالانکہ حقیقت اس کے داخل خلاف ہے، پیش نظر کتب میں کئی یعنی فقیہی مسائل کے اصلی فوارث یعنی ہماشیت رسول کلبیان کیا گیا ہے اور بلاشبہ عقیریکن دفعہ کتب میں ذکر کردہ ہی بلاد و مستھنا نہ سو نظر کی تکذیب تردید کے لیے بربان قلمع ہے۔

چیخاں مردم مرتبہ جناب خوشیں الرحمن۔ ناشر: مسید سر در شاہ گلزاری۔ راجی تحریر کے خلاف ہے۔
قرآن اور اقبال ناشر: ادارہ عالمگیر تحریر کی تحریر
پاکستان۔ ایدیزیر ایجادت کراچی عدالت۔ قیمت کچھ نہیں ہفت تیسیم

ماہنامہ مددیانہ لاہور موری محربیاں صدیقیہ، اٹا
گاہ۔ دفتر ادارہ تعمیر مدن، داروغہ
درست پیشگوچہ ہاؤس، گنبد روڈ، نیشنل اکسلی۔ لاہور۔

اس پیشگوچہ ہاؤس اور گیاہوں شمارہ ہیں ظریحوں معاہدین
ٹھیک دینی ہیں، لکھائی جھپائی فہیمت ہے، ایسی کم عمری کی دعاہت کر
یہ اپنے موجودہ حیاہ کے لیے یقیناً قابلِ اصراف ہے اور تو فتح ہے کہ اگر
فاضل مدیر نے تجوید اور حفظ سے کام لیا تو جلد ہے توہاں ممتاز دینی
رسائل کی صفائی ملے گا۔ سالانہ فہیمت تین یوپی۔ قیمت ۲۳۔
ہم روا کرستے ہیں اللہ تعالیٰ کے فعل سے یہ چیز ہوئے۔

مولوی رست الموقق کا مناظرہ ارشد محمد فاروق
صاحب جامی۔

ناشر: ایوب گوشنی، ایجن توحید و منتہ بہجاؤں گوفہ قیامت
دیوبندیوں اور دینیتوں کے مناظرے کا ایک "چکلہ"۔ جو
تفہیم کے پردے میں چند معیدین دی اشارے دے رہا ہے۔

شہید کریلا قرآن کی روشنی میں از: ابو محمد مصلح
شائع کر رہا: - اداہ
کا نزد مددہ سفید، لکھائی جھپائی معاہدی، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت اور تاریخ پر تہستی کتاب میں لکھی گئیں میکن یہ کتاب
اپنے ذمہ کی ایک ہی کتاب ہے پڑھنے اور لطف اٹھانے ہے۔

اقرائیت از مولانا احمد حسین صاحب حدث
درالصلوٰم دیوبند۔ ناشر: کارخانہ تجارت کتب
اٹام باغ کراچی۔

بعض جہاں تصویبین اس طبع کی یا ایسیں کہتے ہیں گویا تقدیم و
تقدیم کی ایجاد و انتراحت ہے، حالانکہ حقیقت اس کے داخل خلاف
ہے، پیش نظر کتب میں کئی یعنی فقیہی مسائل کے اصلی فوارث یعنی
ہماشیت رسول کلبیان کیا گیا ہے اور بلاشبہ عقیریکن دفعہ کتب میں
ذکر کردہ ہی بلاد و مستھنا نہ سو نظر کی تکذیب تردید کے لیے بربان قلمع
ہے۔ لکھائی جھپائی معاہدی۔ بدیر جلد ایک وہیہ۔

از ابو محمد مصلح صاحب
ناشر: کارخانہ تجارت کتب
اٹام باغ کراچی۔

مُعْدَهِ مَنْ يَوْمَ خُونَكَ كَمَا كَمْ فَرِزْمِي وَ كَنْكَسْتَرْ

از سیم کھیم محمد عظیم زیری، امر فرمہ حضرت مراد آباد

معدہ کے بخوبی دھیما دھیما درد ہوتا ہے۔ پیتا بکھی نہ کمی سفید آتا ہے۔ الگ کی شیشی ہیں رکھر دیکھا جائے تو دار دار کمی دیا اندھے کی سفیدی پلٹکے کی مانند تیچے سفیدی بخچا کرتی ہے، یہ دراصل قدم پر فرم (فاسنیں) ہوتی ہے، خرد ری خوبیں کہ ہر پیش ہیں یہ تمام ملامات بیک وقت پائی جائیں مختلف مرپھوں میں علاج کم دیش پائی جاتی ہیں، جس طریقہ ضل کرو دہ جاتا ہے تو خون کی بیڈالش کم ہو جاتی ہوں پسلا بیٹا نہ ہے۔

معدہ کی خرابی کا عام بدب

ایک وقت کی تاریخ دادا حضیر کرنے کے بعد معدہ کو چند گھنٹے کے بیچ خود رام نہ پاہتے تاکہ دوسروے وقت کی خدا حضیر کرنے کے بیچ وہ تازہ دم ہو جائے لیکن عمداً لوگ معدہ کو ادا نہیں پہنچاتے، رات کو یہ سے سکھانا کھاتے ہیں، دنیا رات کے وقت خوب پیٹ بھر کر دو چشم اور ٹیلیں خدا نہیں کھاتے ہیں، جس کا تجربہ ہو ہتا ہے کہ معدہ کو خدا حضیر کرنے کے بیچ رات رات بھر کام کرنا پڑتا ہے، اس کے ملاواہ بیچ کو پھر بھاری ناشستہ کر لیا وہ حضیر ہو نہیں کہ دستروں پر جائز ہے، معدے کا سارا تناظر دمک ہو گیا، عام طور پر لوگ قدم اسی طرح جاچا کر نہیں کھاتے اتوں کی کامی میں کے اور ہر ڈال دستے ہیں، ایک عام خطا نہیں ہے بھی پائی جاتی ہے کہ تھوڑی مقدار میں الگ کی غذا کا استعمال بھی ہے تو است زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے بہت زیادہ طاقت معاصل ہو گی بہت سی بیٹھوں کی میں اپنے بچوں کو مٹھائیں، گمی، بیکن اسی خیال کے تحت خود دست سے زیادہ کھلاتے رکھلے ہے، ایک طرف پس بردی

معده ۱ معدہ کی دریگی یہی تاہم اعضا جسم کی تندیتی کا حصہ ہے، کبھی نکل جلا اعضا کی نہ کامیابی ہی کھل ہے، جب معدہ میں کوئی خرابی لاحق ہوتی ہے تو تاہم اعضا جسم پر اس کا کارنا اثر پہنچاتا ہے، حمارا بارہ، انتہائی اور مزمن قسم کی خرابیاں معدہ کی ہو اکریں ہیں، اگر خرابی حادثہ کی ہے تو خلدوں میں ہا کو اس کی برا آنی ہے بیساں نیاز لگتی ہے، معدہ میں گری اور جلن صسوں ہوتی ہے، اگر خرابی بارہ قسم کی ہے تو معدہ میں بوجہ رہتا ہے، اگر کوئی ہوتی ہے، تھوک زیادہ آتا ہے، منحصر مصالح اور معلوم ہوتا ہے الگ قسم کی بوجہ میں بوجہ نہیں ہے، معدہ کے بعد زیادہ سستا ہے ایسی بیساں معدہ کے وقت ہواؤں سوچ پھینکے بعد زیادہ جایا کرتی ہے اور مفتاپا یا ہارا ہے میں بھی خیس بھی، اگر خرابی انتہائی ہوتی ہے تو معدہ کے سخنپر دو دو ڈھنٹا ہے جوک ٹڑ جاتی ہے لیکن قدم اسی پر ہوئی، ہوتی ہے بیساں زیادہ گھٹوں ہوتی ہے، علیک بس خوش اور چھاتی میں جلن ہو اکری ہے تھیڈیاں اور تلوے جلا کر سستے ہیں، ان ڈھنٹے درم کم سعوم ہوئے الگ ہے جسم میں لپیتی اور گناہ دست یوں لگتی ہے کبھی منحصر چھالے اور دستے سرخ رنگ کے نہ جاتے ہیں، مزمن قسم کی خرابی
(۲- فہرستہ معدہ) میں معدہ میں کی تھی اسی سے ہضم کرنا ہے، معدہ اسکا کھانے کے دو تین حصے جو دیہ میں میں تاادٹ گرانی اور بھی مسوں ہوئے لگتی ہے، کبھی تسلی ہوتی ہے کی کی قصہ ہو جاتی ہے بھی قصہ ہو جاتا ہے اور کمی سفیدنگ کے دست اجاتے ہیں کھٹی دکاریں آیا کرتی ہیں میں میں بارباپا نی خوراکیا کرتا ہے، سرخ بھاری دھنٹا ہے، فذاس کے بعد دل کی دھنڑک بوجہ جاتی ہے

الحائیں جو لوگ بھی اور وہ کھن حسب خدا استعمال کر سکتے ہیں وہ صرف بیس دن تو ضروری استعمال کریں، پھر بھی وقت بھی کوئی بھی غریب نوجوانوں کے لیے بخواش اور سفوف بھروسی مددہ زیادہ مناسب ہے
معدہ و جگر کی درکشی کی تذہیب | اسیں ذیل میں مذکور کو درست حالت

میں رکھنے کیلئے ذیل میں لکھی ہوں کہ اگر اپنے اپنے بھی سے عمل کا کام تو ٹکریں اور ڈاکٹروں کے استانیز پر حاضری کی بہت ہی کم ضرورتی بھی ہے وہ دو ماہیں یہ ہیں کہ اول آپ کیا کھائیں (۲)، کیے کھائیں۔

(۱) آپ کیا کھائیں۔ صحت کو برقرار رکھنے کیلئے بہتری ایسی غذا ہے جو اپنی چائی میں جو بدقیق طویلیں بھائے تیرا بیت کے شکر کی بھیت کی طرف زیادہ مائل ہوں۔ بچلوں اور دودھ کھن، یا لالی، دہنی، بینیوں اور چکلے دار والوں کے علاوہ جتنی بھی قذایں ہیں وہ سب سی ہی ویژی تیرا بیت پیدا کریں یا ایسیں اگر ایک وقت آپ گوشت، گھسی، اٹڑا سیلانا جاول، حلی، راتیں، وغیرہ تیرا بیل غذا ہیں استعمال کریں تو وہ دو دفعہ بچل، سبزیاں دوسرے وقت، تاکہ گرم کا کھیادی اونان فائیں رہے تیرا بیت غایب نہ رہنے پائے، وہی اپنے آسٹل کی کھانی چاہیئے کہو دسی چکلی کا پسا ہوا ہو یا اس میں خوب ہموسوی دھافن اٹلی ہو، پا، پا، پا، پر بھر بھیٹھے اسے میں دو تو کی تباہ سے جھوپی ٹوکریوں کی بھائیے بچلوں اس ضروری ہے کہ آپ سیب انگور ہری کھائیں، امرود، تماز، کاچور کا روزانہ استعمال قبیل بچلوں سے ہوتے ہیں۔ والیں یہیں چکلے اور کھانیے پھانڈ کے ساتھی کے چاول زیادہ مفید ہیں۔

(۲) آپ کیے کھائیں۔ کھانیکار درست طریقہ یہ ہے کہ نہ اکاہر قدر اس قدر چبایا بلے کرنے لگئے تو پھر وہ جو ہو کر بھاب دیکھے گلکر ایک گاڑھ میں خود بھروسیا ہو جائے جو بھروسکے لئے خوب تباہی کو دے جس تھوڑی بھوسک کی فوائش باقی رہے تو اپنا تھوڑی بھوسکیوں کے بینر بھی کہنا تھوڑی ہو تو ہر ہر بھے کو اس مخصوص وقت کی خذائیوں کا بھروسہ بھجلوں کے دل بخاری اور دمود دمود کر دیں، یہیں جسمانی اور دماغی بکون کی حالت میں اطمینان و تسلیم کیسا ہے کہ اس کھانے کا کام انجام پائے گا اور اس کی خدمت میں ہر گو کھانا نکھالا کہا گیا کچھ عجلت ہو تو ایسی حالت میں تازہ یا نیکر میں پائی سے ہاتھ سخا اور بیاں ایسی طرح دیکھو کہ بھی تراویح کرلو۔ پھر اسے اپنے خوب بچا جا کر کھانا کھاؤ۔ ضروری نہیں۔ مرد بھی اپنا افضل حال شائستہ العاظم میں لکھ کر

اسپتہ پھون کا سردہ و جگر خواب کر دیں اور خود بھی اس پر عمل کر کے اپنا سعدہ خواب کریں جاتا ہے۔ آپ حکیم و داکتر سے تو جگر کے سندھ سے فرمادیتے ہیں کہ مددہ کا فعل خواب بھگیا لیکن کبھی آپ یہ بھی سوچتے ہیں کہ مددہ کا فعل خود بخوبی خواب ہو گیا ایسا آپ نے خود بھی کیا ہے۔

معدہ و جگر کی خراہیوں کا علاج

اگر آپکے مددے یا جگر کا فعل ناچ ہے تو آخر میں لکھی ہوئی بالوں پر بھی سے میں کوئی نہ کے ساتھ رہنے پر مرض کے سرطانی کوئی دوامی ضرور کھائیے، اگر آپ خدا کو اس سرکمی پوچھیں خصوص بھاری کا تھکاری ہیں اور مددہ و جگر کا فعل بھی خواب ہے تو آپ اول اپنے مددہ و جگر کی اصلاح کیجئے۔

علتی ایسی اور ناتازی مخالفوں کی بیچھے اسراں اور تعریف کے سن کر اندر حاد مدنہ مقوی گولیاں حلسوے اور جھوپیں استعمال کریں جو پوشیدہ امراض کے مجریوں اپنے مددہ و جگر کے فعل کو تو درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے بلکہ غزن قذایں اور مقوی دمایں کھا سائے ہیں، ایسا پیسہ ہی ہی برداشت کرتے ہیں۔ نہ تو ان کو بھاری سے بچھکا لانا ملتا ہے اور نہ یہاں پر بھی پڑھی سی ہے، اگر اپنے مریض نام اور گھمی کی مقدار ایک کرے سبزیاں اور موکی جھولوں کی مقدار اپنی غذا میں پڑھا دیں تو بہت جلد مددہ و جگر کی خرابیاں اور جو حائیں اکثر لوگ ریسی دوائیں کھانا بھی اپنی کسر شان سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ مددہ و جگر اور آنکوں کے امراض میں جو یونانی دوائیں کام کرتی ہیں وہ بھی بھی کی نہیں۔ ان کا فائدہ فارضی ہوتا ہے، دلیسی مرکبات کا منتقل درپیا۔ جو اس سینی الطیب۔ سفوف بھی مددہ۔ سفوف رب اور حب فولاد وغیرہ مفید مرکبات ہیں جب فولاد ہی یونانی طب کی ایک ایسی بیانی تازگوں اسراں میں جو فوڑی اثر دھکاتی ہیں، بھوک کھانا اور جو بھی غذا اکھائی جائے اسکے اعتمام کر کے اسحاطاً فتوخون بیانی کرنا ان گولبوں کا خاص کام ہے لیکن ای تخلیف، اکراور جھوادوں کے درد، بلغم کھاتی، دم، دمکی، نرک، قیض، خون کی کمی، مددہ و جگر کی کمزوری، پیشا بس کی تکریت اور ہر قسم کے ضعف کے نتیجے سے ظاہر گولیاں ہیں، نہ صرداںی جو جمالوں کے موسم میں اس قسم کی تکالیف میں بنتا رہتے ہیں اس سے فائدہ

DURR.E.NAJAF

دھنیوں کا ایسی مضمون کا داشت
مضبوط غول کرائیں مضمونی اور اکیں



- انہ سے ہبھن کے سوال انکھوں کی تمام پیراں یوں کا تیر بہت طلاق
- دھنے سوتیا جالا، روندا پڑال اور سرفی و غیرہ کے لئے بینجاں شفا۔
- پدایاں ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکنگ مضبوط اور نازہ
- بادہ سال سے بے شمار انکھوں کو فائدہ پہنچا رہے۔

چند تعریفی خطوط احتجاجی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

بیان سے دھکا لے اس سر کو استعمال کریں۔
ساہوج وال اسران حستہ بنی عظیم را آباد میر کرنس
بیس سے سرو خف کا استعمال کیا بہترت مفید پایا۔
خانہ بار بولوی حاجی سعیم محمد علی خاں صحت
عرف کریں اُنہیں اعلشم

سر خف بہت عده سر میں سے بہترت محسوس
کو دواں انکھوں سے استعمال کیا اور بدھ کو۔
ایک تول پانچ روپے۔ ۶ ماشہ تین روپے
ایک ساتھ تین شیشیاں تک ہے پر چھوڑنا کافی
ایک یا دو شیشی پر ایک ہی حوصل صرف ہو گا۔
یعنی جو سر کی قیمت کے علاوہ ہے۔

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

بیس پہنچا ہوں۔
ڈاکٹر ظفر پار خاں حضارہمیجی آئی ایں یہ آئی
زم اولمانی سوچیں لکھوں

ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرہ اس درجہ مفید ہے کہ
سر خف انکھوں کی پیراں کیلئے بہت فائدہ مند ہے
میں سے بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا۔ اس کے
استعمال سے انکھوں کی رسمیت میں ترقی ہوتی ہے۔

حلیم کہنیا الل صاحب وید سہار پور
میں سے ترخ خف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو

اسے کو قارئہ کرنا چاہیے سر خف انکھوں کے امراض کے
کے سب سے اچھا ہے۔ بہتر استعمال کیجیے اسی سے کوچھ
واسطے نہایت مفید ہے۔ میں یہ کس سے سخاں کریاں ہوں
لے اسکے استعمال سے خانہ اخھائیں۔

مولانا فرید خان ایشیت ممتاز تحریم اور بدھ نظریہ
ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ نیشنز ماربرہ

میں سر خف کو بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا
انکھوں کے امراض میں مفید ہے۔ اسی پر تجویز کے
سرہ کا استعمال کیکے وہی تجویز ہے جس پر بعد میں پہنچنے کو

کہتے ہیں مسٹریا۔ دیوبند

پاکستان کا پتہ۔ شیخ سالمہ عذرا جبی ہے، ناظم آباد کرای۔

شیخ الحدیث عذرا جسین احمد صاحب تھے تھی
ڈاکٹر ظفر پار خاں حضارہمیجی آئی ایں یہ آئی

صلد جمعیتوں میں نہ ہوئے
ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرہ اس درجہ مفید ہے کہ
اس کی توصیف میں آپ جو جاہیں میری طرف سے لکھیں
میں اس کی تصدیق کروں گا۔

مولانا شیخراحمد صاحب عمانی رحیم بر قریب ہیں
میں سے ترخ خف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو
اسے کو قارئہ کرنا چاہیے سر خف انکھوں کے امراض کے
کے سب سے اچھا ہے۔ بہتر استعمال کیجیے اسی سے کوچھ
واسطے نہایت مفید ہے۔ میں یہ کس سے سخاں کریاں ہوں
لے اسکے استعمال سے خانہ اخھائیں۔

مولانا فرید خان ایشیت ممتاز تحریم اور بدھ نظریہ
ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ نیشنز ماربرہ
میں سر خف کو بہت سے مرضیوں پر استعمال کیا
انکھوں کے امراض میں مفید ہے۔ اسی پر تجویز کے
سرہ کا استعمال کیکے وہی تجویز ہے جس پر بعد میں پہنچنے کو

کہتے ہیں مسٹریا۔ دیوبند

پاکستان کا پتہ۔ شیخ سالمہ عذرا جبی ہے، ناظم آباد کرای۔

شیخ احمد پاکستانی تھے۔ ایل رواد کردا ہے کہ

کیتے قریبی نہیں ہے بنا ہو الابحاث بنجیں

جَهَادِ اَنْ

اگر دارہ یاد میں تھا
میں تو مدد تھیں
مرضیں ہو جاتے کا اور
معذہ ریش ہو جاتے
کی برابری تھیں ہے۔

صرف صالت مرض ہے
نہیں صحیت ہے بھی وہ
استعمال کیجئے جو ہر دن
دانتوں کو بچتا اور فک
عطای کرتا ہے۔

جس طرح دارالفیض رحمانی کے سرمه دستہ نجف نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث مقبولیت حاصل کی اسی طرح "جو ہر دن ان عینی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اب تک استعمال کرنیوالوں کی اکثریت کی طرف سے برابر تعریفی خطوط اسے ہیں۔ فائدہ حسب ذیل ہیں:-

● پائیوریا کے جرمیم کو مارتا اور مرض کو جڑ سے اگھیرتا ہے۔

● دارہ یاد دانتوں کے سخت سخت درد کو فوری تکمین و یکریز لکھاتا اور درد پیدا کرنیوالے اسناک ختم کرتا ہے۔

● روزانہ اس کا استعمال ان لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جن کے مخہیں کوئی مرض نہیں۔ کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے والے مادہ نکونج ہونے سے روکتا اور مرض کے جرمیم کو بلاک کرتا ہے۔

● دانتوں میں پائیزہ چک اور خوشمندانی پیدا کرتا ہے۔ اسکے استعمال کرنیوالوں کے دانتوں میں کیڑے اگھی نہیں لگتا۔

● منحکی بدبو اور ہریک کو ختم کرتا ہے۔ ● منحٹے پانی یا گرم چیزوں کو دانتوں میں لگنے نہیں دیتا۔

● یاد رکھے۔ ہم نے اسکی دو قسمیں کر دی ہیں۔ نمبر ایک۔ جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہتے۔

نمبر دو۔ جو اچھی حالت میں عام استعمال کیلتے ہے جیز دنوں ایک ہی ہیں۔ صرف ذاتقہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمول استعمال

کرنیوالوں کیلئے ذاتقہ کو کافی گوار بنا دیا گیا ہے۔ طلب کر تیوقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھتے۔ دنوں کی قیمت میں کوئی

فرق نہیں۔ چار توڑ کا پیکنگ دس آنے ۱۰ روپتھ۔

نوث۔ مخفی پروگری خرچ ہم اپناتا ہے۔ اگر سرمه درج ہو اور جن یا کس تھے سنگاہیں تب بھی یہی ڈاک خرچ ہو گا۔ دنوں ایک سامانہ مکھانیں کافیت ہو۔

دارالفیض رحمانی۔ دیوبند (ریڈن)

بائیکیں کاہم۔ شیخ سلیمان صاحب تھا

انعام تہا، کراچی،

اس پر بر قیمت سو ڈاک فری میکر میکر سیدیں رہا۔

ذرا نیچے۔ یہاں سے مل رہا تھا کراچی میں رہا۔

DARULFAIZ
RAHMANI. DEOBAND. U.P.